سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد : تیسری

رسالہ نمبر 5

المطر السعید علی نبت جنس الصعید ۱۳۳۵ھ

جنس صعید کی نبات پر بارانِ مسعود (ت)

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ ضمنیہ

المطر السعید علی نبت جنس الصعید ۱۳۳۵ھ

جنس صعید کی نبات پر بارانِ مسعود (ت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ، ونصلی علی رسولہ الکریم

سیّدنا امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ہر اس چیز سے کہ جنس ارض سے ہو تیمّم روا ہے جبکہ غیر جنس سے مغلوب نہ ہو اور اس کے غیر سے ہمارے جمیع ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک روا نہیں لہٰذا جنس ارض کی تحدید و تعدید درکار۔ اس میں چار ۴ مقام ہیں:

مقام اوّل تحدید۔

اقول: وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی اعماق التنقیح والتحقیق (میں کہتا ہوں اور توفیق خدا ہی کی جانب سے ہے، اور اسی کی مدد سے تنقیح وتحقیق کی گہرائیوں تک رسائی ہے۔ت) علمائے کرام نے بیان جنس ارض میں اُن آثار سے کہ اجسام میں نار سے پیدا ہوتے ہیں پانچ لفظ ذکر فرمائے ہیں:

(۱) احتراق (۲) ترمّد

(۳) لین (۴) ذوبان

(۵) انطباع

اوّلاً ان کے معانی اور ان کی باہم نسبتوں کا بیان، پھر کلمات علما میں جن مختلف صورتوں پر اُن کا ورود ہوا اس کا ذکر پھر بیانات پر جو اشکال ہیں اُن کا ایراد پھر بتوفیقہ تعالٰی بقدر ضرورت تنقیح بالغ و تحقیق بازغ و تبیین مقاصد و دفع ایرادات و تکمیل تحدید و ابانت افادات کریں وباللہ التوفیق۔

بیانِ معانی الفاظ خمسہ :

احتراق: جلنا، امثال، مطعومات میں اس کا اطلاق اس صورت پر آتا ہے کہ شَے اثرِ نار سے کُلًّا یا بعضًا فاسد وخارج عن المقاصد ہو جائے کھانا پکنے کو احتراق نہ کہیں گے بلکہ طبخ و نضج وادراک۔ان کے غیر میں کبھی آگ سے مجرد تاثر قوی کو احتراق کہتے ہیں اگرچہ اس سے اجزاو مقاصد شے برقرار رہیں جیسے زمین سوختہ کہ اثرِ نار سے بشدّت ہو کر سیاہ ہو گئی درمختار میں ارضِ محترقہ کا مسئلہ ذکر فرمایا کہ اس سے تیمّم جائز ہے۔طحطاوی وشامی نے کہا:

اذا حرق ترابھا من غیر مخالط له حتی صارت سوداء جاز لان المتغیر لون التراب لاذاته[1]۔	جب زمین کی مٹّی کسی اور ملنے والی چیز کے بغیر اس حد تک جلادی گئی ہو کہ سیاہ بن گئی ہو تو اس سے تیمّم ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس سے محض مٹی کے رنگ میں تغیر آیا ہے حقیقت اور ذات میں تبدیلی نہیں (ت)

بلکہ ایسی اشیاء میں کبھی مقصود کے لئے مہیّا ہو جانے کو جسے مطعومات میں پک جانا کہتے تھے احتراق بولتے ہیں اسی باب سے ہے احراق احجار و تکلیس یعنی اُن کا چونا بنانا۔

ترمُّد: راکھ ہو جانا

اقول: احتراق (ا) کی چار[۴] صورتیں ہیں: انتفاء انطفاء انتقاص کہ دو[۲] قسم ہو جائے گا۔

انتفا یہ کہ شَے جل کر بالکل فنا ہو جائے جیسے رال، گندھک، نوشادر۔

انطفا یہ کہ بعد عملِ نار اس کے سب اجزاء برقرار رہیں یہ احتراق ارض ہے اگر وہاں خارج سے پانی کی کوئی نم تھی کہ خشک ہو گئی تو وہ کوئی جزء زمین نہ تھی۔

انتقاص یہ کہ نار اس کے اجزاء رطبہ یابسہ میں تفریق کردے اور جسم کا حصہ باقی رہے۔اس صورت میں اگر رطوبات بہت قلیل تھیں عمل نار سے حجمِ جسم میں فرق نہ آیا نہ پہلے سے بہت ضعیف ہو گیا تو یہ تکلیس احجار ہے ورنہ ترمُّد۔اس میں اگر رطوبات کثیرہ سب فنا ہونے سے پہلے آگ بجھ گئی کہ آئندہ بوجہ بقائے رطوبت دوبارہ جلنے کی صلاحیت رہی تو فحم، انکشت، کولا ہے ورنہ رماد، خاستر، راکھ۔اس میں غالبًا اجزاء بکھر جاتے ہیں یا چھوئے سے بکھر جائیں گے کہ آگ بالکل تفریق اتصال کر چکی والعیاذ باللہ تعالٰی منہا (اللہ تعالٰی کی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔ت) محاورہ عامہ میں اکثر اسی کو رماد کہتے ہیں۔

[1] ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۷

لین: نرم پڑنا۔ یہ نضج وطبخ کو بھی شامل ہے کہ ہر شے پک کر اپنی حالت خامی سے نرم ہو جاتی ہے بلکہ تکلیس کو بھی کہ چونا بھی اپنے پتھر سے نرم ہوگا۔

اقول: اس میں کلًا یا **بعضًا** عـــہ1 بقائے جسم شرط ہے بھڑک ہو کر فنا ہو جانا نرم ہونا نہیں، نیز یہ بھی لازم کہ اگرچہ گرہ قدرے سست ضرور ہوئی کہ پہلی سی باہم گرفت وصلابت نہ رہی مگر عـــہ2 جسم کہ منجمد تھا اپنے انجماد پر رہے نہ یہ کہ عـــہ3 پانی ہو کر بہہ جائے، بہہ جانے کو نرم پڑنا نہ کہیں گے۔

ذوبان: پگھل جانا۔

اقول: یہ وہ صورت ہے کہ اجزائے عـــہ4 موجودہ کی گرہ قریب انحلال ہے نہ تو پوری کھل گئی کہ اثرِ نار سے ان میں کے رطبہ یابسہ کو چھوڑ کر اُڑ جائیں نہ وہ گرفت رہی کہ جسم کی مٹھی اگرچہ نرم پڑ گئی ہو بندھی رہے جو صورت تکلیس احجار میں تھی لہٰذا یہ اجزائے رطبہ فراق چاہ کر اُڑنا چاہتے ہیں کہ آگ کی گرمی اسی کی مقتضی اور گرہ بہت سست ہو گئی لیکن اجزائے یابسہ انہیں نہیں چھوڑتے کہ ہنوز تماسک باقی ہے اس کشمکش میں روانی تو ہوئی مگر مع بقائے اتصال زمین ہی پر رہی اس نے صورتِ سیلان پیدا کی۔

انطباع: یہ لفظ اگرچہ عربی ہے مگر زبانِ عرب پر نہیں، نہ اُن سے کبھی منقول ہوا ولہٰذا قاموس، محیط حتی کہ تاج العروس کے مستدرکات تک اس کا پتا نہیں، ہاں فقہائے کرام نے اس کا استعمال فرمایا، جس کا پہلا سراغ امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تک چلتا ہے، شیخ الاسلام غزینی اس کے معنی فرمائے، پارہ پارہ و نرم ہونا۔ طحطاوی علی الدر المختار و رد المحتار میں ہے: **قولہ ولا بمنطبع ھو مایقطع**

عـــہ1: یہ تعمیم اس لئے کہ فنائے بعض اجزا جس طرح تکلیس وترمُّد میں ہے لین باقی کے منافی نہیں۔ (م)

عـــہ2: یعنی وہی جس قدر بعد احتراق باقی ہے کل خواہ بعض ۱۲منہ (م)

عـــہ3: اس کے بعد بحمد اللہ تعالٰی ہم نے شرح مقاصد میں دیکھا کے عدم سیلان کو لین میں شرط فرمایا۔

حیث قال اللین کیفیۃ تقتضی قبول الغمز الی الباطن ویکون للشیئ بھا قوام غیر سیال ۱۲منہ غفرلہ (م)

ان کے الفاظ یہ ہیں: لین (نرمی) ایسی کیفیت ہے جو اندر کی جانب دباؤ قبول کر لینے کی مقتضی ہوتی ہے اور اس کیفیت کی وجہ سے شے کا ایک غیر سیّال قوام ہوتا ہے۔ ۱۲منہ غفرلہ (ت)

عـــہ4: احتراز ہے ان اجزا سے کہ جل کر اُڑ گئے کہ ان کی گرہ ضرور کھل گئی ۱۲منہ غفرلہ (م)

ویلین کالحدید منح[1] (اس کا قول "ولا ینطبع" یہ وہ ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہو اور نرم ہو جائے جیسے لوہا، منح۔ت)

اقول: اس سے تو یہ ظاہر کہ لین معنی انطباع میں داخل اور اس کا جز ہے لیکن ان سے پہلے علامہ مولٰی خسرو عـــہ نے انطباع کو خود لین سے تفسیر فرمایا جس سے روشن کہ دونوں ایک چیز ہیں،

غرر و درر میں ہے، (وھو لاینطبع) ای لایلین[2] (یعنی نرم نہ ہو۔ت)

علامہ ابن امیر الحاج حلبی نے جنس ارض میں نفی اطباع ولین دو جگہ لکھ کر غیر جنس میں فقط لین کا نام لیا۔ حلیہ میں ہے:

قال مشایخنا جنس الارض مالایحترق بالنار فیصیر رمادا ومالایلین ولاینطبع ویدخل فیما لایلین ولاینطبع ولایحترق الیاقوت وما احترق بالنار اولان بھا فلیس من جنس الارض[3]۔	ہمارے مشائخ نے فرمایا جنس ارض وہ ہے جو آگ سے جل کر راکھ نہ ہو جائے اور جو نرم نہ ہو اور منطبع نہ ہو۔ یاقوت بھی انہی چیزوں میں داخل ہے جو نہ نرم ہوتی ہیں نہ منطبع ہوتی ہیں نہ جلتی ہیں۔ اور جو آگ سے جل جائے یا اس سے نرم ہو جائے وہ جنسِ ارض سے نہیں۔(ت)

یہ اس عینیت وجزئیت اور ان کے علاوہ لزوم کو بھی محتمل یعنی لین لازم انطباع ہو کہ جب کہہ دیا کہ جو آگ پر نرم پڑے جنسِ ارض نہیں اس سے خود ہی معلوم ہوا کہ جو منطبع ہو جنسِ ارض نہیں کہ تینوں تقدیروں پر ہر منطبع میں لین ضرور ہو گا اور اس سے نفی جنسیت کر چکے مگر صدر کلام میں لین پر انطباع کا عطف ہے اور اسی طرح شرح نقایہ برجندی میں زاد الفقہاء سے ہے: یلین وینطبع[4] (نرم اور منطبع ہو۔ت) یہ عینیت کی تضعیف کرتا ہے کہ عطف تفسیری میں معطوف زیادہ مشہور ومعروف چاہئے نہ کہ یہ بالعکس لین میں کیا خفا تھی کہ اسے تفسیر کیا اور کاہے سے انطباع سے جس کے معنی میں یہ کچھ خفا ہے۔ باقی کتب کثیرہ مثل تحفۃ الفقہا وبدائع ملک العلماء وکافی ومستصفٰی وجوہرہ نیرہ وغنیہ وبحر ومسکین وایضاح وہندیہ میں اس کا عکس ہے۔ ینطبع ویلین[5] (منطبع اور نرم ہو۔ت) یہاں بر تقدیر عینیت عطف تفسیری بے تکلف بنتا ہے اور بر تقدیر جزئیت ولزوم بعد انطباع ذکر لین لغو

عـــہ: انہیں کا اتباع اخی چلپی نے کیا کما سیأتی (جیسا آگے آئے گا۔ت) ۱۲منہ غفرلہ (م)

---

[1] ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۶

[2] درر الحکام شرح غرر الاحکام باب التیمم مطبعۃ فی دار السعادۃ احمد کامل الکائنۃ ۱/ ۳۱

[3] حلیہ

[4] شرح نقایۃ برجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷

[5] فتاوٰی ہندیۃ فصل اول من التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۶

رہتا ہے۔عنایہ میں سب سے جدا **او ینطبع او یلین**[1] ______ بحرف تردید ہے کہ یہ منطبع ہو یا نرم پڑے، یہ عطف تفسیری کی رگ کاٹتا ہے۔ غرض ان مفادات میں امر مشوش ہے۔

واقول: تحقیق یہ ہے کہ انطباع طبع سے ماخوذ ہے طبع بمعنی عمل وصنعت ہے۔ قاموس وتاج العروس میں ہے:

(و) الطبع ابتداء صنعة الشیئ یقال طبع الطباع (السیف) اوالسنان صاغه (و) السکاك (الدرهم) سکه (و) طبع (الجرة من الطین عملها)[2]	طبع __ کسی چیز کے بنانے کی ابتداء __ کہا جاتا ہے طبع الطباع السیف اوالسنان (ڈھالنے والے نے تلوار یا نیزہ ڈھالا یعنی بنایا) اور السکاك الدرهم یعنی سکہ ساز نے درہم بنایا۔اور طبع الجرة من الطین یعنی مٹّی سے گھڑا بنایا۔(ت)

توانطباع بمعنی قبول صنعت ہے یعنی شے کا قابلِ صنعت ہو جانا کہ وہ جس طرح گھڑنا چاہے گھڑ سکے جس سانچے میں ڈھالنا چاہے ڈھل سکے اور یہ نہ ہوگا مگر بعد لین ونرمی تو لین نہ اس کا عین ہے نہ جز بلکہ اس کی علت اور گھڑنے کی صورت میں اسے لازم ہے جیسے سونے چاندی لوہے کا آگ سے نرم ہو کر ہر قسم کی گھڑائی کے قابل ہو جانا اور ڈھالنے کی صورت میں ذوبان اس کی علّت اور اسے لازم ہے، جیسے سونے چاندی کو چرخ دے کر روپیہ اشرفی اینٹ بنانا، مغرب ۸ میں ہے:

قول شمس الائمة السرخسی مایذوب و ینطبع ای یقبل الطبع وهذا جائز قیاسا وان لم نسمعه[3]۔	شمس الائمہ سرخسی کی عبارت ہے: مایذوب و ینطبع یعنی جو پگھلے اور ڈھلائی قبول کرے۔ قیاسًا یہ جائز ہے اگرچہ ہم نے اسے نہ سنا۔(ت)

اقول: عند التحقیق کلام شیخ الاسلام تمرتاشی کا بھی یہی مفاد۔ پُر ظاہر کہ بالفعل پارہ پارہ ہو جانا مراد نہیں بلکہ اس کی قابلایت، اور وہ دو طور پر ہوتی ہے، ایک یہ کہ چیز سخت ہو کہ ضرب سے بکھر جائے جیسے کھنگر یہ انطباع (پارہ پارہ کیا جائے۔ت) اور یہ نہ ہوگا مگر بصورت لین ولہذا ویلین (اور نرم پڑے۔ت) اضافہ فرمایا کہ قابلیت صنعت بوجہ لین پر دلالت کرے **واللہ الموفق** (اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔ت) شاید یہی نکتہ ہے

---

[1] العنایۃ مع الفتح باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۱۲

[2] تاج العروس فصل الطاء من باب العین احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۴۳۸

[3] المغرب

کہ منح نے اپنے متبوع درر کے قول سے عدول فرمایا **واللہ تعالٰی اعلم۔**

تنبیہ: ہماری تقریر سے واضح ہوا کہ مٹّی بھی منطبع ہوتی ہے ابھی قاموس سے گزرا، **طبع الجرۃ من الطین** [1] (مٹی سے گھڑا بنایا۔ت) مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی صلاحیت آگ سے نرم ہو کر پیدا ہوئی ہو ولہٰذا فتح القدیر میں فرمایا: **اذا حُرّق لاینطبع** [2] (جب جلایا جائے تو منطبع نہ ہو۔ت) مراقی الفلاح میں ہے: **ینطبع بالاحراق** [3] (جلانے سے منطبع ہو۔ت) عامہ علمانے کہ یہاں منطبع مطلق چھوڑا ہے اس سے یہی منطبع بالنار مراد ہے جس طرح لین وذوبان کو بھی اکثر نے مطلق رکھا اور مراد وہی ہے کہ نار سے ہو ورنہ پانی میں مٹّی بھی گلتی پگھلتی ہے۔

بیانِ نِسَب: احتراق وترمّد میں نسب اوپر گزری کہ ترمّد اس سے خاص اور اسی کی چار صورتوں سے ایک صورت ہے۔ رہے باقی تین **اقول:** (**میں کہتاہوں۔**ت) ان میں لین وذوبان اُن معانی پر کہ ہم نے تقریر کئے خود متباید ہیں، مگر یہاں کلام اُن کی صلاحیت میں ہے کہ جو اس کے صالح ہو جنس ارض سے نہیں بسبب صلاحیت لین دونوں سے عام ہے جو ذائب ہوگا پہلے نرم ہی ہو کر ذائب ہوگا یونہی سخت چیز میں گھڑنے کی صلاحیت نرمی ہی سے آئے گی اور جو آگ سے نرم ہوسکے یہ ضرور نہیں کہ بہہ بھی سکے یا گھڑنے ڈھالنے کے بھی قابل ہوسکے جیسے چونے کا پتھر وغیرہ احجار مکلّسہ اور ذوبان وانطباع میں عموم وخصوص من وجہ ہے سونا چاندی ذائب بھی ہیں اور منطبع بھی، اور جما ہوا گھی ذائب ہے منطبع نہیں اور شکر کا قوام منطبع ہے ذائب نہیں چھوٹے بتاسے اور مختلف پیمانوں کے بڑے اور رنگ برنگ صورتوں تصویروں کے کھلونے بنتے ہیں آنچ سے ہی قوام ان انطباعوں کے قابل ہوتا ہے مگر آگ سے بہے گا نہیں جل جائے گا۔ ہاں جو چیز آگ پر صابر ہو نہ فنا ہو نہ راکھ جیسے فلزات بظاہر وہاں انطباع وذوبان پر ہوگی حتی کہ فولاد میں اگرچہ بتدابیر کمافی شرحی^{عہ} **المواقف والمقاصد**

عـہ: فان قیل الحدید لایذوب وان کان یلین قلنا یمکن اذابتہ بالحیلۃ [4] اھ شرح المواقف۔ الذوبان فی غیر الحدید ظاھر امافی الحدید فیکون بالحیلۃ اھ شرح المقاصد [5] ۱۲منہ غفرلہ (م)

اگر یہ کہا جائے کہ لوہا پگھلتا نہیں اگرچہ نرم ہوجاتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ لوہا بھی فی الجملہ کسی تدبیر سے پگھلایا جاسکتا ہے اھ شرح مواقف۔ لوہے کے علاوہ میں تو پگھلنا ظاہر ہے، رہا لوہا تو اس میں بھی تدبیر سے ہوسکتا ہے اھ شرح المقاصد۔ ۱۲منہ غفرلہ (ت)

---

[1] القاموس المحیط فصل الطاء، باب العین مطبع مصطفٰی البابی مصر ۳/ ۶۰

[2] فتح القدیر، باب التیمّم ، نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۱۲

[3] مراقی الفلاح مع الطحطاوی باب التیمم مطبعۃ ازہریۃ مصر ص۶۹

[4] شرح المواقف القسم الرابع ۷/ ۱۷۳

[5] شرح المقاصد المبحث الاول ۱/ ۳۷۳

(جیسا کہ شرح مواقف وشرح مقاصد میں ہے۔ت) اور ممکن کہ خالق عزوجل نے بعض ایسی محکم الترکیب بنائی ہوں کہ آگ سے صرف نرم ہوسکیں اُن کے پانی کردینے پرآگ کبھی قادر نہ ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

بیان تنوع کلمات علماء واشکالات: اوصاف خمسہ مذکورہ کے عدم سے جنس ارض یاوجود سے اس کے غیر کی پہچان بتانے میں کلماتِ علماچودہ "۱۴" وجوہ پر آئے: **(۱)** بعض نے صرف انطباع لیا کہ جس میں یہ نہیں وہ جنس ارض ہے۔

شرح نقایہ علامہ برجندی میں ہے: **ذکر الجلابی ان جنس الارض کل جزء من لاینبع**[1]۔ جلابی نے ذکر کیا ہے کہ جنس ارض ہروہ جزء ہے جو منطبع نہ ہو۔(ت)

اقول: یہ ظاہر البطلان (ا) ہے کہ لکڑی کپڑے ناج ہزاروں چیزوں پر صادق۔

فان قلت قد اخرجها بقوله کل جزء منه ای من الارض ذکر الکنایة تسامحا اوباعتبار المذکور۔ اقول: اولا ضاع قوله لا ینطبع فلیس جزء منها لینطبع بالنار۔ **وثانیا:** یعود حاصله ان جنس الارض کل جزمنها وهذا کتعریف شیئ بنفسه فانما الشان فی معرفة ان ای شیئ من اجزائها۔	**اگر یہ اعتراض ہو** کہ انہوں نے بکل جزء منہ ج(یعنی ہرجزء زمین) کہہ کر ان سب چیزوں کو خارج کردیا ہے اور منہا کی بجائے منہ مذکر کی ضمیر تسامحًا یامذکور کااعتبار کرکے لائے ہیں۔ **اقول: اولًا:** یہ ہو توان کا قول "**لاینطبع**" (منطبع نہ ہو) بے کار ہوجائے گا اس لئے کہ زمین کا کوئی جزء ایسا نہیں جوآگ سے مطبع ہو۔ جنسِ زمین، زمین کاہر جز ہے اور یہ گویا کہ شیئ کی تعریف خود اسی شے سے کرنا ہے اس لئے کہ یہاں تو یہی جاننا مقصود ہے کہ کون سی شے زمین کاجز ہے۔(ت)

(۲) صرف ترمُّد کہ جوچیز جل کرراکھ نہ ہو جنس ارض ہے نافع شرح قدوری میں ہے: **جنس الارض ماذا احترق لایصیر مادا**[2] (جنسِ زمین وہ ہے جو جل کرراکھ نہ ہو۔ت)

---

[1] شرح النقایہ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷
[2] نافع شرح قدوری

اقول: یہ بھی[1] فلزات مثلاً سونے، چاندی، فولاد، نیز تیل، گھی، دودھ وغیرہا لاکھوں اشیاء پر صادق۔ اگر کہئے سونے چاندی کا کشتہ اُن کی راکھ ہے اقول اولاً یہ راکھ کے معنی سے ذہول ہے جو ہم نے بیان کئے ثانیاً عقیق و یاقوت کا بھی کشتہ ہوتا ہے تو وہ بھی جنس ارض نہ ہو، حالاں کہ بے شک ہیں کماسیأتی (جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ت)

(۳) انطباع وترمُّد کہ جو منطبع یا خاکستر ہو جنس ارض سے نہیں، فتح القدیر میں ہے:

قیل ما کان بحیث اذاحرق بالنار لاینطبع ولایترمد فھو من اجزاء الارض اھ[1]۔ **اقول:** ولایرید التریيف فقد اقرہ وفرع علیہ۔	کہاگیا جوایسا ہو کہ آگ سے جلایا جائے تو نہ منبع ہو نہ راکھ ہو تو وہ زمین کا جز ہے۔اھ **اقول:** (قیل "کہاگیا" سے اس معنی کو ذکر کرکے) اس کی خرابی وکمزوری بتانا مقصود نہیں کیوں کہ انہوں نے اس قول کو برقرار رکھا ہے اور اس پر تفریع بھی کی ہے۔(ت)

جامع المضمرات پھر جامع الرموز میں ہے:

جنس الارض مما لایحترق فیصیر رمادا اوینطبع[2]۔	جنس زمین وہ ہے جو جل کر راکھ یا منطبع نہ ہو۔(ت)

مراقی الفلاح میں ہے:

الضابطة ان کل شیئ یصیر رماداا وینطبع بالاحراق لایجوز بہ التیمم ولاجاز[3]۔	ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو جلانے سے راکھ ہوجائے یا منطبع ہوجائے اس سے تیمّم جائز نہیں اور ایسی نہ ہو تو جائز ہے۔(ت)

تنویر الابصار میں ہے:

بمطھر من جنس الارض فلایجوز بمنطبع ومترمد ومعاون[4]۔	جنسِ زمین کی کسی پاک کرنے والی چیز سے (تیمّم ہوگا) تو منطبع ہونے والی اور راکھ ہونے والی چیز اور معدنوں سے جائز نہیں۔(ت)

---

[1] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۱۲

[2] جامع الرموز باب التیمم مطبعہ کریمیہ قزان (ایران) ۱/۶۹

[3] مراقی الفلاح باب التیمم مطبعہ ازہریہ مصر ص ۶۸

[4] الدر المختار مع الشامی باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۵ تا ۱۷۶

اقول: پہلی تین عبارتوں میں احراق سے مجرد عمل نار مراد ہے اور اخیر میں معاون سے فلزات ورنہ کبریت وزنیخ ومردار سنگ وتوتیا کے بھی معاون ہیں اور ان سے جواز تیمّم مصرح **کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی** (جیسا کہ ان شاء اللہ عنقریب آرہا ہے۔ت) **(۴)** لین وتردّد کہ جو آگ سے نرم پڑے یا راکھ ہو جنس ارض نہیں۔ غنیہ میں ہے: **ھو ما یلین** عـہ **بالنار اویترمّد** [1]۔ (یہ وہ ہے جو آگ سے نرم ہو یا راکھ ہو جائے۔ت) **(۵)** امام اکمل الدین نے ان پر انطباع کا اضافہ فرمایا کہ یا منطبع ہو، عنایہ میں ہے:

قیل کل ما یحترق بالنار فیصیر رمادا اوینطبع اویلین فلیس من جنس الارض [2]۔	کہا گیا ہر وہ چیز جو آگ سے جل کر راکھ ہو جائے یا منطبع یا نرم ہو وہ جنس زمین سے نہیں۔ (ت)

اقول: جب مجرد لین کافی تو اضافہ انطباع بے کار کہ انطباع بے لین نامتصور۔ لاجرم اس کا مفاد عبارت چہارم سے زائد نہیں۔

(۶) علامہ ابن امیر الحاج حلبی نے جانب جنس میں مثل عنایہ ترمد ولین وانطباع لیے کہ جس میں یہ نہ ہوں وہ جنسِ ارض سے ہے اور جانب غیر میں احتراق ولین کہ جس میں ان سے کوئی ہو غیر جنس ہے۔ **وقد تقدمت عبارت حلیته** [3] (ان کی کتاب "حلیہ" کی عبارت گزر چکی۔ت)

اقول: جملہ ثانیہ بلکہ ایک جگہ اولٰی کے بیان میں بھی ذکر احتراق پر اقتصار کا یہ عذر واضح ہے کہ مطلق اسی مقید تردّد پر محمول مگر ثانیہ میں ترک ذکر انطباع معین کر رہا ہے کہ مجرد لین بھی جنس ارض سے اخراج کو بس ہے تو یہاں بھی مثل عنایہ ذکر انطباع ضائع اور عبارت عبارتِ چہارم کی طرف راجع۔

عـہ: وقال بعدہ کالذھب والفضة والحدید وغیرھا مما ینطبع ویلین بالنار اھ وذلك ماقدمنا عنھا عند بیان معنی الانطباع ۱۲ منه غفرله (م) [4]	اس کے بعد فرمایا: جیسے سونا، چاندی، لوہا وغیرہ ایسی چیز جو آگ سے منطبع اور نرم ہو اھ یہ وہی ہے جو غنیہ کے حوالہ سے ہم نے انطباع کا معنی بیان کرتے ہوئے پہلے ذکر کیا ۱۲ منه غفرلہ (ت)

[1] غنیۃ المستملی باب التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۶
[2] العنایۃ مع فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۱۲
[3] غنیۃ المستملی باب التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۶

(۷،۸) بہت اکابر نے لیے تو یہی اوصاف ثلثہ مگر تردُّد کو ایک شق کیا اور لین وانطباع کو واو عاطفہ سے ملا کر دوسری شق۔ پھر بعض نے تولین وانطباع کہا۔ برجندی میں زادالفقہا سے ہے:

مایحترق بالنار ویصیر رمادا او یلین و ینطبع فلیس من جنس الارض وما عداھما من جنسھا[1]۔	ہر وہ چیز جو آگ سے جل جائے اور راکھ ہو جائے یا نرم اور منطبع ہو جائے وہ جنسِ زمین سے نہیں اور ان دونوں کے ماسوا جنسِ زمین سے ہیں۔ (ت)

اور اکثر نے انطباع ولین۔ بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

کل مایحترق فیصیر رمادا او ینطبع ویلین فلیس من جنس الارض وماکان بخلاف ذلك فھو من جنسھا[2]۔	ہر وہ چیز جو جل کر راکھ ہو جائے یا منطبع اور نرم ہو جائے وہ جنسِ زمین سے نہیں اور جو اس کے برخلاف ہو وہ جنس زمین سے ہے۔ (ت)

یونہی ہندیہ میں بالفاظہٖ لے کر مقرر رکھا بعینہٖ یہی الفاظ البحر الرائق میں امام ابوالبرکات نسفی کی مستصفٰی سے ہیں غیر ان فی اٰخرھا وماعداذلك فھو من جنس الارض[3]۔ (فرق یہ ہے کہ اس کے آخر میں "وماعداذلك فھو من جنس الارض" ہے۔ معنی وہی ہے۔ ت) ایضاح علّامہ وزیر میں تحفۃ الفقہا امام اجل علاء الدین سمرقندی سے ہے:

لقانون الفارق بین جنس الارض وغیرھا ان کل مایحترق فیصیر رمادا او ینطبع ویلین فلیس من جنس الارض[4]۔	جنسِ زمین اور اس کے علاوہ میں فرق وامتیاز کا قاعدہ یہ ہے کہ جو بھی جل کر راکھ ہو جائے یا منطبع اور نرم ہو جائے تو وہ جنسِ زمین سے نہیں۔ (ت)

جوہرہ نیّرہ میں ہے:

ھو ماذا طبع لاینطبع ولایلین واذا احرق لایصیر رمادا[5]۔	جنس زمین وہ ہے کہ ڈھالا جائے تو نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو اور جب جلایا جائے تو راکھ نہ ہو۔ (ت)

---

[1] شرح النقایۃ للبرجندی فصل التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷

[2] بدائع الصنائع فصل ما یتیمم بہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۵۳

[3] البحر الرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۷

[4] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۵

[5] الجوہرۃ النیرہ باب التیمم مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۵

قول: نطباع ولین میں حرف واو اور ان میں اور تردُد میں حرف اَو خصوصًا اس اطباق کے ساتھ بنگاہِ اوّلین یقین دلاتا ہے کہ یا[1] تولین وانطباع شَے واحد ہیں یا[2] اس شوق میں دونوں کااجتماع مقصود یعنی جوراکھ ہو یا جس میں انطباع اولین دونوں جمع ہوں وہ جنسِ ارض نہیں اور[3] ایک ضعیف وبعید احتمال یہ بھی ہے کہ واو بمعنی اَوْ ہو مگر اُن میں کوئی خالی ازاشکال نہیں۔

فاقول: اوّل صراحۃً باطل ہم روشن آئے کہ لین وانطباع متحد نہیں معہذا بحال تقدیم لین یہ عطف تفسیری معکوس ہوگا بہرحال اب یہ عبارات بھی جانب چہارم عود کریں گی۔

دوم پر لین لغو رہاکہ انطباع بے لین متصور نہیں بلکہ بحال تقدیم انطباع اس باطل کاایہام ہاکہ کبھی نطباع بے لین بھی ہوتا ہے لہٰذا اجتماع لین سے مشروط کیااور بعدف تنقیح حاصل صرف اتنا ہواکہ تردّد ہو یاانطباع اور عبارات کے لیے عبارت سوم کی طرف ارجاع۔

سوم پر ذکرانطباع فضول رہاکہ مجرد لین کافی اور وہ انطباع کو لازم یہ پھر عبارت چہارم کی طرف عود کرگیا۔

(۹) علامہ شیخی نادہ رومی نے ان تین میں لین کی جگہ ذوبان لیااور وہی ایک شق تردّد اور دوسری شق ذوبان وانطباع۔

قدم منھما الانطباع وفی کل شمس [عہ]الائمۃ السرخسی یذوب وینطبع[1] کمامرعن المغرب۔ **اقول:** ولایختلفان ھھنا	انہوں نے ان دونوں سے انطباع کو پہلے رکھا ہے اور شمس الائمہ سرخسی کے کلام میں "یذوب وینطبع" (پگھلے اور منطبع ہو) ہے، جیساکہ مغرب کے حوالہ سے گزرا۔(ت) **اقول:** یہ دونوں یہاں مختلف ہیں کیونکہ

عـہ: ومثلہ فی الخانیۃ وفی خزانۃ المفتین عن الظھیریۃ لایجوز التیمم بکل مایذوب وینطبع[2] اھ ۱۲منہ غفرلہ (م)	اس کے مثل خانیہ میں ہے،اور خزانہ المفتین میں ظہیریہ کے حوالے سے یہ الفاظ ہیں کہ تیمّم ہر اس چیز سے جائز نہیں جو پگھلے اور منطبع ہو ۱۲منہ غفرلہ (ت)

[1] المغرب
[2] خزانۃ المفتین فصل فی التیمم قلمی نسخہ ۱/۱۲

لان بینھما عموما من وجہ۔	دونوں میں عموم من وجہ ہے۔(ت)

مجمع الانہر میں ہے:

کل شیئ یحترق ویصیر رمادا لیس من جنس الارض وکذلك کل شیئ ینطبع ویذوب[1]۔	ہر وہ چیز جو جل جائے اور راکھ ہو جائے وہ جنس زمین سے نہیں اور ایسے ہی ہر وہ چیز جو منطبع ہو اور پگھلے۔(ت)

اقول:۔یہاں بھی بدستور تین احتمال اور تینوں پر اشکال۔**اوّل:** ذوبان وانطباع ایک ہوں تو حاصل تردّد وذوبان ہوگا۔

اقول: مگر اتحاد باطل کما علمت (جیسا کہ معلوم ہوا۔ت)

دوم: دونوں کا اجتماع شرط ہو تو حاصل یہ کہ غیر جنسِ ارض وہ ہے جو راکھ ہوسکے یا انطباع وذوبان دونوں کی صالح ہو۔

سوم: ضعیف واجید اعنی جس میں تردّد یا ذوبان یا انطباع ہو جنس ارض نہیں۔

اقول: ان دونوں پر نصوص تو آگے آتے ہیں ان شاء اللہ تعالٰی اور ثالث کا ضعف وبعد یوں روشن کہ غیر جنس ارض کے لیے دو قانون بنائے ایک میں تردّد رکھا، دوسرے میں انطباع وذوبان کو بحرف واو جمع کیا تو متبادر یہی ہے کہ یہ دونوں قانون واحد میں ہیں۔

(۱۰) امام فخر الملۃ والدین زیلعی نے بالکل مثل نہم فرمایا، صرف غیر جنس کا ایک اور قانون بڑھایا کہ جسے زمین کھالے یعنی ایک مدت پر کہ ہر شے کہ مناسب مختلف ہوتی ہے اس میں اثر کرتے ہوئے خاک کردے۔ تبیین الحقائق میں ہے:

الفاصل بینھما کل شیئ یحترق بالنار ویصیر رماد الیس من جنس الارض وکذا کل شیئ ینطبع ویذوب بالنار وکل شیئ تاکلہ الارض لیس من جنسھا[2] اھ واثرہ الفاضل اخی چلپی بلفظۃ قیل مقر اوقال فی اٰخرہ ھذازبدۃ کلام الزیلعی[3] اھ فقد (ا) یوھم من لم یراجع التبیین انہ	دونوں کے درمیان فرق وامتیاز یوں ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو آگ سے جل جائے اور راکھ ہو جائے وہ جنسِ زمین سے نہیں، ایسے ہی ہر وہ چیز جو آگ سے منطبع ہو اور پگھل جائے اور ہر وہ چیز جسے زمین کھا جائے وہ جنسِ زمین سے نہیں اھ۔ یہ عبارت لفظ "قیل" سے فاضل اخی چلپی نقل کرکے برقرار رکھی اور اس کے آخر میں لکھا کہ یہ کلام زیلعی کا خلاصہ ہے اھ اس سے تبیین زیلعی کی طرف مراجعت کرنے والے

---

[1] مجمع الانہر باب التیمم داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۸

[2] تبیین الحقائق باب التیمم مطبعۃ امیریہ بولاق مصر ۱/ ۳۹

[3] ذخیرۃ العقبٰی باب التیمم مطبع اسلامیہ لاہور ۱/ ۱۷۴

فیہ بلفظۃ قیل ولیس کذلک۔	کو یہ وہم ہوتا ہے کہ اس میں بھی یہ کلام لفظ قیل کے ساتھ ہوگا حالانکہ ایسا نہیں۔(ت)

اقول: یہ قانون تازہ بجائے خود صحیح ہے مگر معرفت جنس وغیر جنس کو کافی نہیں کہ اس کا عکس کلّی نہیں کہ جو غیر جنس ارض ہو اسے زمین کھالے، زمین سونے چاندی کو بھی نہیں کھاتی بہر حال اس ہمارے مبحث پر اثر نہیں اس کے حاصلات اور اُن پر اشکالات بعینہا مانند نہم ہیں۔

(۱۱) فاضل چلپی نے بالکل دہم کا اتباع کیا مگر لین بجائے انطباع لیا کہ **وکل شیئ یلین ویذوب بھا**[1] الخ اور ہر وہ چیز جو آگ سے نرم ہو اور پگھل جائے الخ۔ت) اور اسی کو حاصل کلام تبیین ٹھہرایا کما مر (جیسا کہ گزرا۔ت)

اقول: یہ ہرگز اس کا حاصل نہیں لین وانطباع میں فرقِ عظیم ہے کما تقدم (جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ت) ان کو یہ شبہ اتباع دُرر سے لگا اگرچہ دونوں فاضل ہمعصر اعیان قرن تاسع سے ہیں مگر ان کی کتاب دُرر سے اٹھارہ برس بعد ہے تصنیف ۲ دُرر ۸۸۳ھ میں ختم ہوئی اور ذخیرۃ العقبٰی ۹۰۱ھ میں ہے اور اس کے خاتمہ میں سطریں کی سطریں خاتمہ دُرر سے ماخوذ ہیں۔ہاں لین وانطباع کی تبدیل نے اسے کلام تبیین سے یوں بھی جدا کر دیا کہ اس میں تین احتمال تھے، اس میں احتمال اتحاد کی گنجائش نہیں کہ لین وذوبان میں فرق بدیہی ہے۔

رہے وہ اول جمع **اقول:** توذکر لین لغو کہ لازم ذوبان ہے اور حاصل حاصل اول عبارت نہم ہوگا دوم تردید۔**اقول:** توذکر ذوبان لغو کہ مجرد لین کافی ہے اور اب حاصل عبارت چہارم کی طرف عود کرے گا۔

(۱۲) امام جلیل ابوالبرکات نسفی نے ایک شق احتراق لی اور دوسری انطباع ولین کافی میں ہے:

بطاھر من جنس الارض لابما ینطبع ویلین اویحترق[2]۔	جنس زمین کی کسی پاک چیز سے۔ایسی چیز سے نہیں جو منطبع اور نرم ہو جائے یا جل جائے۔(ت)

اقول: بدستور تین احتمال ہیں اور تینوں پر اشکال۔اتحاد خود باطل ہے اور اس پر حاصل لین واحتراق اور جمع یعنی احتراق ہو یا انطباع ولین کا اجتماع اس میں لین لغو اور حاصل احتراق یا انطباع اور تردید پر انطباع بے کار اور حاصل مثل احتمال اول۔

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی باب التیمم مطبع اسلامیہ لاہور ۱/ ۴۷

[2] کافی

(۱۳) فاضل معین ہروی نے جانب جنس احتراق وانطباع لیااور جانب غیر میں لین بواو عاطفہ اضافہ کیا، شرح کنز میں کہا:

جنس الارض ما لایحترق ولاینطبع ومالیس من جنس الارض مایحترق او ینطبع و یلین[1]۔	جنس زمین وہ ہے جو نہ جلے اور نہ منطبع ہو اور جو جنسِ زمین سے نہیں یہ وہ ہے جو جل جائے یا منطبع اور نرم ہو جائے۔(ت)

اقول: یہ حقیقت امر پر صریح متناقض ہے جملہ اولٰی کا مفاد کہ مجرد لین منافی ارضیت نہیں اور ثانیہ کی تصریح کہ منافی ہے لاجرم یہاں عطف تفسیری متعین جو خود باطل اور احتمال اول عبارت ۱۲ کی طرف مائل۔

(۱۴) **اقول:** یہ سب باوصف اس قدر اختلافات کے ایک امر پر متفق تھے کہ یہ اوصاف جنس وغیر جنس میں فارق ہیں علّامہ مولٰی خسرو نے غرر ودُرر متن وشرح دونوں میں وہ روش اختیار فرماء کہ انہیں فارق ہی نہ مانابلکہ جواز تیمّم کے لئے ان کو جنس ارض کی قید جانا یعنی جنس ارض میں خاص اس شے سے تیمّم جائز ہے جوآگ سے جل کر نہ نرم پڑے نہ راکھ ہو یہ حاصلِ متن ہے شرح میں فرمایا جو چیز جنسِ ارض سے نہیں یاانطباع خواہ ترمّد رکھتی ہے اس سے تیمّم روا نہیں تومتن وشرح نے صاف بتایا کہ خود جنس ارض دونوں قسم کی ہوتی ہے ایک وہ کہ آگ سے نرم یا راکھ ہوتی ہے دوسری نہیں۔ متن کی عبارت یہ ہے :

علی طاھر من جنس الارض وھو لاینطبع ولایترمّد بالاحتراق[2]۔	جنس زمین کی پاک چیز پر جب کہ وہ جلنے سے نہ منطبع ہو اور نہ راکھ ہو۔(ت)

شرح میں فرمایا :

وذلك لان الصعید اسم لوجه الارض باجماع اھل اللغة فلایتناول مالیس من جنسھا اوینطبع اویترمد[3]۔	اور یہ اس لئے کہ صعید باجماعِ اہلِ لغت روئے زمین کا نام ہے تو یہ لفظ اس چیز کو شامل نہ ہوگا جو جنس زمین سے نہیں یا منطبع یا راکھ ہونے والی ہے۔(ت)

پرظاہر کہ یہ طریقہ تمام سلف وخلف مشائخ وعلماسے جدا ہے۔

وحاول العلامة الشرنبلالی ردہ الی	علامہ شرنبلالی نے اسے موافقت کی جانب پھیرنے

[1] شرح کنز مع فتح المعین باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۹۱
[2] درر الحکام شرح غرر الاحکام باب التیمم مطبوعہ کاملیہ بیروت ۱/ ۳۱
[3] درر الحکام شرح غرر الاحکام باب التیمم مطبوعہ کاملیہ بیروت ۱/ ۳۱

الوفاق فقال علی قول الشرح فی العطف باوتسامح کان ینبغی بالواو لانه عطف خاص[1] اھ۔ **اقول:** وما(ا) ذا یفعل بالمتن فانه لم یقل وھو مالابل قید جنس الارض بجملة حالیة والاحوال شروط ثم قوله لانه عطف خاص وان کان حقا علی ماحققه ان شاء اللہ لکنه مخالف لمسلکھم ومسلك نفسه المار عنه فی العبارة الثالثة۔	کی کوشش کرتے ہوئے فرمایا ہے"شرح کی عبارت میں اَو (یا) کے لفظ سے عطف تسامح ہے۔ یہ عطف واو سے ہونا چاہئے کیوں کہ یہ عام پر خاص کا عطف ہے اھ (ت)۔**اقول:** متن کو کیا کریں گے۔اس میں یہ نہیں ہے کہ **وھو مالاینطبع** الخ۔(اور وہ (جنسِ زمین) وہ ہے جو منطبع نہ ہو الخ) بلکہ اس میں جنس زمین کو جملہ حالیہ سے مقید کیاہے اور حال شرط کی حیثیت رکھتاہے۔پھر ان کا یہ کہنا کہ یہ خاص کا عطف ہے اگرچہ بجائے خود حق ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ تعالٰی اس کی تحقیق کریں گے لیکن یہ مصنفین بالاکے موقف اور خود علامہ شرنبلالی کے موقف کے خلاف ہے جوان کے حوالہ سے عبارت سوم کے تحت بیان ہوا۔(ت)

یہ عبارت اگرچہ جنس وغیر میں فاضل بتانے سے جدارہی پھر بھی اتناحاصل دیا کہ لین وتردُّد مانع تیمّم ہیں تو اس جملہ میں وہ عبارت چہارم کی شریک ہوئی۔

بالجملہ ہمارے بیان سے واضح ہوا کہ یہ چودہ ۱۴ عبارتیں اس وجہ سے کہ ۷،۸،۹،۱۰،۱۲ میں تین تین احتمال تھے اور ۱۱ میں دو ۲، پچیس ۲۵ عبارات ہوکراُن کاحاصل نو قولوں کی طرف رجوع کرگیا۔

(۱) غیر جنس ارض ہونے کامدار صرف انطباع

(۲) فقط تردّد

(۳) تردّد یاانطباع

(۴) تردّد یالین عـہ

(۵) تردّد یاذوبان

(۶) تردّد یااجتماع ذوبان وانطباع

(۷) تردُّد یاذوبان یاانطباع

عـہ : غیر دُرر میں یہ بروجہ مناط لیاجائے گااور دُرر میں طرف ایک طرف سے کلیہ ۱۲منہ غفرلہ (م)

---

[1] غنیہ ذوی الاحکام مع دررالاحکام باب التیمم مطبوعہ کاملیہ بیروت ۱/ ۳۱

(۸) احتراق یالین

(۹) احتراق یاانطباع

خاص خاص عبارات پر جو ان کے متعلق اشکالات تھے مذکور ہوئے، اب اصل مبحث کے اشکال ذکر کریں وباللہ التوفیق غیر جنس ارض ہونے کامناط سات قول اخیر میں کہ دو۲ دو۲ یا تین۳ وصف پر مشتمل ہیں ان اوصاف میں سے کس وصف کاوجود ہے اور جنس ارج ہونے کامناط ہر قول کے ان سب اوصاف کاانتفا ہے یعنی ان میں سے ایک بھی ہو تو جنس ارض نہیں اور اس سے تیمّم ناجائز اور اصلًا کوئی نہ ہو تو جنس ارض ہے اور تیمّم جائز۔اب اگر جنس ارض سے کوئی شے ایسی پائی جائے جس میں کسی قول کے اوصاف ملحوظ سے کوئی وصف پایاجاتاہو وہ اس قول کے مناط ارضیت کی جامعیت پر نقض ہوگا یعنی بعض اشیاء جن کو اس مناط کاشامل ہوناچاہئے تھااس سے خارج ہوگئیں اور اگر غیر جنس سے کوئی چیز ایسی ثابت ہوجس میں ایک قول کے اوصافِ معتبرہ سے اصلًا کوئی نہیں وہ اس قول کی مانعیت پر نقض ہوگا یعنی بعض اشیاجن کااس مناط سے خارج ہونا درکار تھا اس میں داخل رہیں دو قول اول کی مانعیت پر نقض ہوگا یعنی بعض اشیاجن کااس مناط سے خارج ہونا درکار تھااس میں داخل رہیں دو قول اول کی مانعیت پر نقوض وہیں گزرے اور وہ دونوں قابل لحاظ بھی نہیں باقی یہاں ذکر کریں **واللہ الموفق نقوض جمع** میں کسی جنس ارض میں ایک وصف کاتحقق کافی ہے لہٰذاہر قول پر جداکلام کرنے سے اوصاف کی تلخیص کرکے ہر وصف پر کلام کافی ہوگا کہ وہ وصف جتنے اقوال وعبارات میں ہواس کے نقض سب پر وارد ہوں۔

انطباع پر نقوض **اقول اوّلا** کبریت کہ جب آگ سے ذائب کرکے کسی سانچے میں ڈال دیں یقینا سرد ہوکر اسی صورت پر رہتی ہے، خالص گندھک کے پیالے کٹوریاں گلاس بنتے ہیں ہمارے شہر میں ایک صاحب بکثرت بناتے تھے جسے شبہ ہو وہ اب آزمادیکھے، تواس میں یقینا جس صورت پر چاہیں ڈھالے جانے کی صلاحیت ہے تو بلاشبہ منطبع ہوئی اور یہ انطباع آگ سے ہی ہواکہ قبول صورت پر چاہیں ڈھالے جانے کی صلاحیت ہے تو بلاشبہ منطبع ہوئی اور یہ انطباع آگ سے ہی ہواکہ قبول صورت پر اسی نے مہیا کیا اگرچہ بقائے صورت بعد برودت ہے جیسے چھوٹے بڑے بتاسوں، شکر کے کھلونوں، سونے چاندی کی اینٹوں وغیرہا میں، تولازم کہ گندھک جنس ارض سے نہ ہو اور اس سے تیمّم ناروا ہو حالانکہ کتب معتمدہ میں اس کا جنس ارض سے ہونااور اس سے تیمّم کاجواز مصرح ہے کما سیأتی (جیساکہ آگے آرہاہے۔ت)

ثانیا: زرنیخ، یہ بھی بلاشبہ آگ سے بہتی اور سرد ہوکر پھر متحجر ہوجاتی ہے تویقینا قابل انطباع ہے جس کاخود ہم نے تجربہ کیاغایت یہ کہ بہ نسبت کبریت کے زیادہ قوی آنچ چاہتی ہے۔

وھذا معنی قول ابن زکریا الرازی فی کتاب علل المعدن ثم ابن البیطار۔	کتاب علل المعادن میں ابن زکریا رازی پھر جامع میں ابن بیطار کی درج ذیل عبارت کایہی معنی ہے:

فی الجامع تکوین الزرنیخ کتکوین الکبریت غیران البخار البارد الثقیل الرطب فیه اکثر والبخار الدخانی فی الکبریت اکثر ولذٰلك صار لایحترق کاحتراق الکبریت وصار اثقل واصبر علی النار منه[1]۔	"زرنیخ بھی اسی طرح بنتی ہے جیسے کبریت۔فرق یہ ہے کہ زرنیخ میں، سرد ثقیل، تر بخارات زیادہ ہوتے ہیں اور کبریت میں دخانی بخار زیادہ ہوتا ہے اسی لئے زرنیخ اس طرح نہیں جلتی جیسے کبریت جلتی ہے اور آگ پر کبریت سے زیادہ ثقیل ثابت ہوتی اور دیر تک ٹھہرتی ہے"۔(ت)

حالانکہ اس کا جنس ارض وصالح تیمّم ہونا تو اس اعلٰی تواتر سے روشن جس میں اصلا محل ارتیاب نہیں کما سیأتی (جیسا کہ آگے آرہاہے۔ت) **ترمُّد** پر نقوض **اقول اوّلا** خزانۃالفتاوٰی وحلیہ وجامع الرموز ودرمختار میں تصریح ہے کہ پتھر کی راکھ سے تیمّم جائز ہے۔

ونظم الدر لایجوز بتمرد الارماد الحجر فیجوز[2]۔	درمختار کی عبارت یہ ہے: "راکھ بننے والی چیز سے تیمّم جائز نہیں مگر پتھر کی راکھ مستثنٰی ہے اس سے جائز ہے"۔(ت)

معلوم ہوا کہ پتھر بھی راکھ ہوسکتا ہے تو جنسِ ارض کب رہا اور اس سے تیمّم کیونکر روا ہوا۔

ثانیا: ترکستان میں ایک پتھر ہوتا ہے کہ لکڑی کی جگہ جلتا ہے اس کی راکھ سے تیمّم روا ہے۔ حلیہ میں ہے:

فی خزانة الفتاوی قال العبد الضعیف ان کان الرماد من الحطب لایجوز و اکان من الحجر یجوز لانه من الارض وقدرأیت فی بعض بلاد ترکستان کان حطبهم الحجر[3]۔	خزانۃالفتاوٰی میں ہے: "بندہ ضعیف کہتا ہے راکھ اگر لکری کی ہو تو تیمّم جائز نہیں اور اگر پتھر کی ہو تو جائز ہے کیونکہ وہ جنس زمین سے ہے اوور میں نے ترکستان کے بعض شہروں میں دیکھا کہ ان کے یہاں پتھر ہی کا ایندھن ہوتا ہے"۔(ت)

[1] جامع ابن بیطار

[2] الدرالمختار مع الشامی باب التیمم مطبع مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۱۷۶

[3] حلیہ

اسی طرح خزانہ سے قہستانی اور قہستان سے طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔

ثالثاً ورابعاً: علامہ برجندی نے نورہ ومرداسنگ سے دو نقض اور وارد کیے کہ یہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں حالانکہ جنسِ ارض سے ہیں۔ شرح نقایہ میں بعد نقل عبارت مارہ زاد الفقہاء ہے:

هذا یدل علی ان التیمم بالنورۃ و المرداسنج لایجوز فانهما یحترق بالنار ویصیران رمادا وقد صرح قاضی خان انه یجوز التیمم بهما الا ان یقال ان محترقهما لایسمّی رمادا فی العرف[1]۔	اس سے پتا چلتا ہے کہ نورہ اور مرداسنگ سے تیمّم ناجائز ہے کیونکہ یہ دونوں آگ سے جل راکھ ہو جاتے ہیں حالانکہ قاضی خان نے تصریح فرمائی ہے کہ ان دونوں سے تیمّم جائز ہے مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عرف میں جلے ہوئے نورہ ومرداسنگ کو راکھ کے نام سے یاد نہیں کیا جاتا۔(ت)

لین پر نقوض **اقول اوّلاً** چُونے کا پتھر اور جتنے احجار **تکلیس** کیے جاتے ہیں یقیناً اپنی حالت اصلی سے صلابت میں کم ہو جاتے ہیں تکلیس کرتے ہی اس لئے ہیں کہ جو سخت جرم پِس نہیں سکتا پسنے کے قابل ہو جائے۔

ثانیاً: کبریت (اور) ثالثاً زرنیخ ضرور آگ پر نرم ہوتی ہیں حالانکہ کتب میں بلاخلاف ان سے تیمّم جائز لکھا ہے کماسیأتی (جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ت)

ذوبان پر نقوض **اقول:** یہی کبریت اور زرنیخ دونوں اس پر بھی نقض ہیں ان کی نرمی بہ جانے پر منتہی ہوتی ہے جیسا کہ مشاہدہ شاہد--- علا تفتازانی نے مقاصد و شرح مقاصد میں معدنیات کی پانچ قسمیں کیں۔ دوم ذائب مشتعل، اور فرمایا: **ذلك كالكبريت والزرنيخ**[2]۔ (وہ کبریت اور زرنیخ کی طرح ہے۔ت)

احتراق پر نقوض اقول اولاً وثانیاً یہی گندھک، ہڑتال ایسی جلتی ہیں کہ شعلہ دیتی ہیں۔

ثالثاً: چ کہ اس کا پتھر جلانے ہی سے بنتی ہے۔

رابعاً: مان و بدخشان میں ایک پتھر حجر القتیلہ ہے کوٹنے سے روئی کی طرح نرم ہو جاتا ہے اس کی بتی بنا کر چراغ میں روشن کرتے ہیں تیل ڈالتے رہیں تو ایک بتی دو تین مہینے تک کفایت کرتی ہے **ذکرہ فی المخزن وذکرہ فی تاج العروس فی مستدرکه بعد باذش ان**

[1] شرح النقایہ للبرجندی، فصل فی التیمم، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷

[2] شرح المقاصد، المبحث الاول المعدنی، دار المعارف النعمانیہ لاہور، ۱/ ۳۷۴

معدنہ بدخشان[1]۔ (اسے مخزن میں ذکر کیا ہے اور تاج العروس کے اندر "باذش" کے بعد اپنے اضافہ کے تحت بتایا ہے کہ اس پتھر کا معدن بدخشاں میں ہے۔ت)

خامسا: شام میں ایک پتھر حجر البُحَیرہ ہے آگ میں ڈالے سے لپٹ دیتا ہے[2]۔ **ذکرہ فی المخزن و التحفۃ** (اسے مخزن اور تحفہ میں ذکر کیا۔ت) **سادسا:** سنگِ خَرامی جزیرہ صِقْلَبّہ میں ایک پتھر ہے کہ آگ سے بھڑکتا اور پانی کا چھینٹا دینے سے اور زیادہ مشتعل ہوتا ہے اور تیل سے بجھتا ہے[3] **قالا فیھما** (مخزن و تحفہ میں ہی اسے بھی بتایا ہے۔ت) **سابعا:** ریل کا کوئلہ کہ پتھر ہے اور لکڑی سا جلتا ہے۔ **ثامنا:** جلی ہوئی زمین کا مسئلہ خود کتب معتمدہ مثل مختارات النوازل و قاضیخان و فتح و حلیہ و بحر و غیاثیہ و جواہر الاخلاطی و مراقی الفلاح و دُر مختار و ہندیہ وغیرہا میں مذکور کہ اس سے تیمّم روا ہے **کماسیأتی ان شاء اللہ تعالٰی** (جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی۔ت)

تنبیہ: کبریت سے نقض پر علامہ سیّد ابوالسعود ازہری کو تنبہ ہوا اور عبارت مارّہ ملامسکین کی شرح میں فرمایا:

الظاھر ان ھذا اغلبی لاکلی فلایشکل بان البعض یحترق لاکبریت[4] اھ	ظاہر یہ ہے کہ حکم اکثری ہے کلی نہیں۔اس لیے یہ اشکال نہ ہوگا کہ جنس زمین سے ایسی چیزیں بھی ہیں جو جلی جاتی ہیں جیسے کبریت اھ (ت)
اقول: (۱) بل الایراد لامردلہ عن ظاھر العبارۃ والعذر لایجدی لانھم بصدد اعطاء معرف لما یجوزبہ التیمم ومالافاذا کان شیئا یختلف ویتخلف	**اقول:** ظاہر عبارت پر اعتراض واشکال تو ضرور وارد ہوگا اور عذر مذکور کرآمد نہ ہوگا اس لیے کہ جس چیز سے تیمّم جائز ہے اور جس سے ناجائز ہے اس کی وہ حضرات ایک جامع ومانع تعریف کرنا چاہتے ہیں تو جب کوئی چیز اس ضابطہ سے مختلف یا

[1] تاج العروس فصل الباء من باب الشین احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۲۸۱
[2] مخزن الادویہ فصل الحاء مع الجیم مطبوعہ نولکشور کانپور ص ۲۳۱
[3] مخزن الادویہ فصل الحاء مع الجیم مطبوعہ نولکشور کانپور ص ۲۳۱
[4] فتح المعین بحث جنس الارض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۹۱

لزم المتخلیط والتغلیط۔	اس سے جدا و متخلّف ہوگی تو بجائے تعریف کے تخلیط و تغلیط لازم آئے گی۔ (ت)

نقوض منع۔ اقول: اگلے نقوض میں عبارت غرر ودرر بھی شریک تھی کہ اس کا بھی اتنا حاصل تھا کہ جس میں تردد یالین ہو اس سے تیمّم جائز نہیں، بلکہ اگرچہ جنس ارض سے ہو حالانکہ زرنیخ وکبریت وجصّ ورمادِ حجر ونورہ ومردار سنگ معدنی وارض محترقہ ومطلق حجر سے جوازِ تیمّم عامہ معتمدات میں مصرح ہے کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی کالحجر والزرنیخ[1] (جنسِ زمین سے جیسے پتھر اور زرنیخ۔ت) مگر نقوض منع اس پر وارد نہیں کہ دوسری جانب سے کلیہ نہ اس کا منطوق ہے نہ مفہوم۔
اب نقوض سنیے **فاقول:** منع پر نقض کثیر ووافر ہیں یہاں بعض ذکر ہیں:
(۱) سانبھر (۲) پارا یہ سب اقوال پر وارد ہیں کہ نہ آگ سے جلیں نہ گلیں نہ پگھلیں نہ نرم پڑیں نہ راکھ ہوں (۳) اولا (۴) پالا (۵) کُل کا برف (۶) رال (۷) کافور (۸) زاج تین قول اول پر کہ نہ راکھ ہوں نہ آگ سے منطبع (۹) کیچڑ جس میں پانی غالب ہو (۱۰) پانی (۱۱) عرق (۱۲) عطر (۱۳) ماء الجبن (۱۴) دودھ (۱۵) بہتا گھی (۱۶) تیل (۱۷) گاز وغیرہا اشیا کہ نہ آگ سے نرم ہوں نہ راکھ ہوں نہ ان میں سات قول پیشین پر (۱۸) جماہوا گھی (۱۹) شکر کا قوام۔ قول ششم پر کہ نہ راکھ ہوں نہ ان میں ذوبان وانطباع کا اجتماع کما تقدم فی بیان النسب (جیسا کہ نسبتوں کے بیان میں گزر چکا۔ت)
(۲۰) علامہ برجندی نے عبارت ہفتم پر خود راکھ سے نقض کیا شرح نقایہ میں عبارت زاد الفقہاء نقل کرکے لکھا:

هذا یدل علی ان التیمم بنفس الرماد یجوز وقد ذکر فی الخلاصة اجمعوا انه لایجوز لکن ذکر فی النصاب قال ابو القاسم یجوز وابونصر لاوبه نأخذ[2]۔	اس سے پتا چلتا ہے کہ خود راکھ سے تیمّم جائز ہے حالانکہ خلاصہ میں ہے کہ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ راکھ سے تیمّم ناجائز ہے۔ لیکن نصاب میں لکھا ہے کہ ابوالقاسم کہتے ہیں: جائز ہے۔ اور ابونصر کہتے ہیں ناجائز ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں۔ (ت)

اقول: بلکہ وہ سب اقوال پر نقض ہے کہ راکھ نہ آگ سے نرم پڑے نہ جلے نہ دوبارہ راکھ ہو۔

---
[1] درر الحکام شرح غرر الاحکام باب التیمم مطبع کاملیہ بیروت ۱/ ۳۱
[2] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷

بالجملہ کوئی قول کوئی عبارت متعدد نقوض سے خالی نہیں،

والله المستعان لکشف الران* والصلٰوۃ والسلام الاتمان* علی سیّد الانس والجان* واٰله وصحبه* وابنه وحزبه* فی کل حین واٰن* اٰمین۔	اور اللہ تعالٰی ہی سے اس دشواری والتباس کے ازالہ کے لیے مدد طلبی ہے اور کامل درود وسلام ہو انس وجن کے سردار اور ان کی آل، اصحاب فرزند اور ان کی جماعت پر ہر لمحہ ہر آن۔ الٰہی قبول فرما۔ (ت)

استعانت توفیق بطلبِ تحقیق

اقول بعونہ عزوجل عبارات علماء کے اسالیب مختلفہ پر اشکالات اور تعریفات کی جامعیت پر نقوض سب کا حل ان تین حرفوں میں ہے:

(۱) احتراق سے ترمّد مقصود اور ایسے اطلاقوں کے اطلاق فقہا سے اکثر معہود والہٰذا حلیہ نے ترمد لے کر دو جگہ صرف احتراق کہا۔

(۲) رماد کے تین اطلاق ہیں:

ایک عام تر کہ صور احتراق میں انقاد وانطفا کے سواسب کو شامل یعنی بقیہ جسم بعد زوال بعض باحتراق۔ بایں معنی احجار مکلسہ بھی اس میں داخل، تذکرہ داؤد وانطاکی میں ہے:

(رماد) هو مایبقی من الجسد بعد حرقه ومنه ماخص باسم فیذکر کالنورة والاسسفیداج وماخص باسم الرماد وهوالمذکورهنا[1]۔	رماد۔ کسی جسم کا وہ جز ہے جو اس کے جلنے کے بعد رہ جاتا ہے اس میں سے بعض وہ چیزیں ہیں جن کا کوئی خاص نام پڑ گیا ہو انہیں تو اسی نام کے تحت ذکر کیا جائے گا جیسے نورہ اور اسفیداج اور بعض چیزیں وہ ہیں جن کو رماد ہی کا نام دیا جاتا ہے وہی یہاں مذکور ہیں۔ (ت)

جامع عبداللہ بن احمد مالقی اندلسی ابن البیطار میں جالینوس سے ہے:

الناس یعنون به الشیئ الذی یبقی من احتراق الخشب (الی ان قال) والنورة ایضا نوع من الرماد[2]۔	لوگوں کے نزدیک اس لفظ سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو لکڑی کے جلنے کے بعد رہ جاتی ہے (یہاں تک کہ کہا) اور نورہ بھی رماد ہی کی ایک قسم ہے۔ (ت)

[1] تذکرہ داؤد وانطاکی، حرف الراء میں رماد کے تحت مذکور ہے، مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۰

[2] جامع ابن بیطار

دوسرا: متوسط کہ اجزائے رطبہ کثیرہ فی الجزم فنا ہونے کے بعد جو اجزائے یابسہ بچیں رماد ہیں عام ازین کہ جسم بستہ رہے جیسے کوئلہ، یانہیں جیسے لکڑی کی راکھ۔اسی قبیل سے ہے رماد عقرب کہ عقرب نر کولوہے یاتانبے یا مٹی کے برتن میں رکھ کر سر خمیر سے بند کرکے اس تنور میں شب بھر رکھتے ہیں جسے گرم کرکے آگ اس میں سے بالکل نکال لی ہو اور سرِ تنور بند کردیتے ہیں کہ گرمی باقی رہے اور تاکید ہے کہ تنور بہت گرم نہ ہو کہ عقرب خاک نہ ہوجائے[1] **كما فی القرابادین الکبیر والمخزن وغیرھما** (جیسا کہ قرادین کبیر اور مخزن وغیرہما میں ہے۔ت) صبح نکال کر پیس کر سنگِ گردہ ومثانہ وعسرالبول وغیرہا کے لیے استعمال کرتے ہیں اور' شرعًا ناجائز ہے۔

تیسرا: خاص ترخاکستر کہ جسم کثیر الرطوبات اتنا جلایا جائے کہ رطوبات سب فنا ہوجائیں اور جسم ریزہ ریزہ ہو یا ہاتھ لگائے ہوجائے کہ رطوبت باعثِ اتصال وتماسک ہے یعنی اجزامیں باہم گرفت ہونا اور یبوست باعث تفتت وتشتت یعنی ریزہ ریزہ ومنتشر ہونا جیسے گندھا ہوا آٹا اور خشک۔تاج العروس میں ہے:

الرماد دقاق الفحم من حراقة النار وما ھبا من الجمر فطار دقاقا[2] اھ وفی القاموس الفحم الجمر الطافی[3] اھ **اقول:** اصاب فی جعل الرماد دقاقا وفی (۲) اضافتھا الی الفحم نظر فالفحم المدقوق لایسمی رمادا وانما ھو ما ذکرنا من اجزاء الجسم الیابسة المتفتتة بعد الاحراق التام۔	(رماد) آگ سے جلی ہوئی چیز کے کوئلے کے ریزے اور انگارے میں سے وہ جو غبار ہو کر ریزہ ریزہ اڑے اھ۔اور قاموس میں ہے **الفحم**۔بجھا ہوا انگار (یعنی کوئلہ) اھ۔(ت) **اقول:** تاج العروس میں "**رماد**" ریزوں کو بنانا تو درست ہے مگر کوئلہ کی طرف اس کی اضافت محلِ نظر ہے کیونکہ پِسے ہوئے کوئلہ کو رماد (راکھ) نہیں کہا جاتا۔رماد وہی ہے جو ہم نے بتایا یعنی جسم کے وہ اجزا جو مکمل طور سے جلانے کے بعد خشک اور ریزہ ریزہ ہوجائیں۔(ت)

عرف عامہ میں رماد کا زیادہ اطلاق اسی صورت اخیرہ پر اس وجہ سے ہے کہ وہ غالبًا اس سے لکڑی کی راکھ مراد لیتے ہیں **كما تقدم عن ابن البیطار عن جالینوس** (جیسا کہ ابن بیطار سے

---

[1] مخزن الادویہ فصل الراء مع المیم مطبوعہ نولکشور کانپور ص ۳۱۱

[2] تاج العروس فصل الراء من باب الدال احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۵۷

[3] القاموس المحیط باب المیم فصل الفاء مطبع مصطفی البابی مصر ۴/ ۱۶۰

بحوالہ جالینوس بیان ہوا۔ت) اور وہ ایسی ہی ہوتی ہے یہاں اس سے مراد معنی اوسط ہے کہ اس شکل ثالث کو بھی شامل۔
(۳) لین، ذوبان، انطباع سب سے مراد وہ حالت ہے کہ آگ سے جسم منطرق میں پیدا ہوتی ہے منطرق وہ جسم کہ مطرقہ یعنی ہتھوڑے کی ضرب سے متفرق نہ ہو بلکہ بتدریج عمق میں دبتا اور عرض وطول میں پھیلتا جائے جیسے سونا، چاندی، تانبا وغیرہا اجساد سبعہ۔ظاہر ہے کہ یہ آگ سے نرم ہوتے ہیں یہ لین ہوا اور ضرب مطرقہ سے متعفتت نہیں ہوتے بلکہ جیسی گھرٹ منظور ہو قبول کرتے ہیں یہ انطباع ہوا اور زیادہ آنچ دی جائے تو پگھل جاتے ہیں یہ ذوبان ہوا۔رہا یہ کہ لین وذوبان وانطباع تو اور اجسام میں بھی ہوتے ہیں پھر خاص اجساد منطرقہ کی کیا خصوصیت اور اس تخصیص پر کیا حجت۔
اقول: اس کافوری جواب تو یہ ہے کہ یہ تینوں محض اوصاف ہیں صلابت وجمود وامتناع کے مقابل ان سے ذاتِ اجزائے جسم پر کوئی اثر نہیں بخلاف احتاق بمعنی فساد بعض کہ اکثر وہی متبادر کہ اس میں نفسِ اجزا پر اثر ہے اور ترمّد میں تو اور اظہر۔علمائے کرام نے دو شقیں فرمائی ہیں:
ایک میں احتراق وترمّد رکھا یہ وہ ہے جس میں خود بعض اجزا کا جل جانا فنا ہو جانا ہے۔
دوسری میں لین، ذوبان، انطباع۔تو یہ وہ ہیں جن کا ذاتِ اجزا پر اثر نہیں یعنی تمام اجزا برقرار رہیں اور جسم نرم ہو جائے گھڑنا قبول کرے یا بہہ جائے یہ نہیں ہوتا مگر انہیں اجساد منطرقہ میں۔غیر منطرق میں جب آگ اتنا اثر کرے کہ اسے نرم کردے قابلِ عمل کردے گلا پگھلادے تو ضرور اس کی بعض رطوبتیں جلائے گی سب اجزا برقرار نہ رہیں گے بخلاف منطرقات کہ ان کی رطوبتیں بہہ جانے پر چرخ کھانے سے بھی کم نہیں ہوتیں۔سہل سا بالائی جواب تو یہ ہے اور بتوفیقہ تعالٰی تحقیق انیق وتدقیق دقیق منظور ہو جو نہ صرف ان اوصاف ثلٰثہ بلکہ خمسہ میں ان معانی کا مراد ہونا واضح کردے تو وہ بعونہ تعالٰی استماع چند نکات سے ہے جو بفضلہٖ عزوجل قلب فقیر پر فائض ہوئے۔
نکتہ اولٰی: **اقول وبربی استعین** (میں کہتا ہوں اور اپنے رب ہی سے مدد کا طالب ہوں۔ت) منطبع ہونے کو شَے کا صرف صالح قبول صورت ہونا کافی نہیں ورنہ ہر رطب حتی کہ پانی بھی منطبع ہو کہ سہولت تشکل لازمہ رطوبت ہے بلکہ اس کے ساتھ حفظ صورت بھی درکار۔قبول کو رطوبت چاہیئے اور حفظ کو اجزا کا تماسک، کہ جس صورت پر کردیا جائے قائم رہے یہ دونوں منشا اگر شے میں خود موجود ہیں جب تو وہ آپ ہی صالح انطباع ہے اور اگر ایک ہے دوسرا نہیں تو وہ دوسرا جس سے پیدا ہو اس کا انطباع اس کی طرف منسوب ہوگا کہ اس نے اسے منبع کیا مثلاً شیئ متماسک الاجزا میں صلابت مانع قبول صورت ہے، پانی نے اس قابل کیا جیسے چاک کی مٹی تو وہ منطبع بالماء ہے یا آگ سے جیسے تپایا ہوا لوہا تو منطبع بالنار یا نرم شے

میں فرط رطوبت مانع حفظ صورت ہے مٹی کے ملانے یاآگ کے سکھانے سے قابل حفظ ہوئی تو منطبع بالطین یا بالنار ہے اور اگر دونوں نہیں اور دو چیزوں کے معًا عمل سے دونوں قوتیں پیدا ہو گئیں تو اس کاانطباع اس مجموعہ کی طرف منسوب ہوگا اور اگر تعاقب ہوا پہلے ایک سے قبول خواہ حفظ کی صلاحیت آگئی پھر دوسری کے عمل سے دوسری تو اس کاانطباع متأخر کی طرف نسبت کیاجائے گاکہ پہلی کے عمل تک وہ شے صالح انطباع نہ ہوئی تھی دوسری کے عمل سے ہوئی شرع' مطہر میں اس کی نظیر کپڑاہے کہ تانے کااعتبار نہیں اگرچہ ریشم کاہو کہ اس وقت تک کپڑانہ ہواتھا بانے نے اسے کپڑاکیاتو اسی کااعتبار ہے بالجملہ انطباع اس کی طرف منسوب ہوگاجس نے صلاحیت انطباع کی تکمیل کی یہاں تک کہ اگرمثلاً قبول کی قوت شے میں آپ تھی اور قوت حفظ پرآگ نے مدد دی مگر اس نے صالح حفظ نہ کردیابلکہ یہ صلاحیت اس کے بعد دوسری شے سے پیداہوئی تووہ اسی دوسری شے سے منطبع ٹھہرے گی نہ آگ سے۔ یہاں سے ظاہر ہواکہ جتنی چیزوں کوآگ پگھلاکر پانی کرے جس سے وہ سانچے میں قبول صورت کریں ان کا یہ انطباع جانب نار منسوب نہ ہوگاکہ جس سیال۔ حفظ صورت کے کے قابل نہین ہوتا یہ قابلیت سرد ہوکہ آئے گی وکبریت وزرنیخ اوران کے امثال منطبع بالنار نہیں بلکہ شکر کا قوام بھی کہ اگرچہ رقّت اس میں آپ تھی جس سے صالح قبول صورت تھااور نار نے صلاحیت حفظ صورت پرمدد دی کہ لزوجت پیدا کی جو وجہ تماسک اجزا ہے مگر حفظ کے لیے چوبیں درکار تھے اس کی مانع رہی کہ کہ نار موجب ذوبان ہے نار سے جداہو کر جب ہوالگی سرد ہونے نے صلاحیت حفظ دی تو یہ بھی انطباع بالنار نہ ہوا شکّر کے کھلونے اور زیادہ بڑے بتاسے توسانچے میں بنتے ہیں چھوٹے اور متوسط قوام کی بوندیں چادر پر گراکر مگرجب تک آگ سے جداہو کر ہوانہیں لگتی حفظ صورت کی صلاحیت نہیں آتی۔

ہاں شے کے منطبع بالنار کہلانے کو یہ ضرور نہیں کہ ہمیشہ اسی سے منطبع ہوبلکہ صرف اتناکافی کہ فی نفسہٖ ان میں ہو جو منطبع بالنار ہوسکتے ہیں اگرچہ کبھی منطبع بالغیر بھی ہوتوچرخ کھاکر سونے چاندی کاسانچے میں منطبع بالبرد ہونا انہیں اجساد منطبعہ بالنار سے خارج نہیں کرتا۔

تنبیہ: اب صلاحیت ذوبان وانطباع بالنار میں نسبت عموم من وجہ ایسے جرم کے ثبوت پر موقوف کہ آگ سے نرم ہو کر قابل شکل ہو اور ساتھ ہی فی نفسہٖ ہر دی ہوئی صورت کاحفظ کرسکے اورآگ کتناہی عمل کرے اسے بہانہ سکے یہ حیز خفامیں ہے واللہ تعالٰی اعلم جب یہ نہ ہوظاہراذوبان انطباع سے عام مطلقًا ہے **والعلم عند ذی الجلال بحقیقۃ کل حال** (اور ہر حالت کی حقیقت کاعلم بزرگی وجلال والے ہی کو ہے۔ ت)

نکتہ ثانیہ ۲: اقول: جسم کے اجزائے رطبہ ویابسہ سے مرکب ہو اس کا

امتزاج دو قسم ہے، ضعیف جس کی گرہ کھل جائے اجزائے رطبہ ویابسہ سے جدا ہو جائیں، اور شدید الاستحکام کہ آگ جس کا فعل تفریق ہے ان کی گرہ کھولنے پر قادر نہ ہو۔

قسم اوّل میں تین [۳] صورتیں ہیں:

(۱) جسم کے اجزائے یابسہ لطیف ہیں کہ آگ انہیں بھی رطبہ کے ساتھ اڑادے گی اس صورت میں تو جسم فنا ہو جائے گا جیسے رال، گندھک، نوشادر، اسے انتفا یانفاد کہیے یہ بھک اڑ جانے والے مادوں میں اکثر ہوتا ہے۔

(۲) اس میں اجزائے رطبہ بہ نسبت اجزائے ارض بہت کم ہیں جیسے[۱] پتھر کہ اجزائے ارضیہ رقیقہ ہی سے بنتا ہے اور انہیں کا حصہ کثیر وغالب ہے، لزج یعنی چپک دار رطوبتوں سے انہیں اتصال ہوا اور عمل حرارت سے یبوست آئی بار باریوں ہو کر لزوجت کے باعث اجزا میں کتناز آکر سخت جسم پیدا ہو جس کا نام حجر ہے از انجا کہ ترکیب شدید الاستحکام نہیں آگ تاحدِ تاثیر اجزائے رطبہ کو جدا کرے گی اور وہ اکتناز کہ بوجہ (موجب تھا کم ہو کر جسم میں قدرے تخلخل آئے گا باقی تحجر بدستور رہے گا یہ صورت تکلیس احجار کی ہے۔

(۳) اجزائے رطبہ بھی بکثرت تھے آگ انہیں فنا کرکے ایک بڑا حصہ جسم کا معدوم کرے گی جو رہ گیا وہ رماد اور اس طرح جلنے کا نام ترمُّد ہے، ظاہر[۲] ہے کہ ان تینوں صورتوں میں انطباع بالنار نہ ہوسکے گا اول میں تو بدیہی کہ جس فنا ہی ہو گیا اور سوم میں بوجہ تفتت وتشتت حفظ صورت کی قوت باقی نہیں دوم میں وہ لین نہیں کہ قبول صورت کرے بوجہ صلابت عمل قلیل قبول نہ کرے گا اور ضرب شدید سے متفتت ہو جائے گا۔ ہاں لین ان سب صورتوں میں ہوگا کہ گرہ نرم ہی ہو کر کھلتی ہے اور بعض صورتوں میں ذوبان بھی ہوگا جیسے گندھک پہلے نرم پڑتی پھر بہتی پھر فنا ہو جاتی ہے۔

قسم دوم میں دو صورتیں ہیں جن میں پہلی دو[۲] ہو کر تین ہو جائیں گی۔

(۱) گرہ اس قدر شدید محکم ہو کہ آگ اسے سست بھی نہ کرسکے۔ یہاں اگر جسم پر رطوبت غالب ہو آگ پر قائم ہی نہ رہے گا کہ متنافیین جمع نہیں ہوتے، یہ سیماب ہے۔

اقول: اس کے قائم علی النار نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ آگ کا فعل تصعید ہے یعنی رطوبات کو جانبِ آسمان پھینکنا ان رطوبتوں پر بھی اس نے اپنا کام کیا اور یبوستیں جدا نہ ہوسکیں لہٰذا سارا جسم بقدر عمل حرارت یونہی گرہ بستہ اڑا اور اپنی حالت پر برقرار رہا بخلاف صورت اول قسم اول کہ وہاں بھی اگرچہ اجزائے یابسہ بوجہ لطافت ہمراہ رطبہ خود بھی اڑے مگر گرہ کشادہ منتشر لہٰذا جسم ہباء منثور ہو گیا۔ اور اگر رطوبت غالب نہیں تو جسم آگ سے صرف گرم ہوگا ترکیبِ اجزا پر کچھ اثر نہ پڑے گا جیسے لعل یاقوت ہیرا یا طلق بھی جسے ابرک کہتے ہیں

آگ اس کی بھی گرہ نہیں کھول سکتی مگر حیل وتدابیر خارجیہ سے۔ظاہر ہے کہ اس صورت میں لین،ذوبان،ترمُّد کچھ نہ ہوسکے گا کہ گرہ بدستور رہے گی تو انطباع نہ ہوسکنا بھی ظاہر کہ وہ بے لین نامتصور اور صورت غلبۂ رطوبت یعنی سیلاب میں اگرچہ لین خود موجود مگر وہی غلبہ رطوبت مانع حفظ صورت تو اس میں قابلیت انطباع یوں ہوتی کہ آگ اس کی رطوبتیں اتنی خشک کردے کہ اس میں "بیس" **قابل** حفظ صورت پیدا ہوجائے یہ اسی گرہ کھلنے پر موقوف اور وہ یہاں منتفی اس حالت کا نام **امتناع** رکھیے نہ بایں معنی کہ اثر نار اصلاً قبول نہ کیا کہ تصعید یا سخونت تو ہوئی بلکہ بایں معنی کہ ترکیب اجزا پر اس کا کوئی اثر نہ لیا۔

(۲) [1] آگ گرہ سست کرسکے مگر جسم میں دہنیت اس درجہ قوی ہو کہ کھلنے نہ دے جیسے سونا چاندی کہ آگ سے پانی ہوسکتے ہیں مگر ان کی رطوبت ویبوست جدا نہیں ہوسکتی۔ان میں نار کا اثر اول لین ہوگا کہ نرم پڑ کر مطرقہ یعنی ہتھوڑے کی ضرب سے متاثر بھی ہوں گے اور اپنی شدّت دہنیت کے باعث مجتمع بھی رہیں گے متفتت و متفرق نہ ہوسکیں گے لاجرم عمق میں دبتے ہوئے عرض وطول میں بتدریج پھیلیں گے اسی کا نام انطراق ہے یعنی زیر مطرقہ صابر ہونا اور صرف [2] یہی ایک صورت انطباع بالنار کی ہے،حفظ صورت کا مادہ خود ان کی ذات میں تھا صلابت مانع قبول صورت تھی آگ نے نرم کرکے اس کے قابل کردیا اور کار انطباع تمام ہوگیا۔ان [3] پر نار کا اثر انتہائی ذوبان ہوگا کہ گرہ زیادہ سست ہوکر اجزائے رطبہ اڑنا چاہیں اور بوجہ امتناع تفرق اجزائے یابسہ انہیں اڑنے نہ دیں گے لہٰذا صورتِ سیلان پیدا ہوگی جیسا کہ بیانِ ذوبان میں گزرا بلکہ اگر اجزائے لطیفہ وکثیفہ قریب تعادل ہیں تو ان کی تکافی قوت اس حرکتِ سیلان کو مستقیمہ بھی نہ ہونے دے گی بشکل متدیرہ ظاہر ہوگی اسی کا نام دوران یا چرخ کھانا ہے جس طرح ذہب فضہ میں مشہور ہے۔

نکتہ ثالثہ [4] **اقول:** لین وذوبان کہ قسم دوم میں ہیں نار کے آثار اصلیہ ہیں اور انطباع ودوران ان کے توابع اور لین وذوبان کہ قسم اول میں ہیں آثارِ اصلیہ نہیں بلکہ تابع ہیں۔تحقیق اس کی یہ ہے کہ نار کا اثر اصلی تصعید ہے یعنی جسم کو اوپر پھینکنا۔قسم اول میں آگ اس پر قادر ہوئی خواہ سارے جرم کو لے گئی کہ نفاد ہے یا رطوبت قلیلہ کو کہ تکلیس یا کثیرہ کو کہ ترمد تو یہ آثارِ اصلیہ ہوئے اگرچہ ان کے ضمن میں لین وذوبان پیدا ہوجائیں۔قسم دوم میں بحال غلبہ رطوبت آگ تصعید کلّی پر قادر ہوئے یہ خود اثر اصلی ہے ورنہ صرف تسخین یعنی گرم کرسکی تو یہاں اسی قدر اثر اصلی ہوگا کہ آگ اس سے زیادہ نہیں کرسکتی ان دونوں صورتوں کو لین وذوبان سے علاقہ نہیں۔رہیں قسم دوم کی اخیر دو صورتیں ان میں آگ کا اثر ہی یہی لین وذوبان ہیں کہ آگ یہاں اسی قدر پر قادر تو یہ خود ہی آثار اصلیہ ہیں اور انطباع وانطراق تابع لین کہ اس پر موقوف ہے

اور دوران تابع ذوبان کہ اس پر متوقف ہے تو یہی لین وذوبان آثار اصلیہ کے ساتھ شمار ہونے کے قابل اور وہ جو پہلی قسم میں ہیں ضمنی وتابع اور اپنی اپنی صورتوں کے لازم ملازم ہونے کے باعث صلاحیت میں ان سے جدا کوئی حکم نہ پیدا کریں گے ان[1] کے لین وذوبان انحلال گرہ ہیں جو شیئ نفاد یا تکلس یا ترمد کی صالح ہوگی ضرور اس لین یاذوبان کی بھی صالح ہوگی جو ان کے ضمن میں ہوتا ہے اور جو شیئ لین وذوبان وانحلال کی صالح ہوگی ضرور ان تین میں سے کسی کی صلاحیت رکھے گی تو انہیں مستقل لحاظ کرنے کی نہ کوئی وجہ نہ کہیں حاجت۔ فقیر نے اپنے اس دعوے کی کہ لین عـہ وذوبان آثارِ نار میں گنیں گے تو ان سے یہی لین وذوبان قسم دوم مراد ہوں گے جن کو لین وذوبان تعقد کہئے کہ گرہ نہ کھلنے میں پیدا ہوئے نہ قسم اول والے جو لین وذوبان انحلال تھے کہ گرہ کھلنے میں حادث ہونے کلام علماء میں تصدیق پائی **وﷲ الحمد**، یہ اقسام واحکام جس طرح قلبِ فقیر پر فیض قدیر عزجلالہ سے فائز ہوئے لکھ کر مقاصد و مواقف اور ان کی شروح کا مطالعہ کیا اور اپنے بیان میں ذکر دَوران انہیں سے لے کر بڑھایا **والفضل للمتقدم** (اور فضیلت اگلے کے لیے ہے۔ت) ان کی مراجعت نے ظاہر کیا کہ قاضی عضد وعلامہ تفتازانی و علامہ سید شریف رحمہم اللہ تعالٰی اگرچہ احکام اقسام میں مسلک فقیر سے جدا چلے مگر لین وذوبان قسم دوم ہی میں رکے اور یہی ہمیں مقصود تھا ان اکابر اور اس فقیر کے بیان میں فرق یہ ہے کہ فقیر نے قسم اول میں تین حکم رکھے: نفاد، تکلس، ترمّد۔ اور قسم دوم میں چار صعود کل بمعنی عدم قرار اور سخونت ولین وذوبان انہوں نے بالاتفاق قسم اول میں صرف تفریق رکھی اور قسم دوم میں مواقف و شرح نے لیے یہی چار کہ فقیر نے ذکر کیے مگر صعود کل میں نفاد رکھا جسے فقیر نے قسم اول میں ذکر کیا اور دوران کو سیلان ہی میں لائے جس طرح فقیر نے ان کے اتباع سے کیا اور شرح مقاصد نے اس قسم میں پانچ حکم لیے چار اس طور پر کہ مواقف میں تھے مگر انہوں نے لین وسیلان کو دو۲ مختلف قسموں کے احکام رکھا اور انہوں نے دونوں کو ایک قسم کے دو۲ حکم لیا اور دوران کو سیلان یعنی ذوبان سے جدا پانچواں حکم قرار دیا۔

عـــہ: دوبارہ ذوبان اس کا شاہد وہ بھی ہے کہ انطاکی نے تذکرہ میں زیر لفظ معدن تقسیم معدنیات میں کہا:

ان حفظت المادة بحیث یذوب فالمنطرقات[1] الخ فقد جعل الذوبان من باب حفظ المادة وماھو الابقاء الاجزاء جمیعاً رطبھا ویابسھا ۱۲ منہ غفرلہ۔(م)	اگر مادہ محفوظ رہے اس طرح کہ پگھل جائے تو منطرقات الخ اس عبارت میں پگھلنے کو حفظ مادہ کے باب سے قرار دیا اور یہ اس وقت ہوگا جب سارے خشک وتر اجزاء باقی رہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] تذکرۃ اولی الالباب حرف المیم مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۰۰

مواقف عـہ وشرح میں ہے:

(الحرارة فيها قوة مصعدة) ای محركة الى فوق لانها تحدث فی محلها الخفة المقتضية لذلك (فاذا اثرت (۱) فی جسم مركب من اجزاء مختلفة باللطافة والكثافة ينفعل اللطيف منه اسرع فيتابدر الى الصعود الالطف فالالطف دون الكثيف فيلزم منه تفريق المختلفات ثم الاجزائ(۲)) بعد تفرقها (تجمع بالطبع) الى ما يجانسها لان طبائعها تقتضى الاحركة الى امكنتها الطبعية ولانضمام الى اصولها الكلية (فان الجنسية علة الضم) كما اشتهر فی الالسنة (هذا اذالم يكن الالتئام بين بسائط.ذلك المركب شديدا) اما اذا اشتد الالتحام وقوى التركيب فالنار لاتفرقها فان كانت الاجزاء اللطيفة والكثيفة متقاربه) فی الكمية (كما فی الذهب افادته الحرارة سيلانا) وذوبانا (وكلما حاول الخفيف صعودا منعه الثقيل فحدث وتجاذب وفيحدث دوران و ان غلب اللطيف جدا فيصعد	(حرارت کے اندر صعود پیدا کرنے والی قوت پیدا ہوتی ہے) یعنی ایسی قوّت جو اوپر کی جانب حرکت پیدا کرتی ہے اس لیے کہ آگ اپنے محل میں خفّت و سبکساری پیدا کردیتی ہے جو اوپر جانے کی مقتضی ہوتی ہے (تو جب یہ کسی ایسے جسم میں اثرانداز ہو جو لطافت وکثافت میں اختلاف رکھنے والے اجزا سے مرکب ہو تو اس جسم کا لطیف جز زیادہ جلد اثر پذیر ہو کر صعود کی جانب بڑھے گا پہلے لطیف تو پھر جو لطیف تر ہو مگر کثیف میں یہ اثر پذیری نہ ہوگی جس کی وجہ سے ان مختلف اجزا کی تفریق اور جدائی لازم آئے گی۔ پھر یہ اجزا باہمی جدا کے بعد (طبعًا یکجا ہوں گے) لطیف اپنے ہم جنس کے ساتھ۔ اس لیے کہ ان کی طبیعتیں ان کے مکان طبعی کی سمت حرکت اور ان کے اصول کلیہ سے انضمام اور ملاپ کی مقتضی ہوں گی (اس لیے کہ زبان زد ہے (یہ اس وقت ہوسکے گا جب اس مرکب کے بسیط اجزا میں شدید اتصال وپیوستگی نہ ہو۔ اگر سخت اتصال ہو اور ترکیب مضبوط ہو تو آگ ان اجزا کو جدا نہ کرسکے گی۔ تو اگر لطیف وکثیف اجزا مقدار میں قریب قریب ہوں جیسے سونے میں ہوتا ہے تو حرارت اس میں بہاؤ اور پگھلاؤ پیدا کردے گی

عـہ: قاضی بیضاوی نے بھی طوالع الانوار میں اسی کا اتباع کیا مگر نوع (۳) چہارم طلق والی کو مطلق ذکر نہ کیا ۱۲منہ غفرلہ (م)

ویستصحب الکثیف لقلتہ کالنوشادر) فانہ اذا اثرت فیہ الحرارۃ صعد بالکلیۃ (اولا) یغلب اللطیف بل الکثیف لکن لایکون غالبا جدا (فتفیدہ) الحرارۃ (تلیینا کما فی الحدید وان غلب الکثیف جدالم یتأثر) بالحرارۃ فلایذوب ولایلین (کالطلق) فانہ یحتاج فی تلیینہ الی حیل یتولاھا اصحاب الاکسیر من الاستعانۃ بما یزیدہ اشتعالاکالکبریت والزرنیخ ولذلك قیل من حل الطلق استغنی عن الخلق[1] ۔ملخصًا	اور جب بھی ہلکا جز صعود چاہے گا بھاری جز اسے روک دے گا جس سے تجاذب اور باہمی کشاکش پیدا ہوگی تو دوران (چرخ ہونے اور گول ہونے) کی صفت رونما ہوگی۔اور اگر لطیف جز زیادہ غالب ہوگا توصعود وپاجائے گااور کثیف کو بھی اس کے قلیل ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھ لے جائے گا جیسے نوشادر میں ہوتا) اس لیے کہ اس میں جب آگ اثر کرتی ہے تو پوراہی اوپر چلا جاتاہے (یالطیف غالب نہ ہوگا) بلکہ کثف غالب ہوگا لیکن بہت زیادہ غالب نہ ہوگا(توحرارت اس میں نرمی پیدا کر دے گی جیساکہ لوہے میں ہوتاہے۔اور اگر کثیف بہت غالب ہوتو حرارت سے متاثر ہی نہ ہوگا) نہ پگھلے گانہ نرم ہوگا(جیسے طلق یعنی ابرک) کہ اسے نرم کرنے کے لیے کچھ خاص تدبیریں کرنی پڑتی ہیں جو اکسیر بنانے والے عمل میں لاتے ہیں کہ ایسی چیز کی مدد لیتے ہیں جواسے زیادہ شعلہ زن کردے جیسے کبریت اور زرنیخ کی مدد لیتے ہیں۔اسی لیے کہاجاتاہے: جو طلق (ابرک) کی گرہ کھول لے وہ مخلوق سے بے نیاز ہوجاتاہے۔(ت)

شرح مقاصد عـہ میں ہے:

الخاصۃ الاولیۃ للحرارۃ احداث	حرارت کی پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ خفّت

عـہ: بعینہٖ اسی طرح شرح تجرید میں ہے انہوں نے حرف بحرف علّامہ کااتباع کیا مگر اطلق کے ساتھ ایک مثال نورہ اور بڑھائی۔

حیث قال وانکان غالبا جدا کما فی الطلق و النورۃ حدث مجرد سخونۃ واحتیج فی تلیینہ الی الاستعانۃ باعمال الخ	انہوں نے کہااور اگر بہت غالب جیسے طلق اور نورۃ میں تو صرف گرمی پیداہوسکے گی اور اس میں نرمی لانے کے لیے دوسرے عملوں کی ضرورت ہوگی الخ (ت)

اقول: (ا) یہ اضافہ غلط ہے نورہ میں ضرور لین آجاتاہے کہ تکلیس کی غرض ہی یہ ہے کمامر ۱۲منہ غفرلہ (م)

[1] شرح المواقف المقصد الاول فی الحرارۃ المطبعۃ السعادۃ مصر ۵/ ۱۷۱تا ۱۷۴

الخفة والمیل المصعد ثم یترتب علی ذلك باختلاف القوابل اٰثار مختلفة من الجمع والتفریق والتبخیر وغیرذلك وتحقیقه ان مایتاثر عن الحرارة ان کان بسیطاً استحال اولاًفی الکیف ثم افضی به ذلك الی انقلاب الجوھر،وان کان مرکباً فان لم یشتد التحام بسائطه ولاخفاء فی ان الا لطف اقبل للصعود لزم تفریق الاجزاء المکتلفة وتبعه انضمام کل الی مایشاکله بمقتضی الطبیعة وھو معنی جمع المتشاکلات وان اشتد فان کان اللطیف والکثیف قریبین من الاعتدال حدثت من الحرارة القویة حرکة دوریة لانه کلما مال اللطیف الی التصعد جذبه الکثیف الی الانحدار والافان کان الغالب ھو اللطیف یصعد بالکلیة کالنوشادروان کان ھو الکثیف فان لم یکن غالباً جداحدث تسییل کما فی الرصاص اوتلیین کما فی الحدید وان کان غالباً جد کما فی الطلق حدث مجرد سکونة واحتیج فی تلیینه الی الاستعانة باعمال اُخر [1]۔ملخصًا

اور اوپر لے جانے والا میدان پیدا کرتی ہے پھر اثر قبول کرنے والے اجسام کے اختلاف کے لحاظ سے جمع، تفریق، تبخیر وغیرہ مختلف آثار اس پر مترتب ہوتے ہیں۔اس کی تحقیق یہ ہے کہ حرارت سے متاثر ہونے والا جسم اگر بسیط ہو تو پہلے اس کی کیفیت میں تغیّر ہوگا پھر یہ اسے جوہر کی تبدیلی تک پہنچائے گا۔او اگر مرکب ہو تو اگر اس کے بسیط اجزا کا باہمی اتصال شدید نہ ہو۔اور یہ بھی مخفی نہیں کہ جو جتنا زیادہ لطیف ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ صعود قبول کرتا ہے۔تو مختلف اجزا کی تفریق اور جدائی لازم آئے گی اور اس کے پیچھے ہر ایک کا بلحاظ اقتضائے طبیعت اپنے ہم شکل کے ساتھ انضمام بھی ہوگا۔جمع تشاکلات اور ہم شکلوں کی یکجائی کا یہی معنی ہے۔اور اگر اتصال شدید ہو تو اگر لطیف وکثیف قریب بہ اعتدال ہوں تو قوی حرارت سے حرکت دوریہ (گردش وچرخ والی حرکت) پیدا ہوگی اس لیے کہ جب بھی لطیف اوپر چڑھنے کی طرف مائل ہوگا کثیف اسے پستی کی طرف کھینچے گا۔ورنہ اگر غالب لطیف ہو تو بالکلیہ صعود پاجائے گا اور اوپر چلا جائے گا جیسے نوشادر۔اور اگر غالب کثیف ہو تو اگر بہت غالب نہ ہو تو بہاؤ پیدا ہوگا جیسے رصاص میں ہوتا ہے یا نرمی پیدا ہوگی جیسے لوہے میں رونما ہوتی ہے۔اور اگر بہت غالب ہو جیسے طلق (ابرک) میں۔تو محض گرمی پیدا ہوسکے گی اور اس میں نرمی لانے کے لیے دوسرے عملوں سے مدد لینے کی ضرورت ہوگی۔(ت)

---

[1] شرح المقاصد المبحث الاوّل الخ (بحث کیفیاتِ محسوسہ) دارالمعارف العمانیہ لاہور ۱/ ۲۰۲

یہاں دو اختلاف باہم دونوں کتابوں میں ہوئے انہوں نے قسم دوم یعنی شدید الاستحکام کی چار نوعیں کی:

(۱) معتدل جس میں اجزائے لطیفہ و کثیفہ تقریبًا برابر ہوں۔

(۲) لطیف بالغلبہ جس میں اجزائے لطیفہ بہت غالب ہوں۔

(۳) کثیف متقارب جس میں اجزائے کثیفہ غالب ہوں مگر نہ بشدّت۔

(۴) کثیف متفاحش جس میں کثیفہ بشدت غالب ہوں یہاں تک متفق ہیں مگر موافقت نے معتدل کا حکم سیلان رکھا اور دوران کو اسی کا تابع کیا اور کثیف متقارب کا حکم صرف لین رکھا اور شرح مقاصد نے معتدل کا حکم فقط دوران لیا اور کثیف متقارب میں کہیں سیلان کہیں لین کیا۔

اقول: صحیح[1] یہ ہے کہ دوران نہیں مگر ایک حالت سیلان جیسا کہ مواقف نے کیا اور سیلان[2] نوع اول سے ہرگز خاص نہیں سوم میں بھی یقینا ہے جیسا شرح مقاصد نے کہا اور لین اگر بمعنی صلاحیت نرمی لیا جائے تو دونوں کو عام اور اگر بایں معنی ہو کہ صرف نار بلاحیلہ اس سے زیادہ عمل نہ کرے تو بے شک صرف نوع سوم سے خاص جیسا دونوں نے کیا[3] بلکہ اس کے بھی بعض افراد سے جیسا شرح مقاصد نے کہا اور پانچ عــہ اختلاف بیان فقیر کو ان بیانات اکابر سے ہوئے:

(۱) فقیر نے قسم اوّل یعنی ضعیف الترکیب میں تین[3] حکم رکھے نفاد، تکلس، ترمّد۔ انہوں نے صرف ایک حکم لیا تفریق۔ یہ کوئی اختلاف نہیں کہ تینوں حکم اسی تفریق کی شکلیں ہیں۔

(۲) فقیر نے نفاد قسم اوّل میں رکھا اور بیشک اس میں[4] ہے جس پر کبریت شاہد اور کبریت کا ضعیف الترکیب ہونا خود انہیں کتب سے ظاہر۔ شرح مواقف میں مباحث مشرقیہ امام رازی سے ہے:

الاجسام المعدنیة اماقویة الترکیب وح اماانیکون منطرق اما لغایة رطوبته کالزیبق اولغایة یبوسته کالیاقوت ونظائرہ، واما ضعیفة الترکیب فاما ان تنحل بالرطوبة وھو الذی یکون ملحی الجوھر کالزاج	معدنی اجسام یاتوقوی الترکیب ہوتے ہیں۔اور اس وقت یاتومنطرق ہوتے ہیں۔یہ اجسام سبعہ ہیں۔یامنطرق نہیں ہوت۔غایت رطوبت کی وجہ سے جیسے پارہ یاغایت یبوست کی وجہ سے جیسے یاقوت اور اس کے نظائر۔یاضعیف الترکیب ہوتے ہیں پھر یوتو رطوبت کی

عــہ: پانچ گنائے ہیں ان میں پہلا حقیقۃً اختلاف نہیں چار رہے ان میں چوتھا دو ہو کر پھر پانچ ہوگئے ۱۲منہ غفرلہ (م)

ولنوشادر والشب اولاتنحل وھوالذی یکون دھنی الترکیب کالکبریت والزرنیخ [1]۔	وجہ سے گھل جاتے ہیں۔یہ وہ جو نمک والا جوہر رکھتے ہیں جیسے زاج، نوشادر اور شب۔ یا گھلتے نہیں۔یہ وہ ہیں جو دُہنی (روغن والی) ترکیب رکھتے ہیں جیسے کبریت اور زرنیخ۔(ت)

شرح مقاصد میں ہے:

الذائب المشتعل ھو الجسم الذی فیه رطوبت دھنیة مع یبوسة غیرمستحکم المزاج ولذلك تقوی النارعلی تفریق رطبه عن یابسه وھوالاشتعال وذلك کالکبریت والزرنیخ [2]۔	شعلہ زن پگھلنے والا وہ جسم ہوتا ہے جس میں یبوست کے ساتھ دہنی رطوبت ہو مستحکم المزاج نہ ہو اسی لئے آگ اس کے رطب کو یابس سے جدا کرنے کی قوت رکھتی ہے اور یہی اشتعال ہے اس کی مثال کبریت اور زرنیخ ہے۔(ت)

انہوں نے قسم دوم میں صعود بالکلیہ رکھا اور وہ فی نفسہٖ حق تھا وہ وہی ہے کہ بیان فقیر میں عدم قرار علی النار سے تعبیر اور سیماب سے ممثل ہوا مگر ان اکابر عہ نے نوشادر سے ممثل کیا جس سے ظاہر کہ صورت نفاد بھی اسی میں لیتے ہیں کہ نوشادر میں یہی واقع ہے۔

اقول: اوّلا[1]: استحکام ترکیب کے منافی کہ جب گرہ نہ کھلے گی جسم نفاد نہ پائے گا۔

ثانیا: نوشادر[2] ہر گز قوی الترکیب نہیں پھر اسے اس قسم میں شمار فرمانا صریح سہو ہے اس کا ضعیف الترکیب ہونا ابھی شرح مواقف سے بحوالہ امام رازی گزرا۔ اہل فن تصریح کرتے ہیں کہ وہ چار[3] معدنیات غیر کامل الصورۃ سے ہے کہ زاجات واملاح ونوشادرات و شبوب ہیں۔تذکرہ داؤد میں زیر شب ہے:

قال اھل التحقیق لمولدات التی لم تکمل صورھا من المعدنیات اربعة اشیاء شبوب واملاح ونوشادرات وزاجات [3]۔	اہل تحقیق کا قول ہے کہ وہ مولّدات جن کی صورتیں کامل نہ ہوئیں معدنیات میں سے چار چیزیں ہیں: شب، ملح، نوشادر، زاج۔(ت)

عہ: اصفہانی نے شرح طوالع الانوار میں لفظ کی مثال دی یہ بھی اسی نفاد کی طرف گئے ۱۲منہ غفرلہ۔(م)

---

[1] شرح مواقف الفصل الثانی فیمالانفس لہ من المرکبات المطبعۃ السعادۃ مصر ۷/ ۱۷۳

[2] شرح المقاصد المبحث الاول المعدنی دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۳۷۴

[3] تذکرہ داؤد انطاکی (حرف الشین) شب کے تحت مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۲۰۹

(۳) فقیر نے اس قسم دوم کی تین قسمیں کیں:

(i) شدید الاستحکام متفاحش رطب یہ سیماب ہے اور ان کی انواع اربعہ سے نوع دوم لطیف بالغلبہ۔

(ii) متفاحش یابس جیسے یاقوت وغیرہ یہ ان کی انواع سے نوع چہارم ہے۔

(iii) شدید الاستحکام متقارب یہ اُن کی نوع اوّل وسوم ہیں اور یونہی[1] چاہئے تھا کہ اقسام بحسب احکام ہیں مواقف نے سیلان معتدل سے خاص جانا اور لین کثیف متقارب سے اور شرح مقاصد نے دوران معتدل سے خاص جانا اور سیلان ولین کثیف متقارب سے لہٰذا انہیں دو جدا قسمیں کرنی ہوئیں، اور[2] حق یہ کہ یہ تخصیصات نہیں لہٰذا فقیر نے ان کو ایک ہی نوع کیا ہاں اگر ثابت ہو کہ بعض چیزیں صرف نرم ہوتی ہیں بہتی نہیں تو البتہ لین وذوبان کے لیے دو[2] نوعیں کرنی ہوں گی مگر وہ ثابت نہیں۔

(۴) فقیر نے اول کا حکم عدم قرار علی النار رکھا انہوں نے صعود کل کہا دوم کا ان کی طرح سکونت سوم میں لین وذوبان ودوران جمع کیے، یہ مقاصد کے یوں موافق ہوا کہ اس کی وہ دونوں نوعیں اسی میں آگئیں اور یوں مخالف کہ دوران کو سیلان ہی کی فرع ٹھہرایا نہ کہ حکم مستقل، اور مواقف کے یوں موافق ہوا کہ دوران وسیلان جدا حکم نہ ٹھہرائے اور یوں مخالف کہ انہوں نے اس میں صرف لین رکھا۔

(۵) دونوں کتابوں نے اجزائے خفیفہ وثقیلہ کے تجاذب کو علت دوران رکھا اور فقیر نے اسی کو نفسِ سیلان کی علت رکھا تھا اور ان کے مطالعہ کے بعد کہ دوران بڑھایا اس کی علت میں اس پر تکافی قوتین کا اضافہ کیا متامل[3] پر روشن کہ یہی اظہر واز ہر ہے اور باقی احکام میں صحت بحمد اللہ تعالٰی احکام فقیر کی طرف اوپر بیان ہوچکی۔

وللّٰہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ* والصلاۃ والسلام علی المولی الکریم واٰلہ وصحبہ وذویہ*	اور خدا ہی کے لیے حمد ہے کثیر پاکیزہ برکت والی حمد، اور درود وسلام ہر کرم والے آقا اور ان کی آل، اصحاب اور ان کے سارے لوگوں پر۔ (ت)

بحمدہ تعالٰی ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ انطباع بالنار اور لین وذوبان کہ آثارِ نار میں شمار ہوتے ہیں خود ہی صرف منطرقات میں ہوتے ہیں نہ یہ کہ ہوئے اور میں بھی ہیں اور ہم نے منطرقات کی تخصیص کرلی۔

نکتہ رابعہ: (ان آثار میں کیا کیا طبیعت زمین کے مخالف ہے) بحمدہ عزوجل ہمارے بیان سے روشن ہوا کہ ان اجسام میں باعتبار آثار نار جسم کی چھ[6] حالتیں ہیں، تین[3] ضعیف الترکیب میں نفاد، تکلس، ترمُّد۔ تین قوی الترکیب میں امتناع، لین وذوبان۔

اقول: ان میں امتناع تو ظاہر ہے کہ طبیعت ارضیہ کے کچھ منافی نہیں بلکہ اس کا مشہور خاصہ ہے یونہی تکلس بھی کہ اس جسم میں ہوتا ہے جس میں اجزائے ارضیہ بکثرت اور رطوبات بہت کم ہیں اور (۴) اعتبار

غالب ہی کا ہے تو وہ جسم جنس ارض ہی سے ہے خانیہ و ظہیریہ و خزانۃ المفتین و حلیہ و جامع الرموز و مراقی الفلاح و در مختار و ہندیہ میں ہے:

التراب اذا خالطه مالیس من اجزاء الارض یعتبرفیه الغلبة [1]۔اھ ونظم الدر لو الغلبة لتراب جازوالالاخانیة ومنه علم حکم التساوی [2]۔	مٹّی میں جب ایسی چیز مل جائے تو جنسِ ارض سے نہ ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہوگا اھ۔اور درمختار کی عبارت یہ ہے: اگر غلبہ مٹی کا ہو تو تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔اور اسی سے اس صورت کا بھی حکم معلوم ہوگیا جس میں دونوں برابر برابر ہوں۔(ت)

اسی طرح نفاد بھی منافی نہیں کہ یہاں نفاد یا انتفا بایں معنی نہیں کہ شَے صفحہ ہستی سے معدوم ہو جائے بلکہ استحالہ جیسے پانی بھاپ ہو کر اُڑ جاتا ہے فنا ہو گیا یعنی برتن خالی کر گیا اب اس میں کچھ نہ رہا یا پانی پانی نہ رہا بخارات ہو گیا اور [۱] معلوم ہے کہ استحالہ چاروں عنصروں پر وارد ہوتا ہے خواہ بلاواسطہ جیسے مجاور کی طرف کہ اجزائے ارضیہ پانی ہو جائیں پانی ہَوا ہَوا آگ یا بالعکس یا ایک واسطہ سے جیسے ارضیہ ہوا، مائیہ آگ اور بالعکس پہلے میں پانی کی وساطت دوسرے میں ہوا کی یا دو [۲] واسطہ سے جیسے ارضیہ آگ اور بالعکس بوساطتِ آب وہوا تو صورتیں بارہ [۳] ہیں کما فی شروح المقاصد والمواقف والتجوید للتفتازانی والسید والقرشجی (جیسا کہ علامہ تفتازانی کی شرح مقاصد، سیّد شریف کی شرح مواقف اور قرشجی کی شرح تجرید میں ہے۔ت) ہر عنصر کے لیے تین جن میں ارض بھی داخل بلکہ اجزائے [۲] ارضہ بلاواسطہ بھی آگ ہو جاتے ہیں

وهو قضیة ما فی المواقف وغیرها ینقلب کل الی الاٰخر بعضها بلاواسطة وهو کل عنصریشارك اٰخر فی کیفیة ویخالفه فی کیفیة [3] اھ ملخصًا فان الارض مع النار کذلك۔	یہی مواقف وغیرہ کی عبارت ذیل کا مقتضٰی ہے: "ہر عنصر دوسرے سے بدل جاتا ہے بعض کی تبدیلی بلاواسطہ ہوتی ہے اور یہ ہر وہ عنصر ہوتا ہے جو ایک کیفیت میں دوسرے عنصر کا شریک ہو اور دوسری کیفیت میں اس کے مخالف ہو۔" اھ اور نار کے ساتھ ساتھ ارض کا حال یہی ہے۔ت)

(یبوست میں دونوں شریک ہیں اور حرارت وبرودت میں باہم مختلف ۱۲م۔الف)

---

[1] فتاوٰی قاضیخان فصل بیایجوزبہ التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۲۹/۱

[2] درالمختار مع الشامی باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱۷۷/۱

[3] شرح المواقف المقصد الحادی عشر من القسم الثالث مطبعۃ السعادۃ مصر ۷/۵۶۔۱۵۵

ابن سینا نے اشارات میں یبوستِ نار پر دلیل قائم کی کہ انھا اذا خمدت وفارقتھا سخونتھا تکون منھا اجسام صلبۃ ارضیۃ یقذفھا السحاب الصاعق [1] (وہ جب بجھ جائے اور اس سے اس کی گرمی جدا ہو جائے تو اس سے ٹھوس اجسامِ ارضیہ بن جاتے ہیں جنہیں صحاب صاعق گراتا ہے۔ت)

اور یہ مشاہدہ ہے چند سال ہوئے ضلع علی گڑھ میں ایک صاعقہ گرنا مسموع ہوا والعیاذ باللہ تعالٰی جس میں سخت کڑک تھی سرد ہونے پر دیکھا تو لوہا تھا جب آگ بلاواسطہ خاک ہو جاتی ہے خاک بلاواسطہ آگ کیوں نہ ہو گی لاجرم حسین میبذی نے کہا:

صرحوا ان النار القویۃ تحیل الاجزاء الارضیۃ نارا [2]۔	لوگوں نے تصریح کی ہے کہ طاقتور آگ زمینی اجزاء کو آگ سے تبدیل کر دیتی ہے۔(ت)

یوں بلاواسطہ آٹھ استحالے ہوئے زمین برودت جاکر آگ یبوست جاکر پانی پانی رطوبت جاکر زمین برودت جاکر ہَوا ہُوا حرارت جاکر پانی رطوبت جاکر آگ آگ یبوست جاکر ہَوا حرارت جاکر زمین۔ فلاسفہ [۱] بیچ کے چھ مانتے ہیں اوّل وآخر کے دو [۲] نہ ماننا تحکم ہے تو یہ ارض کے لئے چوتھی صورت ہوئی کہ ابتداء آگ ہو جائے ہاں نہ رطوباتِ کثیرہ جزء ارض ہوتی ہیں جن پر تردّد موقوف نہ دہنیت ماسکہ جس پر لین وذوبان تو چھ [۶] میں یہی تین منافی ارضیت ہوئے۔

وبعبارۃ اخری ان میں آثار نار پانچ ہیں کہ یا [۱] کل جسم صاعد ہو جائے گا جو ہر دو [۲] قسم کی پہلی صورت کو شامل یا [۳] بعض قلیل یا [۴] بعض کثیر یا اصلا نہیں اور متحجر رہے گا کہ ضرب مطرقہ سے بکھر جائے یا [۵] منطبع کہ اس کی ضرب سے متفرق نہ ہو اور بڑھے پھیلے اول منافی ارضیت نہیں کہ اجزاء ارضیہ آگ ہو کر سب صاعد ہو جائیں گے نہ دوم کہ بعض قلیل پر اشتمال ارضیت سے خارج نہیں کرتا نہ چہارم کہ یہ خوشانِ ارض ہے۔ ہاں سوم و پنجم کہ زندہ انطباع ہیں منافی ارض ہیں، ولہذا علمائے کرام نے یہی اوصاف لیے جن کے ثبوت سے جنس ارض کا انتفا ہو اور انتفا سے ثبوت ہو فللہ درھم ما ادق نظرھم (تو خدا ہی کے لیے ان کی خوبی ہے۔ ان کی نظر کیا ہی دقیق ہے۔ت) اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ تردّد جو منافی ارضیت ہے یہی بمعنی اوسط ہے نہ بمعنی اول شامل تکلیس کہ جنس ارض میں بھی حاصل یونہی احتراق کہ منافی ارضیت ہے یہی بمعنی تردّد ہے ورنہ بمعنی سخونت وتکلس ونفاد خود ارض میں موجود۔

[1] شرح اشارات تنبیہ فالجسم البالغ فی الحرارۃ طبعہ ھو النار مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ص ۶۹
[2] المیبذی (فصل بسائط العنصریہ) انقلاب العناصر مطبع انوار محمدی لکھنؤ ص ۲۲۴

كذالك ينبغي التحقيق * ولله الحمد على حسن التوفيق * وافضل صلاة واكمل سلام على النّبي الرفيق * وأله وصحبه اساطين الدين وار اكين التصديق *	یوں ہی تحقیق ہونی چاہئے اور حسن توفیق پر حمد خدا ہی کی ہے اور بہتر درود، کامل تر سلام ہونرمی والے نبی اور ان کی آل واصحاب پر جو دین کے ستون اور تصدیق کے ارکان ہیں۔ (ت)

حل اشکالات وتطبیقِ عبارات: اشکالوں کا اٹھانا اور عبارتوں کا متفق کر دکھانا۔

بحمدہ تعالٰی ہمارے ان بیانات سے الفاظِ خمسہ کے معانی مقصودہ اور ان کی نسبتیں ظاہر ہو گئیں کہ احتراق[1] عین تردّد ہے اور تردّد[2] بمعنی اوسط اور[3] لین وانطباع وذوبان سب کا حاصل انطراق، صلاحیت[4] لین وانطباع متلازم فی الوجود ہیں اور ان کے مشتق متساوی فی الصدق اور[5] صلوح ذوبان بھی ظاہرًا ان دونوں کا لازم وملزوم اور ان کا اس سے مطلقًا عموم بھی ایک احتمال غیر معلوم۔ اب بارہ[12] عبارات اعنی باستثنائے دو[2] پیشین اول مورد ایراد اور دوم باطل ہے سب کا حاصل دو[2] وصفوں کا اعتبار ہوا تردّد وانطراق پانچوں وصف انہیں دو[2] کی طرف راجع ہو گئے اور بفضلہ تعالٰی اتنے فائدے ظاہر ہوئے:

(۱) انطباع کی لین سے تفسیر کہ درر نے کی صحیح اور تفسیر بالمساوی ہے۔

(۲) تقطیع ولین سے اس کی تفسیر کہ منح نے کی اس کے خلاف نہیں، صرف اصل مفہوم انطباع یعنی قابلیت عمل کا اس میں اظہار فرمادیا **ونعم فعل** (اور کیا ہی اچھا کیا۔ت)

(۳) **یلین وینطبع خواہ ینطبع ویلین** ہر ایک میں ایضاح کے لئے جمع متساوین ہے ان میں نہ اتحاد مصداق باطل نہ جمع ہیں ایہام غلط نہ کوئی لغویت نہ تفسیر بالاخفی۔

(۴) اظہر تساوی انطباع وذوبان ہے تو بدستور یذوب وینطبع خواہ ینطبع ویذوب ایک ہی بات ہے اور اجتماع مثل جمع ولین وانطباع البتہ اگر عموم انطباع ثابت ہو تو عبارات نہم ودہم ویازدہم نیز عبارات شمس الائمہ وظہیریہ وخانیہ وخزانۃ المفتین میں جمع ذوبان وانطباع یا ذوبان ولین ضرور موہم غلط ہوگا کہ اب جنسیت ارض وجود ذوبان پر موقوف رہے گی حالانکہ مجرد انطباع سے حاصل لاجرم واو بمعنی اَوْ لینا ہوگا اور ذکر ذوبان ضائع۔ ان اکابر سے اس کا صدور ہمارے اس استظہار کی صحت پر دلیل ہے کہ ذوبان بھی ملازم انطباع ہے۔

(۵) عبارت ششم میں ایک طرف اضافۂ انطباع دوسری طرف ترک کا حاصل ایک ہی ایضاحًا بڑھایا اور ایجازًا کم کیا۔

(۶) یوں ہی عبارت سیز دہم میں ترک وذکرلین۔

(۷) ینطبع ویلین میں نفع ایضاح مراد ہے کہ لفظ انطباع قلیل السماع اور یلین وینطبع میں ازاعت وہم ہے کہ تو ہم لیں بمعنی عام کااندفاع۔

(۸) یوں ہی ذوبان وانطباع کی تقدیم وتاخیر میں۔

(۹) عبارت یازدہم میں خوبی یہ ہے کہ قسم دوم میں نار کے دونوں اثر اصلی لے لیے اگرچہ ذکرلین کافی تھا۔

(۱۰) سوم وچہارم وچہاردہم میں نفع ایجاز ہے کہ ملزومات ثلٰثہ انطراق سے صرف ایک لیا کہ دلالت علی المقصود پر بس تھا باقیوں کامسلک ایضاح کے لیے اطناب۔

(۱۱) عبارت عنایہ میں برخلاف کل اومساحت ہے یاالف زیادت ناسخ یاوتکیر فی التعبیر کے لیے یعنی ینطع کہو یایلین حاصل ایک ہے۔

(۱۲) غرر میں بعد وھو لفظ مابڑھنا چاہیے اور دُرر میں پہلا او گھٹنا کہ وہ جنس کی تفسیر ہوجائے اور یہ غیر جنس کا بیان **واللہ تعالٰی اعلم۔**

نقوض جمع کادفع (۱۳) کبریت وزرنیخ منطرق نہیں تو منطبع کہاں۔

(۱۴) یہاں ترمّد بمعنی اوسط ہے اور رماد حجر بمعنی اول لاجرم قول درمختار الا **رماد حجر** [1] (مگر پتھر کی راکھ۔ت) پر علامہ طحطاوی نے فرمایا: **کالجص** عـہ [2] (جیسے گچ۔ت)۔علامہ شامی نے فرمایا: **کالجص**

عـہ **اقول:** فیہ ان الجص ھو الحجر نفسہ لارمادہ وانما رمادہ الکلس و یردہ ایضا علی جمع الشامی بینھما و الجواب انہ قد یطلق الجص علی الکلس تجوزا کما فی الحلیۃ عن النصاب الحجر طبخ حتی صار جصا لتیمم جاز وعلیہ الفتوی اھ فالکلس فی ش عطف تفسیر ۱۲منہ غفرلہ۔(م)

اقول: (میں کہتاہوں) اس پر یہ اعتراض ہے کہ جص خود پتھر ہی ہے پتھر کی راکھ نہیں راکھ تو کِلس (چونا) ہے۔مثال میں علامہ شامی کے جص اور کِلس دونوں جمع کرنے پر بھی یہ اعتراض ہوگا۔اور جواب یہ ہے کہ کلس (چونا) کو کبھی مجازًا جص (گچ) کہہ دیا جاتا ہے جیساکہ حلیہ میں نصاب کے حوالہ سے ہے۔پتھر اتنا پکایا گیا کہ جص (یعنی چونا) ہوگیا پھر اس سے تیمّم کیاتو جائز ہے اور اسی پر فتوٰی ہے اھ۔توشامی میں لفظ کلس عطف تفسیری ہے۔۱۲منہ غفرلہ (ت)

---

[1] درمختار باب التیمم ۱/ ۴۲

[2] الطحطاوی علی الدرالمختار ۱/ ۱۲۸

وکلس [1] (جیسے گچ اور چُونا۔ت) یوں ہی حجر ترکستان ونورہ ومردار سنگ مدنی۔

(۱۵) یہاں مراد لین انطراق ہے اور وہ نہ جص ومکلس میں نہ کبریت وزرنیخ میں۔

(۱٦) یوں ہی کبریت وزرنیخ میں ذوبان انحلال ہے نہ ذوبان تعقد وانطراق کہ یہاں مراد۔

(۱۷) ان میں اور جص وحجر فتیلہ وسنگ بجیرہ وحجر خزامی اور ریل کے کوئلے اور ارض محترقہ میں احتراق ہو ترمُّد نہیں جو یہاں مراد۔

نقوض منع کا دفع۔اقول: بحمد اللہ وہ بہت سہل ہے ہر تعریف میں جنس ملحوظ ہوتی ہے علمائے کرام نے بوجہ وضوح ونیز تصریحات باب یہاں اس کا ذکر مطوی فرمایا جیسا کہ اکثر ان کی عادات کریمہ سے معہود، للہذا نظر میں نقوض نظر آتے ہیں اور حقیقۃً کچھ نہیں وہ جنس جسم ثقیل یابس الاصل بے مائیت یا قلیل المائیۃ ہے اس سے :

(۱) پانی عرق ماء الجبن، شیر، بہتا گھی، تیل، گاز اور ان کے امثال کا خروج ظاہر۔

(۲) یونہی شکر کا قوام جما ہوا گھی وہ کیچڑ جس پر پانی غالب ہے اولا پالاکُل کا برف۔

(۳) یونہی پارے کا مغلوب المائیۃ ہو ناظاہر گویا وہ پانی ہے کہ پورا جما بھی نہیں۔

(۴) سانبھر پانی سے بنتی ہے۔

(۵) یوں ہی ہر قسم زاج انوار الاسرار میں ابن سینا سے ہے:

الزاجات جواھرتقبل الحل وقد کانت سیالۃ فانعقدت [2]۔	زاجات ایسے جواہر جو حل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں پہلے سیال تھے پھر گرہ پکڑلی۔(ت)

(٦) اگر زاج بمعنی شب یعنی پھٹکڑی لو تو وہ بھی مائیت منعقدہ ہے۔

(۷) رال اور کافور دونوں گوند ہیں اور گوند درخت کی رطوبت کہ جم جاتی ہے۔

(۸) رماد معنی دوم وسوم پر اس جسم کے جلے ہوئے اجزا ہیں جو اجزائے کثیرہ رطبہ پر مشتمل تھا، تو بحمدہ تعالٰی سب جنس سے خارج للہذا جنسِ ارج سے خارج تو جنسِ ارض کی تعریف میں اصح وواضح وجامع ومانع عبار پانزدہم عبارت رضویہ ہے وہ ثقیل عـــہ یابس الاصل کہ نہ کثیر المائیۃ ہو نہ آگ سے منطرق۔ عدم ترمد خود

عـــہ: ثقیل سے نار خارج ہوئی کہ طالب محیط ہے ورنہ باقی اوصاف اس پر صادق تھے یابس الاصل سے پانی خارج ہوا اور دونوں سے ہوا کہ نہ طالب مرکز ہے نہ خشک۔ باقی فوائد مباحث سابقہ سے ظاہر ہیں۔۱۲منہ غفرلہ (م)

---

[1] ردالمحتار باب التیمم دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱٦۰

[2] انوار الااسرار

جنس میں آگیا کماعلمت (جیسا کہ معلوم ہوا۔ت) تو اصح تعریفات تعریف جلابی تھی اگر کل جزء منہ کی جگہ یہ جنس ہوتی۔

هكذا ينبغي التحقيق* والله سبحٰنه ولى التوفيق*وصلى الله تعالٰى على السيد الكريم الرحيم الرفيق*واٰله وصحبه هداة الطريق*اٰمين۔	اسی طرح تحقیق ہونی چاہئے،اور اللہ سبحانہ وتعالٰی ہی توفیق کامالک ہے اور خدائے تعالٰی رحمت نازل فرمائے رحم وکرم اور نرمی والے آقا اور ان کی آل واصحاب پر جو راہِ حق کے ہادی ہیں۔الٰہی قبول فرما۔(ت)

تنبیہ نبیہ: یہ ہے وہ کہ بتوفیق لطیف عبدِ ضعیف پر ظاہر ہوا جس نے کلمات ملتئم کردئے اور احکام منتظم اور نقوض منعدم۔مگر یہاں ایک شبہ قویہ ہے متعدد اکابر نے منطبع کی مثال میں زجاج لکھا بدائع پھر ہندیہ اور تحفہ پھر ایضاح میں ہے:

مایحترق کالحطب اوینطبع ویلین کالحدید والزجاج[1]۔	جو جلے،جیسے لکڑی،یا منطبع اور نرم ہو،جیسے لوہا اور شیشہ۔(ت)

اسی کے مانند شرح مسکین میں ہے،کافی میں ہے:

لابماینطبع ویلین اویحترق کالنقدین والرصاص والزجاج ونحو الحنطة و الملح والرماد[2]۔	اس سے نہیں جو منطبع اور نرم ہو یا جلے جیسے سونا،چاندی،سیسہ اور شیشہ اور جیسے گیہوں،نمک اور راکھ۔(ت)

حلیہ میں ہے:

مالایحترق کالحطب ولایلین ولاینطبع کالزجاج[3]۔	جو لکڑی کی طرح جلنے والا نہ ہو اور شیشے کی طرح نرم ہونے والا اور منطبع ہونے والا نہ ہو۔(ت)

درمختار میں ہے:

لابمنطبع کفضة وزجاج[4]۔	چاندی اور شیشے جیسی کسی منطبع چیز سے نہیں۔(ت)

[1] بدائع الصنائع فصل مایتیمم بہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۵۳

[2] کافی

[3] حلیہ

[4] الدرالمختار مع الشامی باب التیمم مطبع مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۱۷۶

اور ظاہر ہے کہ زجاج منطرق نہیں اس کاانطباع یوں ہی ہے کہ آگ سے پگھلتا اور سانچے میں ڈھلتا اور ٹھنڈا ہو کر صورت پر قائم رہتاہے توثابت ہوا کہ ان کے نزدیک یہی لین وذوبان بالنار کہ قبول صورت کے لئے مہیا کریں انطباع بالنار ہیں خواہ قیامِ صورت خود اس شے کے اپنے ذاتی وصف سے ہو جیسے سونے چاندی میں بصورتِ لین مجرد یابردوزوال اثرِ نار سے جیسے ان میں بصورت ذوبان۔ اور عبارتیں اب بھی ملتئم ہوجائیں گی اگرچہ بتکلّف۔ لین سے خاص وہ مراد ہے کہ انطباع کے قابل کرے خواہ بذاتِ خود یاذوبان تک بڑھ کریوں ہی ذوبان سے، اور ظاہرًا جو آگ سے ایسا نرم ہوسکے گا ایسا ذائب بھی ہوسکے گا توصلاحیتِ لین مزبور وذوبان مذکور متلازم ہوئیں اور یہ صلاحیت انطباع بالنار سے مقصود تولین یاذوبان یاانطباع جو کچھ کہا جائے حاصل ایک ہے او تخالفِ عبارات صرف تخالف تعبیر۔ ہاں فقط عبارت عنایہ اب بھی محل نظر رہے گی اور کہہ سکتے ہیں کہ اس میں لین سے لین مجرد موجب انطباع مراد اور عطف خاص علی العام، اور فقہائے (ا) کرام اس میں حرفِ اَوْ جائز رکھتے ہیں ردالمحتار صدر نکاح میں زیر قول شارح فاسقین او محدودین (فاسقین یا جن پر حد جاری کی گئی ہو۔ ت) ہے:

ذکر الاخص بعد الاعم واقع فی افصح الکلام علی انھم صرحوا انہ اذاقوبل الخاص بالعام یراد بہ ماعدا الخاص لکن فی المغنی ان عطف الخاص علی العام مما تفردت بہ الواو وحتی لکن الفقہاء یتسامعون بجوازہ بثم وباو کما فی حدیث ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او امرأۃ ینکحھا[1]۔	اعم کے بعد اخص کاذکر افصح کلام میں وارد ہے۔ علاوہ ازیں اربابِ فن نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ جب عام کے مقابلہ میں خاص لایاجائے تواس عام سے خاص کے ماسوا مراد ہوتے ہیں لیکن مغنی میں یہ ہے کہ عام پرخاص کو معطوف کرنے کے لئے "واو اور حتی" متفرد ہیں لیکن "او" کے ذریعہ اسے معطوف کرنے میں فقہاء تسامح برتتے ہیں۔ میں کہتاہوں۔ اور بعض حضرات نے "ثم اور او" کے ذریعہ اس عطف کے جواز کی صراحت ہے جیسے حدیث ومن کانت ھجرتہ الخ میں ہے: اور جس کی ہجرت کسی دنیا کی طرف ہو جسے حاصل کرے یاکسی عورت کی طرف جس سے نکاح کرے۔ (ت)

اقول اولا: ان تکلفات سے عبارات توملتئم ہوگئیں ورنہ صریح رَد موجود تھا کہ ساتوں عبارات پیشین میں لین کہہ کر زجاج سے مثال دی ہے اور انطباع زجاج لین سے نہیں بلکہ ذوبان سے ہے مگر احکام غلط

---

[1] ردالمحتار باب النکاح مطبع مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۲۹۷

ہوگئے کبریت وزرنیخ یقینا ذائب بالنار اور بایں معنی منطبع بالنار ہیں تو اس طور لازم کہ جنس ارض سے نہ ہوں اور ان سے تیمم ناجائز حالانکہ کبرت کے جنس ارض وصالح تیمّم ہونے کی تصریح کتب معتمدہ مثل تبیین الحقائق[۱] وفتح القدیر[۲] اور بحر الرائق[۳] ونہر الفائق[۴] ومراقی الفلاح[۵] وفتاوٰی عالمگیریہ[۶] وفتح اللہ المعین[۷] وطحطاوی علی الدر المختار[۸] وغیرہا میں ہے اور اصلا کسی نے اس میں اشارہ خلاف بھی نہ کیا اور زرنیخ کا تواتر تو اس عظمت وشان سے ہے کہ اس کے امثال سے کسی میں نہیں خود محرر مذہب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کتاب الاصل[۱] میں کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے خود امام مذہب امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس پر نص فرمایا پھر قدوری[۲] وہدایہ[۳] وملتقی[۴] وکافی[۵] و صدر الشریعۃ[۶] و تبیین[۷] وفتح القدیر[۸] وحلیہ[۹] و غنیہ[۱۰] و درر[۱۱] و مسکین[۱۲] و برجندی[۱۳] و بحر[۱۴] و نہر[۱۵] و مراقی الفلاح[۱۶] وطحطاوی علی الدر[۱۷] وجلابی[۱۸] ونوازل[۱۹] امام فقیہ ابواللیث و محیط[۲۰] وخانیہ[۲۱] وخلاصہ[۲۲] وخزانۃ المفتین[۲۳] و منیہ[۲۴] و سراجیہ[۲۵] و ہندیہ[۲۶] وغیرہا متون وشروح وفتاوٰی نے بلااشعار نام خلاف اس کا جواز بتایا، کیا ایسے صریح نصوص جلیلہ علیہ متظافرہ متواترہ اس قابل ہوسکتے ہیں کہ کسی مثال کے مفہوم سے ان کو رد کردیا جائے حاشا یہ سب نصوص اس وقت میرے پیش نظر ہیں یہاں تبرکًا صرف نص امام محرر المذہب اور کبریت میں فتح تبیین و تبیینِ فتح پر قناعت کروں۔ خلاصہ میں ہے:

فی الاصل قال ابو حنیفۃ ومحمد رضی اللہ تعالٰی عنہما یجوز التیمّم بجمیع ماکان من جنس الارض ومن اجزائھا نحو التراب والرمل والنورۃ والزرنیخ والجص و الحجر والمدروالاثمدوالکحل والطین الاحمر والاصفر والمغرۃ والحائط والمردارسنج ونحوہ[1]۔	مبسوط میں ہے امام ابوحنیفہ وامام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: تیمّم ہر اس چیز سے جائز ہے جو زمین کی جنس اور زمین کے اجزا سے ہو جیسے مٹی، ریت، چونا، ہڑتال، گچ، پتھر، ڈھیلا، اثمد، سرمہ، گلِ سرخ، گلِ زرد، گیرو، دیوار، مردار سنگ وغیرہ۔(ت)

امام فخر زیلعی نے فرمایا:

یتیمم بطاھر من جنس الارض کالتراب والحجر والکحل والزرنیخ والنورۃ و الجص والرمل والمغرۃ والکبریت والیاقوت والزبرجد والزمرد والبلخش والفیروزج والمرجان[2]۔	تیمّم کرے جنسِ زمین کی کسی پاک چیز سے جیسے مٹی، پتھر، سرمہ، ہڑتال، چونا، گچ، ریت، گیرو، گندھک، یاقوت، زبرجد، زمرد، بلخش، فیروزہ، مرجان۔(ت)

---

1 خلاصۃ الفتاوٰی جنس آخر فیما یجوز بہ التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۵

2 تبیین الحقائق باب التیمم مطبوعہ امیریہ بولاق مصر ۱/۳۸

امام محقق علی الاطلاق نے فرمایا:

دخل الحجر والجص والنورۃ والکحل والزرنیخ والمفرۃ والکبریت [1] الخ۔	پتھر، گچ، چونا، سُرمہ، ہڑتال، گیرو، گندھک الخ، داخل ہے۔ (ت)

ثانیاً: سب سے طرفہ یہ کہ مفاد مثال زجاج خود مثال زجاج سے منقوض یہ نقض ہم نے نقوض انطباع میں ذکر نہ کیا کہ اسی مقام کے لیے اس کا ذخیرہ رکھنا مناسب تھا تحفہ وبدائع سے درمختار وہندیہ تک آٹھوں کتابوں نے زجاج مطلق رکھا ہے کہ معدنی ومصنوع دونوں کو شامل اوراس کا معدنی ضرور حجر ہے۔ جامع عبداللہ بن احمد اندلسی مالقی ابن بیطار میں ہے:

(زجاج) قال ارسطاطا لیس منه متحجر ومنه رمال والزجاج الوان کثیرۃ فمنه الابیض الشدید البیاض الذی لاینکرمن البلوروھو خیراجناس الزجاج ومنه الاحمر والاصفر والاخضر والاُسمانجونی وغیرذلك وھو حجر من الاحجار کالمائق الاحمق من الناس لانه یمیل الی کل صبغ یصبغ به والی کل لون یلون به [2]۔	(زجاج) ارسطو نے کہا اس میں متحجر بھی ہوتا ہے اوراس میں ریت والا بھی ہوتا ہے۔ اور زجاج کے بہت سے رنگ ہوتے ہیں، کوئی بہت سفیدی والا ہوتا ہے جوبلور سے بیگانہ نہیں معلوم ہوتا اور یہ زجاج کی سب سے بہتر جنس ہوتی ہے۔ اور سرخ، زرد، سبز، آسمانی وغیرہ بھی ہوتا ہے اور یہ پتھروں میں سے ایک پتھر ہوتا ہے جیسے انسانوں میں انتہائی بھولا بے وقوف شخص ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر رنگ لَون کی طرف جس سے اسے رنگا جائے مائل ہوجاتا ہے۔ (ت)

انوارالاسرار الآیات البینات کتاب المعدن میں ہے:

اما حجر الزجاج فانواع کثیرۃ فی معادن کثیرۃ فمنه متحجر ومنه مترمل [3]۔	لیکن سنگِ زجاج توبہت سے معدنوں میں اس کی بہت سی قسمیں ہیں اس میں پتھر والا بھی ہوتا ہے اور ریت والا بھی ہوتا ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

حجر الزجاج اذااصابته النار ثم خرج	سنگِ زجاج کوجب آگ کی آنچ لگے پھر دخان

[1] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۱۲

[2] جامع ابن بیطار

[3] انوارالاسرار

الی الھواء من غیرات یتدخن تکسر ولم ینقنع بہ [1]۔	ہوئے بغیر ہوا میں نکل آئے تو ٹوٹ جاتا ہے اور کارآمد نہیں رہتا۔(ت)

تحفہ تنکابنی میں ہے:

ارسطو بلور را از جنس معدنی اودانستہ وآئینہ سنگ از جملہ معدنی وغیر بلورست [2]۔	ارسطو نے بلور کو اس کی معدنی جنس سے سمجھا ہے اور پتھر کا آئینہ معدنیات میں سے اور بلور کے علاوہ ہے۔(ت)

مخزن میں ہے:

(زجاج) دو ۲ نوع ست معدنی ومصنوع ومعدن آن اکثر جاست انچہ در تبریز توابع شیراز وغیر انست سنگے ست تیرہ رنگ ریزہ الخ [3]۔	زجاج کی دو ۲ قسمیں ہیں: معدنی اور مصنوعی۔ اور اس کا معدن اکثر جگہ ہے جو شیراز کے توابع میں سے تبریز وغیرہ میں ہوتا ہے وہ ایک تاریک رنگ کا ریزہ ریزہ پتھر ہوتا ہے الخ۔(ت)

اور حجر بتصریح متواتر عامہ کتب میں علی الاطلاق بلا تخصیص جنسِ ارض سے ہے چھبیس ۲۶ کتابیں کہ زرنیخ میں مذکور ہوئیں وہ سب اور اُن کے علاوہ وقایہ ۲۷ و اصلاح ۲۸ و نور الایضاح ۲۹ متون و درمختار ۳۰ و شلبیہ ۳۱ و مجتبی ۳۲ شروح و بزازیہ ۳۳ فتاوٰی وغیرہا زائد ہیں تو زجاج سے تیمّم جائز ہو اور وہ جنسِ ارض سے ہے حالانکہ اس معنی پر قید انطباع اسے خارج کر رہی ہے کہ وہ خود ان کے اقرار سے منطبع ہے تو جمع منقوض ہے۔

اگر کہیے زجاج میں ان علماء کا اطلاق مقید یعنی زجاج مصنوع پر محمول ہے جو ریتے اور کسی اور چیز غیر جنس ارض سے ملا کر بنایا جاتا ہے محققین شراح کا بیان اس پر شاہد، تبیین میں محیط سے ہے:

ان خالطہ شیئ اٰخر لیس من جنس الارض لایجوز کالزجاج المتخذ من الرمل وشیئ اٰخر لیس من جنس الارض [4]۔	اگر اس میں کسی ایسی چیز کی آمیزش ہو جو جنسِ ارض سے نہیں تو جائز نہیں۔ جیسے وہ شیشہ جو ریت اور کسی ایسی چیز سے بنایا گیا ہو جو جنس زمین سے نہیں۔(ت)

[1] انوار الاسرار

[2] تحفۃ المومنین علی حاشیۃ مخزن الادویہ فصل الزاء مع الجیم مطبوعہ منشی نولکشور کانپور ص ۳۱۶

[3] مخزن الادویہ فصل الزاء مع الجیم مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ص ۳۲۰

[4] تبیین الحقائق باب التیمم مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۳۹/۱

فتح القدیر میں ہے:

خرجت الاشجار والزجاج المتخذ من الرمل وغیرہ[1]۔	درخت اس سے خارج ہوگئے اور وہ شیشہ بھی جو ریت اور دوسری چیز سے بنایا گیا۔ (ت)

بحر الرائق میں ہے:

لایجوز بالاشجار والزجاج المتخذ من الرمل وغیر[2]۔	درختوں سے جائز نہیں اور اس شیشے سے بھی جائز نہیں جو ریت اور دوسری چیز سے بنایا گیا ہو۔ (ت)

مجمع الانہر میں ہے:

لایجوز بالزجاج المتخذ من الرمل وشیئ اٰخر[3]۔	اس شیشے سے جائز نہیں جو ریت اور کسی دوسری چیز سے بنا ہو۔ (ت)

اسی طرح ابوالسعود ازہری میں ہے۔ عبارت درمختار کفضۃ وزجاج (جیسے چاندی اور شیشہ۔ت) پر ردالمحتار میں لکھا: ای المتخذ من رمل وغیرہ[4] بحر (یعنی وہ شیشہ جو ریت اور دوسری چیز ملا کر بنایا گیا ہو۔ بحر۔ت) تو جسے منطبع کہا وہ جنسِ ارض سے نہیں اور جو جنس ارض سے ہے اسے منطبع نہ کہا۔ **اقول:** یہ اس وقت ہے کہ خود سنگ شیشہ معدنی اس معنی پر منطبع نہ ہو حالانکہ وہ بھی یقینا مثل مصنوع آگ سے گلتا، پگھلتا، ہوا سے ٹھنڈا ہوتا، سانچے میں ڈھلتا ہے، پھر مفر کدھر جامع میں ارسطو سے متصل عبارت مذکورہ ہے:

وھو سریع التحلل مع حرالنار سریع الرجوع مع الھواء البارد الی تحجرہ[5]۔	اور وہ آگ کی حرارت کے ساتھ تیزی سے تحلیل ہوجاتا ہے اور ٹھنڈی ہوا کے ساتھ بہت جلد سنگی حالت کی جانب عود کر آتا ہے۔ (ت)

---

1 فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۱۲
2 البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۷
3 مجمع الانہر باب التیمم داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۸
4 ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر، ۱/۱۷۶
5 جامع ابن بیطار

انوار الاسرار میں بعد عبارت سابقہ ہے:

وھو من الین الاحجار علی النار وسریع الجفاف بعد التزویب [1]۔	اور وہ آگ پر سارے پتھروں سے زیادہ نرم ثابت ہوتا ہے اور پگھلانے کے بعد بہت جلد خشک بھی ہوتا ہے۔(ت)

اسی میں ہے:

یستحیل مع حرالنار ویجمد سریعا مع برودۃ الھواء [2]۔	آگ کی حرارت کے ساتھ بدل جاتا ہے اور ہوا کی برودت کے ساتھ بہت جلد جم جاتا ہے۔(ت)

اب یہ مثال غایت اشکال میں ہوگئی کہ خود اپنے نفس کی مبطل ہے تو اس سے تقریر فقیر پر شبہ کیا معنی خود اسی پر شبہ شدیدہ کیا جائے وہ اگر خود متناقض نہ ہوتی تو ان احکام مصرحہ عامہ متون وشروح وفتاوٰی منصوصہ خود محرر المذہب وامام اعظم صاحب مذہب کے مقابل مضمحل ہونی واجب تھی نہ کہ جب آپ ہی اپنا نقض ہے ہاں مسلک اس کی تاویل ہے اگر ممکن ہو اگرچہ بعید کہ تاویل بعید بھی تخطبہ محض سے خیر وبہتر ہے۔

فاقول: **وباللہ التوفیق** (تو میں کہتا ہوں اور توفیق خدا ہی کی جانب سے ملتی ہے۔ت) جملہ' معدنیات کا تکون گندھک اور پارے کے ازدواج سے ہے کبریت نر ہے کہ گرم ہے اور پارہ مادہ۔انہیں کے اختلاف مقادیر واصناف واوصاف واحوال سے مختلف معدنی چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن میں سے بعض کو ہمارے ائمہ کرام جنس ارض سے رکھتے ہیں جیسے یاقوت، زمرد، زبرجد وغیرہا جواہر اور بعض کو نہیں جیسے ذہب وفضہ وحدید وغیرہا معادن حالانکہ مادہ تکوّن سب کا ایک ہے، تذکرہ انطاکی میں ہے:

(معدن) مادتہ الزئبق والبریت جیدین متساوین کالاکسیر اوزادالکبریت مع القوۃ الصابغۃ کما فی الذھب اوضدہ مع عدمھا کما فی الفضۃ (الی ان قال) فان حفظت المادۃ بحیث یذوبا فالمنطرقات والافالفلزات علی وزان الأول کالیاقوت اوالثانی کبعض الزمرد	(معدن) اس کا مادہ پارہ اور گندھک ہے۔دونوں عمدہ برابر برابر ہوں۔جیسے اکسیر۔یا کبریت زیادہ ہو ساتھ ہی رنگنے والی قوت بھی ہو جیسے سونا میں یا اس کی ضد (پارہ) زیادہ ہو اور رنگنے والی قوت بھی نہ ہو جیسے چاندی میں (یہاں تک کہ یہ کہا) تو اگر مادہ محفوظ ہو اس طرح کہ پگھل جائے تو منطرقات ورنہ فلزات بطور اول جیسے یاقوت یا

---

[1] انوار الاسرار

[2] انوار الاسرار

الی اٰخرہ عہ اولم تحفظ صورا ولم تثبت معاصیة للتحلیل فالشبوب والاملاح [1]۔	بطور دوم جیسے بعض زمرد الی آخرہ۔ یا کچھ صورتوں کو محفوظ نہ رکھے یا تحلیل کے مخالف نہ ثابت ہو تو شبوب واملاح۔ (ت)

اسی میں ہے: عہ

(یاقوت) ھو اشرف انواع الجامدات وکلھا تطلبه فی التکوین کالذھب فی المنطرقات بیمنع العارض واصله الزئبق ویسمی الماء والکبریت ویسمی الشعاع [2] ملخصًا	(یاقوت) یہ جامدات کی قسموں میں سب سے عمدہ ہے اور تکوین میں سارے جامدات کا مطلوب ہے جیسے منطرقات میں سونا۔ تو کسی عارض کی وجہ سے مانع بھی ہوتا ہے۔ اس کی اصل پارہ ہے جسے پانی بھی کہا جاتا ہے۔ اور کبریت جسے شعاع بھی کہا جاتا ہے۔ (ت)

مذہب مشہور ومنصور ومعتمد جمہور پر تو اُن کی معیار وہی ضابطہ ترمُّد وانطباع ہے وبس۔ اور بعض اکابر نے اسے یوں لیا کہ جو کچھ اجزائے ارض سے ہے جب تک زمین میں ہے اس سے مطلقًا تیمّم روا ہے حتی کہ سونا چاندی جب تک اپنی کان میں ہو کہ اس وقت تک یہ جنسِ ارض سے ہے جب زمین سے نکال کر گلا یا پگھلا یا اجزائے ارضیہ سے صاف کیا اب غیر شے ہوئے اور اس سے تیمّم ناروا۔ تبیین الحقائق میں ہے:

وفی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان یجوز بالکیزان والحباب ویجوز بالذھب والفضة والحدید والنحاس وماشبھھا مادامت علی الارض ولم یصنع منھا شیئ وبعد السبك لایجوز [3]۔	قاضیخان کی شرح جامع صغیر میں ہے: کوزوں اور گھڑوں سے تیمّم جائز ہے اور سونے، چاندی، لوہے، تانبے اور ایسی دوسری دھاتوں سے بھی جائز ہے جب تک یہ زمین پر ہوں اور ان سے کوئی چیز بنائی نہ گئی ہو اور ڈھالنے کے بعد ان سے تیمّم جائز نہیں۔ (ت)

شرح وقایہ میں ہے:

اما الذھب والفضة فلایجوز بھما اذاکانا مسبوکین وان کانا غیر مسبوکین مختلطین	سونا چاندی جب ڈھلے ہوئے ہوں تو ان سے تیمّم جائز نہیں اور گلائے پگھلائے نہ گئے ہوں بلکہ مٹی سے

عہ: یرید موازاة سائر الاصناف۔ ۱۲منہ غفرلہ (م) | دیگر اصناف کا مقابلہ مقصود ہے۔ ۱۲منہ غفرلہ (ت)

---

[1] تذکرہ داؤد انطاکی حرف المیم لفظ معدن کے تحت مذکور ہے مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۰۰

[2] تذکرہ داؤد انطاکی حرف الیاء لفظ یاقوت کے تحت مذکور ہے مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۴۰

[3] تبیین الحقائق باب التیمم مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۱/ ۳۹

بالتراب یجوز[1]۔	ملے ہوئے ہوں تو جائز ہے۔(ت)

شرح الکنزعلامہ عینی پھر شرح سید ازہری پھر طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

قبل السبك یصح التیمّم مادامافی المعدن وکذاالحدید والنحاس لانهما من جنس الارض[2]۔	ڈھالنے سے پہلے تیمّم درست ہے جب تک یہ دونوں اپنی کان میں ہوں۔یہی حکم لوہے اور تانبے کاہ۔اس لئے کہ یہ جنسِ زمین سے ہیں۔(ت)

علامہ ط نے فرمایا:

ذکرہ السّید واطلاق المصنّف کغیرہ یفید المنع مطلقًالوجود الضابط[3]۔	اسے سیّدازہری نے ذکرکیا۔اور دوسرے حضرات کی طرح مصنّف کے بھی مطلق بیان کرنے سے مطلقًا ممانعت مستفاد ہوتی ہے کیونکہ ضابطہ موجود ہے۔(ت)

فتاوٰی ظہیریہ پھر خزانہ المفتین میں ہے:

مالیس من جوھر الارض اوکان من جوھر الارج الاانه خلص عن جوھرہ بالاذابه والاحراق فانه لایجوز به التیمم فالذھب والفضة والنحاس والحدید وماشبه ذلك یجوز به التیمّم مادام فی الارض ولم یصنع منه شیئ فاذا صنع منه شیئ لم یجزبه التیمم اذالم یکن علیه غبار[4]۔	جوزمین کاجوہر نہ ہو یازمین ہی کاجوہر ہومگر وہ پگھلانے،جلانے کے ذریعہ اپنے جوہرواصل سے جداہوگیاہو تواس سے تیمّم جائز نہیں۔توسونا،چاندی،تانبا،لوہااور ایسی ہی دوسری چیزوں سے جب تک یہ زمین میں رہیں اور ان سے کچھ نہ بنایاگیاہو،تیمّم جائز ہے جب ان سے کوئی چیز بنادی جائے تواس سے تیمّم جائز نہیں جبکہ اس پر غبار نہ ہو۔(ت)

توحاصل یہ ہواکہ آگ سے لین واحتراق دوہیں ایک متقدم کہ معدنی معدن سے نکالتے وقت اجزائے ارضیہ سے اپنی جدائی میں ان کامحتاج ہوان کے نزدیک یہ مطلقًا اسے جنس ارض سے خارج کردیتے ہیں اگرچہ نہ لین مورث انطباع وانطراق ہونہ احتراق تاحد ترمُّد دوسرامتأخر کہ اجزائے ارضیہ سے جداوصاف ہونے کے

---

1 شرح الوقایہ مایجوزبہ التیمم مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱/ ۹۸

2 طحطاوی علی مراقی الفلاح مایجوزبہ التیمم مطبعہ ازہریہ ص۶۹

3 طحطاوی علی مراقی الفلاح مایجوزبہ التیمم مطبعہ ازہریہ ص۶۹

4 خزانۃ المفتین

بعد اس شے کی حالت دیکھی جائے یہاں اگر احتراق بحد ترمُّد یالین موجب انطراق کاصالح ہے توجنسِ ارض سے نہیں ورنہ ہے۔ جو چیز بڑے قطعے کان سے نکلے کہ صاف کرنے میں جلانے، گلانے کی محتاج نہ ہو اس میں وہ عــہ قاعدہ معیار جاری ہوگا یاقوت وبلور سے تیمّم جائز ہوگا اور لوہے سے نہیں اور جو ریزہ ریزہ نکلے کہ گلا، جلا کر صاف کی جائے اس سے بعد صفاوہ مطلقًا ناجائز مانیں گے زجاج اسی قبیل سے ہے کہ وہ ریزہ ریزہ ہی معدن میں ملتا اور آگ پر گلا کر صاف کیاجاتا ہے۔ ارسطو نے جو اس کی ایک قسم کو متحجر کہا اس بناپر تھا کہ وہ بلور کو بھی نوع زجاج مانتا ہے اس کے کلام میں عبارت مذکورہ کے بعد ہے:

والبلور جنس من الزجاج غیرانہ یصاب فی معدنہ مجتمع الجسم ویصاب الزجاج مفترق الجسم فیجمع کما ذکرنا بحجر المغنیا [1] اھ یشیر الی قولہ منہ ماھو رمل فاذا اوقد علیہ النار والقی معہ حجر المغنیسا جمع جسمہ۔	بلور زجاج ہی کی ایک قسم ہے فرق یہ ہے کہ ب لور کا جسم معدن میں مجتمع ملتاہے اور زجاج کا جسم متفرق ملتاہے پھر جیسا کہ ہم نے بتایاسنگ مغنیسا کے ذریعہ جمع کیاجاتاہے اھ۔ یہ اشارہ اس عبارت کی جانب ہے: اس میں سے ایک وہ ہے جو ریت ہوتا ہے جب اس پر آگ جلائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ سنگِ مغنیسا بھی ڈالا جاتا ہے تو اس کا جسم مجتمع ہو جاتا ہے۔ (ت)

اسی طرح انوارالاسرار میں ہے مخزن سے گزراسنگے ست ریزہ [2] (ریزہ ریزہ پتھر ہوتا ہے۔ت)۔ وللہذا ان علمانے لین و

عــہ: اقول قسمیں چار ۴ ہوئیں:

(۱) نہ اپنے تصفیہ میں احراق وتلیین کامحتاج ہو نہ بعد کو منطرق جیسے یاقوت۔ (۲) تصفیہ میں محتاج نہ ہو اور بعد کو (۳) اس کا عکس کہ تصفیہ میں محتاج ہو اور بعد کو نامنطرق جیسے شیشہ۔ (۴) پہلے بھی محتاج ہو اور بعد کو بھی منطرق جیسے سونا__________ان کے نزدیک سوا قسم اول کے سب جنس ارض سے خارج ہیں دوم میں صرف بربنائے معیار، سوم میں صرف بربنائے لین متقدم، چہارم میں اگرچہ دونوں جمع ہیں مگر لین متقدّم۔ اسے جنس ارض سے خارج کرچکا۔ معیار کی حاجت نہیں للہذا ہم نے اجزائے معیار کو قسم دوم ہی مین رکھا، ورنہ وہ اس سے خاص نہیں۔ یہ ان کے طور پر ہے اور معتمد صرف لحاظ معیار، تواول وسوم دونوں جنس ارض ہیں اور دوم وچہارم نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔ ۱۲منہ غفرلہ (م)

---

[1] جامع ابن بیطار

[2] مخزن الادویہ فصل الزاء مع الجیم مطبوعہ نولکشور لکھنؤص ۳۲۰

انطباع دو لفظ کہے لین متقدم کے لئے اور اس کی مثال میں زجاج ہے اور انطباع متأخر کے لئے اس کی مثال میں حدید وغیرہ ہیں آخر نہ دیکھا کہ امام جلیل نسفی نے احتراق کی مثالوں میں رماد بھی ذکر فرمائی اور وہ ہر گز قالب احتراق نہیں لاجرم اس کے لئے احتراق متقدم مراد ہے کہ جلنے سے حاصل ہوئی، یوں ہی زجاج کے لئے لین اور اس پر شاہد عدل امام طاہر کا خلاصہ میں کلام ہے کہ زجاج کو اسی لین متقدم میں گنا، فرماتے ہیں:

لو تیمّم علی الذھب والفضة والشبه او النحاس اوالرصاص اوالدقیق او الزجاج اوالحنطة او الشعیر مما لیس من جوھر الارض اومن جوھرھا الاانه خلص من جوھرھا بالاذابة والاحراق لایجوز التیمّم بالاتفاق [1] اھ فقوله لیس من جوھر الارض للدقیق والحنطة والشعیر وقوله اومن جوھر ھو الخ للبواقی۔	اگر سونا، چاندی، پیتل، تانبا، سیسہ، آٹا، شیشہ، گیہوں، جَو کسی ایسی چیز سے تیمّم کیا جو جوہرِ زمین سے نہیں یا زمین ہی کے جوہر سے ہے مگر پگھلانے یا جلانے کے ذریعہ زمین کے جوہر سے نکلی ہے تو اس سے تیمّم بالاتفاق جائز نہیں اھ۔ان کی عبارت "جوہر زمین سے نہیں" آٹا، گیہوں اور جَو سے متعلق ہے اور ان کا قول "یا زمین کے جوہر سے ہے مگر الخ" باقی چیزوں سے متعلق ہے۔(ت)

یوں اُن عبارات کی توجیہ ہوجائے گی اور معنی انطباع پر کہ ہم نے تحقیق کئے غبار نہ آئے گا نہ زرنیخ وکبریت یہ سب عبارات متحد ہوگئیں باقی کثیر و وافر عبارات جن میں مثال زجاج نہیں اس نفیس دوجیہ توجیہ سے موجّہ ہیں جو سابق گزری جس سے وہ مذہب جمہور مشہور ومنصور پر ماشی ہیں مگر عبارتِ عنایہ کہ اس کا اَوّ اسی توجیہ لاحق پر بنے گا ان دو [2] توجیہوں سے تمام عبارات موجّہ ہوگئیں۔

الاقوال(۱) الدر منطبع کزجاج فلم اجدله طبا ونسبته وحده الی السھوا سھل من نسبة سائر الکبراء الیه ھذا ما عندی فان کان عند غیری احسن من ھذا فلیبدہ بامعان* فان المقصود اتباع الحق حیث کانا* واللہ المستعان* وعلیه	مگر درمختار کی عبارت "منطبع کزجاج" کا کوئی علاج میں نہ پاسکا۔اور تنہا اسے سہو کی جانب منسوب کرلینا سارے بزرگوں کو سہو پر قرار دینے سے آسان ہے۔یہ وہ ہے جو میرے خیال میں آیا۔اگر کسی کے پاس اس سے بہتر ہو تو بنگاہِ غور اس کا اظہار کرے کیونکہ مقصود حق کا اتباع ہے حق جہاں بھی ملے اور

[1] خلاصۃ الفتاوٰی جنس آخر مایجوز بہ التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۶

التکلان * والصّلوۃ والسلام الاتمان الاکملان *علی سید الانس والجان *واٰلہٖ وصحبہٖ کل حین واٰن *والحمد للہ رب العٰلمین *	خداہی سے مدد طلبی ہے اور اسی پر توکّل ہے اور تام وکامل درود وسلام اِنس وجِن کے سردار اور سرکار کی آل واصحاب پر ہر لمحہ وہر آن۔اور ساری خوبیاں سارے جہان کے مالک خداہی کے لیے ہیں۔(ت)

مقامِ دوم (اُن ایک سو اکاسی[181] چیزون کا بیان جن سے تیمّم جائز ہے) اُن بعض اشیاء کا شمار جن سے ہمارے[عہ1] امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب میں تیمّم جائز ہے انہیں دو[2] قسم کریں:

منصوصات، جن کی تشریح کتابوں میں اس وقت پیش نظر ہے۔

مزیدات کہ فقیر نے اضافہ کیں **وکان حقاً علی افرازھا کیلا یساق المعقول مساق المنقول** (انہیں الگ کرنا میری ذمہ داری جنتھی تاکہ معقول کا ذکر منقول کی جگہ نہ ہو۔ت)

منصوصات: نقلِ عبارات میں طول تکرار ہے لہٰذا صرف شمار اسمائے بعض کتب پر قناعت کریں مگر خلافیات یاخفیات ہ اُن مین تکثیر اسما مناسب۔

(۱) خاک کہ اصل الاصول ہے **اصل المحرر المذھب ومتون عامۃ** (یعنی خاک سے جواز تیمّم محرر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مبسوط اور فقہ کے عام متون میں مذکورہ۔ت)

پھر اگر مُنبت یعنی قابلِ نبات ہو تو اس سے جواز تیمّم پر اجماعِ اُمت **اقول:** تو مستحب یہ ہے کہ اس کے ملتے اور کسی چیز سے تیمّم نہ کرے **فان الخروج عن الخلاف مستحب بالاجماع** (کیونکہ سرحد خلاف سے نکل آنا بالاجماع مستحب ہے۔ت)

(۲) ہمارے نزدیک خاک شور بھی جس میں کوئی چیز اُگنے کی صلاحیت نہ ہو **خلاصۃ خزانۃ**[عہ2] **بزازیۃ**

عہ1: خصہ بالذکر لان لمحمد خلافاً فی کل مالا یلتزق بالید ولابی یوسف فی جمیع غیرالتراب۱۲منہ غفرلہ(م)	صرف ان کا ذکر اس لئے ہے کہ امام محمد کا ہر اس چیز کے بارے میں اختلاف ہے جو ہاتھ سے چپکنے والی نہ ہو۔اور امام ابو یوسف کا مٹی کے علاوہ ساری چیزوں میں اختلاف ہے۔۱۲منہ غفرلہ (ت)
عہ2: المراد بھا خزانۃ المفتین فی ھذہ الفصول حیث اطلق۔۱۲منہ غفرلہ(م)	ان فصلوں میں جہاں بھی خزانہ کا حوالہ آئے اس سے مراد خزانۃ المفتین ہے۔۱۲منہ غفرلہ (ت)

مراقی الفلاح[1]۔

(۳) ریتا اصل ومتون عامۃ خلافا لابی یوسف فی قولہ الاٰخر (امام ابویوسف کے قول دوم کے برخلاف۔ت)

(۴) پتھر مرّ عن ۳۳ کتابا (۳۳ کتابوں کے حوالہ سے اس کا بیان گزر چکا۔ت) اگرچہ صاف دھلا بے غبار ہو خانیۃ، خلاصۃ، مراقی، در وکثیر۔

(۵) باریک پسا ہو یا سالم نوازل خانیۃ بزازیۃ خزانۃ المفتین درھندیۃ وغیرھا وقیدہ فی الشلبیۃ عن المجتبی بالمدقوق (نوازل، خانیہ، بزازیہ، خزانۃ المفتین، در، ہندیہ وغیرہا۔ اور مجتبٰی، کے حوالہ سے شلبیہ میں اس کے ساتھ "پسے ہوئے" کی قید لگائی۔ت)

اقول: مشی علی قول محمد من لزوم ان یلتزق بالید شیئ ومذہب الامام الاطلاق۔	**اقول:** (میں کہتاہوں) یہ امام محمد کے قول پر گئے ہیں کہ ہاتھ سے کچھ چپک جانا ضروری ہے اور امام اعظم کے مذہب میں یہ قید نہیں۔(ت)

(۶) غبار متون وعامہ۔ **اقول:** جبکہ نہ ناپاک خاک سے اُٹھا ہو اگرچہ نجاست کا اثر زائل ہوجانے سے نماز کے لئے پاک ہوگئی ہو نہ کسی ترچیز ناپاک پر گرا ہو نہ ناپاک خشک چیز پر گر کر اسے تری پہنچی ہو اگرچہ پھر وہ تری خشک بھی ہوجائے وقد تقدم بعضہ (اس میں سے کچھ کا بیان گزر چکا۔ت)

(۷) ناپاک خشک چیز پر گرا ہوا غبار جبکہ اسے تری نہ پہنچے تقدم فی الدروس السالفۃ عن الحلیۃ والنہایۃ والھندیۃ ومثلہ فی الفتح (گزشتہ اسباق میں حلیہ، نہایہ، ہندیہ کے حوالہ سے اس کا بیان گزرا، اسی کے مثل فتح القدیر میں بھی ہے۔ت)

(۸) ترزمین پر جس پر چھڑکاؤ ھُوا کما یأتی (جیسا کہ آرہا ہے۔ت)

(۹) مقبرے کی زمین جبکہ اس کی نجاست مظنون نہ ہو،

لو یتمّم بتراب المقبرۃ ان غلب علی ظنہ نجاسۃ لایجوز والا یجوز کما فی السراج[2] ط علی المراقی۔	اگر قبرستان کی مٹی سے تیمّم کیا اگر اس کا غالب گمان ہو کہ یہ مٹی نجس ہے تو تیمّم جائز نہیں، ورنہ جائز ہے جیسا کہ سراج میں ہے۔ طحطاوی علی المراقی الفلاح۔(ت)

(۱۰) گرد باد بگولا، اس سے تیمّم کے دو ۲ طریقے اوپر گزرے خلاصۃ، بزازیۃ۔

(۱۱) جلی ہوئی زمین قد مرّ ویأتی (اس کا بیان گزر چکا اور آگے بھی آئے گا۔ت)

(۱۲) نمک زار زمین جس میں سے نمک نکلتا ہوا اگرچہ خفیف تر بھی ہو جبکہ وہ نمک مٹّی سے بنا ہو ویأتی

---

[1] طحطاوی علی مراقی الفلاح مایجوز بہ التیمم مطبعۃ ازہریہ مصر ص ۶۸

[2]

(اور آگے بھی آئے گا۔ت)

(۱۳) پیلی مٹّی اصل، نوازل، خلاصۃ، خزانۃ ھندیۃ۔

(۱۴) سرخ مٹّی ھی والبدائع والخانیۃ۔

(۱۵) گیرو ھی الاالبدائع، تبیین، فتح، بحر، نھر (بدائع کے سوایہ سبھی یعنی اصل، خلاصہ، خزانہ، ہندیہ، ہندیہ، خانیہ، مزید برآں تبیین، فتح، بحر، نہر۔(ت) **اقول:** وہ سرخ مٹی کا غیر ہے۔

فقد عدھما مفر زین قال فی الخانیۃ یجوز التیمّم بالمغرۃ والکحل والطین لاحمر [1]۔اھ۔ وفی الخلاصۃ یجوز بالطین الاحمر والاصفر والمغرۃ [2]اھ ومثلہ فی غیرھما اما قول القاموس المغرۃ طین احمر [3] **فاقول:** لم یقل الطین الاحمر وھم (۱) اذاعرفوانکرواواذانکرواعرفوا۔	اس لئے کہ فقہا نے گیرو اور سرخ مٹی کو الگ الگ شمار کیا ہے۔خانیہ میں فرمایا: گیرو، سُرمہ اور سرخ مٹّی سے تیمّم جائز ہے اھ۔اور خلاصہ میں فرمایا: سرخ مٹّی، زرد مٹّی اور گیرو سے تیمّم جائز ہے اھ۔اسی کے مثل ان دونوں کے علاوہ میں بھی ہے۔رہی قاموس کی یہ عبارت کہ "گیرو ایک سرخ مٹّی ہے" تومیں یہ کہتاہوں کہ اس میں یہ نہیں ہے کہ گیرو، سرخ مٹّی۔اور اہل لغت کاطریقہ یہ ہے کہ بیان معنی کے لئے جب وہ معرفہ بولیں توغیر معیّن مراد لیتے ہیں اور جب نکرہ لائیں توکسی معین چیز کو مراد لیتے ہیں۔(ت)

(۱۶) کالی مٹّی (اور)

(۱۷) سپید مٹّی بدائع ھندیۃ۔

(۱۸) سبز مٹّی نوازل خزانۃ تتار خانیۃ ھندیۃ۔

(۱۹) طفل مصری عـہ طحطاویۃ جس سے مصر میں کپڑے رنگتے ہیں تاج العروس۔

عـہ: علامہ طحطاوی نے ایک مسئلہ کے ضمن میں کہ آتاہے طَفل بالفتح کو بتایاکہ جنس ارض سے ہے تذکرہ داؤد و مخزن میں طفل کو طین قیمولیا نیز تذکرہ میں طین قیمولیا کو طفل اور دونوں کو طلیطلی سے تفسیر کیااور مخزن میں طین قیمولیا کو کہا ہندی کھری مٹی نامند واطفال بر تحتہائے مشق میمالند (ہندی میں کھریا مٹّی کہتے ہیں اور اسے بچّے مشق کی تختیوں پر لگاتے ہیں۔ت) (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] فتاوٰی قاضیخان مایجوزبہ التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۹

[2] خلاصۃ الفتاوٰی مایجوزبہ التیمم مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۳۵

[3] قاموس المحیط فصل المیم باب الرائ مطبع مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۴۰

(۲۰) ڈھیلا اصل نوازل خلاصہ خزانہ منیہ۔
(۲۱) گِلِ ارمنی [۲۲] گل مختوم عــہ اغنیہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اقول: مگر کتاب دیسقوریدوس وانوار الاسرار میں قیمولیا کے صرف دو ۲ رنگ لکھے سفید وبنفشی، اور ابن حسان نے ایک سیاہ رنگ کی لکھی اور کہا وہ علاج میں کچھ کام نہیں آتی کما فی ابن البیطار (جیساکہ ابن بیطار میں ہے۔ت) اور طفل کا رنگ تاج العروس میں زرد بتایا کہ الطفل بالفتح ھذا الطین الاصفر المعروف بمصر وتصبغ به الثیاب (طفَل بالفتح: یہی مٹّی جو مصر میں معروف ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ت) ابن بیطار نے علی بن محمد سے طفل کا سبز رنگ نقل کیا کہ طین شیراز لونه مشبع الخضرة اکثر من خضرة الطفل اھ واللہ تعالٰی اعلم (طین شیراز، اس کا رنگ طفل کی سبزی سے زیادہ گہرا سبز ہوتا ہے اھ واللہ تعالٰی اعلم۔ت) علامہ طحطاوی وصاحب تاج العروس دونوں سادات ساکنان مصر قریب العصر ہیں تو ان کی مراد وہی ہوگی جو شرح قاموس میں ہے۔ ۱۲منہ غفرلہ (ت)

عــہ: بحر مغرب [۱] میں ایک جزیرہ ملیون ہے وہاں ایک معبد ہے جس کی مجاور عورت ہوتی ہے بیرون شہر ایک ٹیلا ہے جس کی مٹی متبرک خیال کی جاتی ہے وہ عورت تعظیم کے ساتھ اس کی مٹّی لاتی اور گوندھ کر ٹکیاں بنا کر اُن پر مہر لگاتی ہے دیسقوریدوس وغیرہ نے زعم کیا کہ اس میں بکری کا خون ملتا ہے جالینوس کہتا ہے میں اس کی تحقیق کے لئے انطاکیہ سے دو ہزار میل سفر کرکے اس جزیرہ میں پہنچا میرے سامنے اس عورت نے وہاں سے ایک گاڑی مٹّی لی اور ٹکیاں بنائیں خون کا کچھ لگاؤ نہ تھا میں نے وہاں کے مؤدب لوگوں علماء کی صحبت یافتوں سے پوچھا کیا پہلے کسی زمانے میں اس میں خون ملایا جاتا تھا؟ جس نے میرا یہ سوال سنا مجھ پر ہنسنے لگا۔ ذکرہ ابن البیطار (اسے ابن بطار نے ذکر کیا۔ت)

اقول: والعجب (۲) ان الانطاکی فی التذکرة نسب زعم خلط الدم الی جالینوس والتنکابنی فی التحفة الیه والی دیسقوریدوس مع ان جالینوس ھو الذی عنی ھذا العناء الشدید حتی کشف عن بطلانه ۱۲منه غفرله (م)

اقول: (میں کہتا ہوں) اور حیرت ہے کہ انطاکی نے تذکرہ میں اس مٹی سے خون ملانے کا خیال جالینوس کی طرف منسوب کیا اور تنکابنی نے تحفہ میں یہ خیال جالینوس اور دیسقوریدوس دونوں کی طرف منسوب کیا حالانکہ جالینوس ہی وہ شخص ہے جس نے اس قدر شدید مشقت جھیل کر اس خیال کے بے حقیقت ہونے کا انکشاف کیا۔ ۱۲منہ غفرلہ (ت)

(۲۳) گوندے کی دیوار اصل خلاصة جوھرة نوازل خزانة۔

(۲۴) ڈھیلوں کی دیوار محیط خانیة منیة۔

(۲۵) کچّی اینٹ کی دیوار غنیة۔

(۲۶) مٹّی سے لسی ہوئی در مختار۔

(۲۷) کچّی اینٹ فتح حلیہ بحر شلبیہ زاھدی۔

(۲۸) گارا(اور)

(۲۹) کیچڑ جس میں مٹّی غالب ہو اور پانی مغلوب۔اس کی تفصیل مقامِ چہارم میں آئے گی ان شاء اللہ تعالٰی

(۳۰) جلی ہوئی خاک مختارات النوازل نصاب حلیه۔

(۳۱) مٹّی کے آبخوری مٹکے محیط خانیۃ منیۃ خزانۃ کونڈے رکابیاں وغیرہا ہر ظرف گلی جس پر روغن نہ ہو فتح شلبیۃ ازھری در مختار نہ غیر جنس کی رنگت خزانۃ الفتاوٰی حلیۃ بحر ط۔

(۳۲) وہ ظروف گلی رنگین جن پر جنس ارض ہی مثلاً گیرو یا ملتانی وغیرہ کی رنگت ہو)

یجوز بأوان من طين غير مدهونة [1] دراو مدهونة بصبغ من جنس الارض كالطفل والمغرة ط [2]۔	مٹّی کے ایسے برتنوں سے تیمّم جائز ہے جن پر پالش نہ کی گئی ہو۔در مختار۔یا پالش ہو تو جنس ارض ہی کی کسی چیز جیسے طفل اور گیرو کے رنگ سے ہو۔طحاوی۔(ت)

(۳۳) سبز چپکتی چکنی صاف مٹّی کے پیالے، تشتریاں،

يجوز بالغضارة منية [3] وهو الطين اللازب الحر الاخضر [4] حلية وغنية عن القاموس والمراد مايعمل منه كالسكارج [5] غنية و فی المغرب الغضارة القصة الكبير [6] حلية۔	"غضارہ" سے تیمّم جائز ہے،منیہ،غضارہ چپکتی،عمدہ،سبز مٹی ہوتی ہے،حلیہ وغنیہ بحوالہ قاموس۔اس سے مراد وہ برتن ہے جو اس مٹی سے بنتا ہے جیسے رکابیاں،غنیہ۔اور مغرب میں لکھا ہے :غضارہ:بڑا پیالہ۔حلیہ (ت)

---

[1] الدر المختار مع الطحطاوی باب التیمم مطبوعہ بیروت ۱/۱۲۸

[2] طحطاوی علی الدر باب التیمم مطبوعہ بیروت ۱/۱۲۸

[3] منیۃ المصلی، فصل فی التیمم، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۵۷

[4] غنیۃ المستملی فصل فی التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۹

[5] غنیۃ المستملی فصل فی التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۹

[6] حلیہ

جبکہ ان پر رنگ کی قلعی نہ ہو غنیہ نہ کسی اور غیر جنس ارض کی قلعی یا رنگ حلیہ۔ وقد ذکرہ قبل ھذا استظھارا (اس سے پہلے اسے "ظاہر" کہتے ہوئے ذکر کیا ہے۔ت) **اقول: وھو محل**(۱) **الجزم** (میں کہتا ہوں حالانکہ یہ جزم کا موقع ہے۔ت)

(۳۴) قلعی دار ظرف گلی کا وہ رخ جس طرف قلعی نہیں خانیہ خلاصہ غنیہ۔

اقول: وکانت عبارۃ المنیۃ لایجوز بغضارۃ مطلی بالاٰنك بطن الغضارۃ و ظھرھا سواء [1] اھ قد توھم المنع مطلقًا اذا طلی بہ وجھھا فاولھا فی الغنیۃ بما فی الخانیۃ ای سواء فی المنع بالمطلی والجواز بغیرہ اما عبارۃ البزازیۃ اذا طلی وجھھا بالصیغ لایجوزبہ التیمّم وان لم یطل جاز [2] اھ فالکنایۃ لوجھھا۔	**اقول:** منیہ کی درج ذیل عبارت "سبز مٹّی کے ایسے پیالے سے تیمّم جائز نہیں جس پر رانگ کی قلعی ہو، پیالے کا اندرونی اور بیرونی رخ دونوں برابر ہیں" یہ وہم پیدا کررہی تھی کہ جب صرف سامنے کا رخ قلعی کیا ہوا ہو تو بھی مطلقًا ممانعت ہے اس لئے غنیہ میں اس کی تاویل اس سے کی جو خانیہ میں مذکور ہے یعنی قلعی شدہ سے ممانعت میں اور غیر قلعی شدہ سے جواز میں دونوں رُخ برابر ہیں۔ لیکن بزازیہ کی یہ عبارت: "جب سامنے کے رخ پر رنگ سے پالش کردی گئی ہو تو اس سے تیمّم جائز نہیں اور اگر اس پر پالش نہ کی گئی ہو تو جائز ہے" اھ۔ تو اس میں "اس پر" کا اشارہ سامنے کے رخ سے متعلق ہے۔(ت)

(۳۵) ٹھیکری **ھو الصحیح** (یہی صحیح ہے۔ت) مختارات النوازل حلیہ اقول سالم ہو یا (۳۶) پسی ہوئی **وقیدہ فی الخزانۃ عن النوازل وفی الجوھرۃ عن الخجندی بالمدقوق** (خزانہ میں بحوالہ نوازل اور جوہرہ میں بحوالہ خجندی اس کے ساتھ "پسی ہوئی" ہونے کی قید لگائی۔ت)

اقول: ومثلہ مثل مامر من الحجر المدقوق و لفظ النوازل ثم الخزانۃ یجوز بالاٰجر المدقوق و الخزف المدقوق والسبخۃ والحجر	**اقول:** اور اس کی مثال پسے ہوئے پتھر کی ہے جس کا بیان گزرا۔ اور نوازل پھر خزانہ کے الفاظ یہ ہیں: "تیمّم جائز ہے پسی ہوئی اینٹ، پسی ہوئی ٹھیکری، زمینِ شور اور ایسے پتھر سے جس پر غبار ہو یا ایسے پتھر سے

[1] منیۃ المصلی فصل التیمم مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۵۷

[2] فتاوٰی بزازیہ مع الہندیہ الخامس فی التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۷

الذی علیه غبار اولم یکن بان کان مغسولا اواملس مدقوقا اوغیرمدقوق [1] اھ۔	جس پر غبار نہ ہو اس طرح کہ دھلا ہوا ہو، یا صاف چکنا ہو، پسا ہوا ہو یا پسا ہوا نہ ہو اھ۔(ت)
اقول: ھذا(۱) مشی فی سطر واحد علی قولین مختلفین وای(۲) فرق بین الخزف والأجر فیقید الجواز بھما بالدق و بین الحجر فلافان قلت بل المعنی ولو مدقوقا اقول انما یترقی الی مافیه خفاء اوخلف فان (۳) حق الوصلیة ان یکون الحکم فیما قبلھا اظھر منه فیما بعدھا ولا (۴) **اقول:** ان یکون ماقبلھا احق بالحکم مما بعدھا کما قالوا فانه غیرمطرد فلواریدھذاالقیل ولو غیرمدقوق لان خلاف محمدفیه۔	**اقول:** یہ ایک ہی سطر میں دو مختلف قولوں پر چلنا ہے۔اینٹ اور ٹھیکری سے جواز تیمّم کے لئے پسی ہوئی ہونے کی قید لگائی ہے اور پتھر سے جواز کے لئے یہ قید نہیں توآخر وجہ فرق کیاہے؟ اگر کہئے کہ معنی یہ ہے کہ اگرچہ پسی ہوئی ہو تو (اقول) میں یہ کہوں گا کہ ترقی اس معنی کی جانب کی جاتی ہے جس میں کوئی پوشیدگی یا کوئی اختلاف ہو۔اس لئے کہ کلمہ وصلیہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے ماقبل کا حکم، مابعد کے حکم سے زیادہ ظاہر ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا ماقبل مابعد سے زیادہ مستحقِ حکم ہو۔جیسا کہ بعض حضرات نے کہا۔اس لئے کہ یہ قاعدہ ہر جگہ جاری نہیں ہو پاتا۔الغرض اگرترقی مقصود ہوتو کہا جاتاہے کہ اگرچہ پسی ہوئی نہ ہو اس لئے کہ امام محمد کااختلاف اسی میں ہے۔(ت)

(۳۷) پکّی اینٹ و یاتی (آگے بھی اس کاذکرآئے گا۔ت)

اقول: وتقییدہ بالمدقوق کما مر عن الخزانة عن النوازل ومثله فی الجوھرة عن الخجندی مرمافیه وقدقال فی الکافی ولو غیرمدقوق [2]۔	**اقول:** پسی ہوئی ہونے اس کو مقید کرنا جیسا کہ خزانہ میں بحوالہ نوازل اور اسی کے مثل جوہرہ میں بحوالہ خجندی ہے۔اس کی خامی کابیان گزرچکااور کافی کے الفاظ یہ ہیں: "اگرچہ پسی ہوئی نہ ہو"۔(ت)

(۳۸) روڑا

(۳۹) کنّل

(۴۰) کنکریٹ

[1] خزانۃ المفتین فصل فی التیمم قلمی نسخہ ۱/ ۱۲

[2] کافی

(۴۱) بجری یجوز بدقاق الاجر [1] مختارات النوازل حلیة۔(پکّی اینٹ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے تیمّم جائز ہے۔ مختارات النوازل، حلیہ وغیرہا۔ت)

(۴۲) سرخی۔ باریک کٹی ہوئی پکّی اینٹ۔وھو ^{عہ} مامر اٰنفا عن النوازل وغیرھا (یہ وہی ہے جس کا بیان ابھی نوازل وغیرہا کے حوالہ سے گزرا۔ت)

(۴۳) کنکری۔ پتھر کے ریزے کہ زمین پر ہوتے ہیں، عربی حصاة۔ نوازل محیط خانیہ خزانہ خجندی جوھرہ اگرچہ باریک ریزے ریگ میں ملے ہوئے لم یخرج ای من الصعید مایصعد علی وجھہا من دقاق الحصی [2] حلیہ (زمین کے اوپر جو چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہوتی ہیں وہ صعید سے خارج نہیں۔ حلیہ۔ت)

(۴۴) درزی کی بٹیا جس سے وہ کپڑے کو کوٹ کر سلائی دباتا ہے لوتیمّم بفھر الخیاط عندھما یجوز وعن ابی یوسف روایتان [3] خلاصة (اگر سنگِ خیاط سے تیمّم کیا تو امام اعظم وامام محمد کے نزدیک جائز ہے اور امام ابویوسف سے دو۲ روایتیں ہیں۔ خلاصہ۔ت)

اقول: یوھم ان لاخلف عن محمد مع ان الجواز ھی الروایة النادرة عنه و المشھورة کما فی الحلیة وغیرھا شرط التصاق جزء منه بالید وقال فی وجیزالکردری فھر الخیاط وھو حجر	**اقول:** اس عبارت سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں امام محمد سے کوئی روایتِ اختلاف نہیں، حالانکہ قول جواز یہ امام محمد سے ایک نادر روایت ہے اور روایتِ مشہورہ۔ جیسا کہ حلیہ وغیرہا میں ہے۔ یہ ہے کہ اس کے کسی جز کا ہاتھ سے چپکنا شرط ہے۔اور وجیز کردری میں فرمایا ہے

عـہ: وذلك لان التقیید به للمشی علی قول محمد من لزوم التزاق شیئ بالید ولایتأتی الافیما جعل کالدقیق۔۱۲منه غفرله(م)

وہ اس لئے کہ اس کی تقیید امام محمد کے قول پر مشی کی وجہ سے ہے کہ ہاتھ میں کچھ چپک جانا ضروری ہے اور یہ اسی میں ہوسکے گا جسے آٹے کی طرح پیس دیا گیا ہو۔۱۲منہ غفرلہ (ت)

[1] مختارات النوازل

[2] حلیہ

[3] خلاصۃ الفتاوٰی مایجوز بہ التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۶

یداس بہ الثیاب ان لم یصبغ یجوز عندھما بناء علی عدم الشتراط الالتصاق[1] اھ۔ **اقول:** والضمیر فی عندھما للشیخین رضی اللہ تعالٰی عنھما کما یفھم من سباقہ ویشھد لہ البناء المذکور فقد مشی علی روایۃ الجواز عن ابی یوسف ونسب المشھورۃ عن محمد الیہ خلافا لما فی الخلاصۃ۔	کہ "سنگِ خیاط یہ ایک پتھر ہوتا ہے جس سے کپڑے کو پیٹا جاتا ہے اگر رنگا ہوا نہ ہو، اس سے دونوں حضرات کے نزدیک تیمّم جائز ہے اس بنیاد پر کہ چپکنا شرط نہیں اھ (ت) **اقول:** دونوں حضرات سے مراد (عندھما کی ضمیر میں) شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں جیسا کہ ماسبق سے سمجھ میں آتا ہے اور جو بنیاد ذکر کی ہے وہ بھی اس پر شاہد ہے وہ امام ابو یوسف کی روایتِ جواز پر چلے ہیں اور امام محمد کی روایتِ مشہورہ ان کی طرف منسوب کی ہے اس کے برخلاف جو خلاصہ میں ہے۔(ت)

(۴۵) گچ۔ چُونے کا پتھر جسے پھونک کر چُونا بناتے ہیں کماسیأتی اصل، قدوری، ھدایۃ، ملتقی، وکثیر (جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اصل قدوری، ہدایہ، ملتقی اور کثیر۔ت)

(۴۶) گچ کی ہوئی دیوار، درمختار۔

(۴۷) کلسن چُونا ردالمحتار، جاز وعلیہ الفتوی نصاب حلیہ (جائز ہے اور اسی پر فتوٰی ہے۔ نصاب، حلیہ۔ت) اقول یعنی وہ کہ سنگِ گچ یا سنگِ مرمر کوئی پتھر پھونک کر بنا ہو۔

(۴۸)۔ پتھر کی راکھ اقول یعنی چونا کہ گزر گیا۔

(۴۹)۔ یا کھنگر کہ اس کا غیر اس سے سخت تر ہے۔

(۵۰) یا کوئی پتھر پھونک کر پیس لیا جائے۔

(۵۱) یا نرم پتھر پیس کر پھونکا جائے، یہ سب صورتیں پتھر کی راکھ ہیں اور سب سے تیمّم جائز **والمسألۃ مرت عن الحلیۃ وخزانۃ الفتاوٰی وجامع الرموز والدر وش وط علی الدر والمراقی** (اور یہ مسئلہ حلیہ، خزانۃ الفتاوٰی، جامع الرموز، درمختار، شامی، طحطاوی علی الدر اور مراقی الفلاح کے حوالہ سے گزر چکا۔ت)

[1] فتاوٰی بزازیۃ علٰی حاشیۃ الہندیۃ الخامس التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۷

(۵۲) نورہ بال اڑانے کا نسخہ ہڑتال چونا ملا ہوا۔اصل، قدوری، ھدایہ، ملتقی، کافی، تبیین، فتح، بحر، نھر، مسکین، مراقی، نوازل، خانیہ، خلاصہ، خزانہ، سراجیہ، منیہ، ھندیہ، ط۔**والنورۃ طلاء مرکب من اخلاط یزال بہ الشعر**[1] **نتائج شبیۃ** (نورہ چند خلطوں سے ملا ہوا ہے ایک طلا ہے جس سے بال اڑایا جاتا ہے۔ نتائج، شلبیہ۔ت)

اقول: ورُبما تطلق علی نفس الکلس کما فی التذکرۃ وغیرھا وھذا اولی الجدۃ الافادۃ ومر عن البرجندی مافھمہ عن زادالفقھاء ان التیمم بالنورۃ لایجوز لانہ مما یترمّد[2] **اقول**: ھی (۱) من رماد حجر لاانھا ترمد وقد علمت الجواب۔	**اقول**: نورہ کبھی خود کلس کو بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ تذکرہ وغیرہا میں ہے۔اور یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ اس لفظ سے ایک جدید فائدہ حاصل ہو۔اور برجندی کے حوالہ سے گزرا کہ انہوں نے زادالفقہا سے یہ سمجھا کہ نورہ سے تیمّم جائز نہیں اس لئے کہ یہ رماد ہوجاتا ہے اقول یہ پتھر کے رماد کا ہوا ہی ہے ایسا نہیں کہ یہ رماد بن جاتا ہے اور جواب پہلے بتادیا جا چکا ہے۔(ت)

(۵۳) یاقوت زمرد زبرجد فیروزہ۔ تبیین، فتح، حلیہ، بحر، نھر، ھندیہ، ازہری، ط۔زعم بعض النّاس ان الزمرد والزبرجد واحد (اور بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ زمرد اور زبرجد ایک ہی ہے۔ت)

اقول: ویردہ(۲) عدھم کلا علی حدۃ وقد قال فی التذکرۃ عند ذکر انواع الزمرد قیل ان منہ نوعا یسمی الصابونی یضرب الی البیاض وفولس یقول انہ من الزبرجد[3] اھ نعم فی الجامع عن ارسطو	**اقول**: اس خیال کی تردید اس سے ہوتی ہے کہ فقہاء نے ہر ایک کو الگ الگ شمار کیا ہے۔تذکرہ میں انواع زمرد کے ذکر میں کہا ہے: کہا گیا ہے کہ اس کی ایک نوع کو صابونی کہا جاتا ہے جو سپیدی مائل ہوتا ہے اور فولس کا کہنا ہے کہ یہ زبرجد ہی سے ہے اھ۔ہاں جامع میں ارسطو کے حوالہ سے ہے

[1] شلبیۃ مع التبیین باب التیمم مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۱/ ۳۸

[2] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷

[3] تذکرہ داؤد انطاکی حرف الزاء زمرد کے تحت مذکور ہے۔ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۸۰

الزمرد والزبرجد حجران یقع علیھما اسمان وھما عــہ فی الجنس واحد [1] اھ واتحاد	کہ زمرد اور زبرجد دو پتھر ہیں جن کے دونام ہیں اور ان دونوں کی جنس ایک ہے اھ جنس میں

عــہ: وعلیہ یحمل مافی التذکرۃ بلفظ وعن المعلم انہ والزمرد سواء [2] اھ نقلہ عنہ ای عن ارسطو فی التحفۃ والمخزن ان معدنھا واحد۔

اور اسی پر وہ محمول ہوگا جو تذکرہ کے اندر ان الفاظ میں ہے: اور معلم سے منقول ہے کہ یہ اور زمرد دونوں برابر ہیں اھ۔ اور اسے تحفہ اور مخزن میں اس سے ---- یعنی ارسطو سے ---- یہ نقل کیا ہے کہ "ان دنوں کا معدن ایک ہے"۔

اقول: ولایدل علی اتحاد ھما فرب شیئ یتکون فی معدن شیئ اٰخر الاتری انھما یتولدان فی معدن الذھب کما قال ارسطوا ما مافی التذکرہ قال ھرمس لافرق بینھما الاتلون الزبرجد [3] اھ فیحتمل التاویل اوھو قیل اما قول القاموس الزمرد الزبرجد معرب اھ فقد قال فی التاج قال التیفاشی فی کتاب الاحجار قال الفراء ان الزبرجد تعریب الزمرد ولیس کذلك بل الزبرجد نوع اٰخرمن الحجارۃ وقال ابن ساعد

اقول: یہ بات زبرجد وزمرد دونوں کے ایک ہونے پر دلالت نہیں کرتی، اس لئے کہ بہت ایسی چیزیں ہیں جو کسی دوسری چیز کے معدن میں بنتی ہیں۔ ان ہی دونوں کو دیکھ لیجئے کہ یہ سونے کے معدن میں پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ ارسطو نے کہا۔ رہا وہ جو تذکرہ میں ہے کہ "ہرمس نے کہا: ان دونوں میں سوا اس کے کوئی فرق نہیں کہ زبرجد متلوّن ہوتا ہے اھ" تو اس عبارت میں تاویل کی گنجائش ہے یا یہ ایک ضعیف قول ہے۔ اب قاموس کی عبارت دیکھئے کہ "زمرد: زبرجد اس کا معرب ہے اھ" اس پر تاج العروس میں لکھا ہے: تیفاشی نے کتاب الاحجار میں رقم کیا ہے کہ فراء نے کہا زبرجد، زمرد کی تعریب ہے۔ حالاں کہ ایسا نہیں، بلکہ زبرجد پتھر کی ایک دوسری نوع ہے۔ اور ابن ساعد (باقی برصفحہ آیندہ)

[1] جامع ابن بیطار

[2] تذکرۃ اولی الالباب زبرجد کے تحت مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۵

[3] تذکرۃ اولی الالباب زبرجد کے تحت مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۵

الجنس لایمنع اختلاف لایمنع اختلاف النوع والصنف کاللعل والیاقوت الرمانی والنیلم والبسراق۔	اتحاد، نوع یا صنف میں اختلاف سے مانع نہیں جیسے لعل ویاقوت رمانی اور نیلم وبسراق۔(ت)

(۵۷) بلخش یتیمّم البلخش قالہ الثمانیۃ المذکورون (بلخش سے تیمّم ہوسکتا ہے۔مذکورہ آٹھوں کتابوں میں اسے بیان کیا گیا ہے۔ت)

اقول: کتب لغت حتی کہ قاموس محیط میں اس لفظ کا پتا نہیں، نہ تاج العروس نے اس سے استدراک کیا نہ جامع ابن بیطار و تذکرہ انطاکی و تحفہ و مخزن میں اس کا ذکر عجب[1] کہ کتاب مُغرب میں بھی اس سے غفلت کی حالانکہ وہ فقہ حنفی کا لغت ہے اور یہ لفظ کتب فقہ حنفیّہ میں موجود پھر میں نے تاج العروس میں زیرِ لفظ بدخشان دیکھا کہ اس کی کان بدخشان میں بتائی،

اذ قال فی المستدرك بعد باذش بدخشان ویقال بذخش بلدہ فی اعلی طخارستان والعامۃ یسمونھا بلخشان فی جبالھا معادن البلخش واللازورد وحجر الفتیلۃ[1]۔	اس میں استدراک کے تحت لفظ باذش کے بعد یہ لکھا ہے: بدخشاں، اور بذخش بھی کہاجاتا ہے۔یہ طخارستان کے بالائی حصہ میں ایک شہر ہے اور عام لوگ اسے بلخشاں کہتے ہیں اس کے پہاڑون میں بلخش، لازورد اور حجر الفتیلہ کی کانیں ہیں۔(ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)
الانصاری قیل معدنہ قرب معدن الزمرد قال شیخنا وھذا نص فی المغایرۃ قال و فرق جماعۃ اُخرون بان الزمرد اشد خضرۃ من الزبرجد اھ واللہ تعالٰی اعلم بخلقہ یخلق مایشاء ویختار ۱۲منہ غفرلہ (م)

انصاری کہتے ہیں: کہا گیا کہ اس کا معدن زمرد کے معدن کے قریب ہوتا ہے۔ہمارے شیخ نے فرمایا: یہ اس بارے میں نص ہے کہ دونوں دو ۲ پتھر ہیں۔انہوں نے کہا: کچھ دوسرے حضرات نے دونوں میں یہ فرق بتایا ہے کہ زمرد، زبرجد سے زیادہ سبز ہوتا ہے اھ۔اور اللہ ہی اپنی مخلوق کو خوب جانتا ہے جو چاہتا ہے تخلیق فرماتا ہے اواختیار کرتا ہے۔۱۲منہ غفرلہ (ت)

[1] تاج العروس فصل الباء من باب الشین احیاء التراث العربی مصر ۴/ ۲۸۱

اس سے مظنون ہوتا ہے کہ لعل کو کہتے ہوں کہ نسبت بدخشان سے لعل ہی مشہور ہے مگر انوارالاسرار میں اس کا تذکرہ نظر آیا اس میں لکھا:

البلخش حجر بناحية المشرق في معادن الذهب لونه لون الياقوت الاحمر وهو اشف من الياقوت[1]۔	بلخش اطراف مشرق میں سونے کی کانوں میں ایک پتھر ہوتا ہے جو سرخ یاقوت کے رنگ کا اور یاقوت سے زیادہ شفاف ہوتا ہے۔(ت)

اس میں اتنی بات کہ سرخ رنگ ہے اور یاقوت سے زیادہ شفاف لعل پر صادق ہے مگر سونے کی کان مین پیدا ہو ناظاہراً اس کے خلاف ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۵۸) عقیق الثمانیة الاالتبیین خانیة خلاصة خزانة غنیة مراق (آٹھوں کتابیں سوائے تبیین کے، خانیہ، خلاصہ، خزانہ، غنیہ، مراقی۔ت)

(۵۹) مرجان یعنی مونگا علی مافی عامة الکتب ویأتی (جیسا کہ عامہ کتب میں ہے اور آگے بھی اس کا ذکر آئے گا۔ت)

(۶۰) سُرمہ اصل قدوری ہدایة ملتقی والعامة۔ **اقول:** مگر پسے ہوئے سے بے ضرورت صنع ہے اگر چہرے پر دھبّہ دے لانہ من المثلة کما یأتی فی الطین (اس لئے کہ یہ مُثلہ میں شمار ہے جیسا کہ مٹّی کے بارے میں آرہا ہے۔ت)

(۶۱) اِثمِد یعنی اصفہانی سرمہ سیاہ و سرخ ہوتا ہے، حدیث میں اس کی تعریف فرمائی۔ اصل، نوازل، خانیہ، خلاصہ، خزانہ۔

(۶۲) کبریت گندھک مرّ عن ثمانیة کتب (آٹھ کتابوں کے حوالہ سے ذکر ہوا۔ت)

(۶۳) زرنیخ ہڑتال مرّ عن ستّة وعشرین کتابا (چھبیس۲۶ کتابوں کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ت)

زرد تو کثیر الوجود ہے نیز (۶۴) سرخ، حلیہ، غنیہ۔

(۶۵) سپید۔ حلیہ۔

(۶۶) سیاہ۔ غنیہ۔

(۶۷) مردار سنگ معدنی ویأتی (اور آگے بھی ذکر آئے گا۔ت)

(۶۸) تُوتیا۔ نوازل، خزانہ **اقول:** یعنی معدنی پتھر اگر ملے نہ جست کہ سونے چاندی تانبے کی طرح

---

[1] انوارالاسرار

اجساد سبعہ میں کاایک ہے کما یأتی (جیسا کہ آرہا ہے۔ت) اگرچہ عہ تحفہ[1] ومخزن میں ناواقفانہ اسے معدنی توتیا کہا۔

عــــہ: فرہنگ خاتمہ مخزن میں ہے:

روئے توتیا شبہ است ومشہور بروح توتیاست چہ آں توتیائے غیر مصنوع ومعدنی ست چہ آں توتیائے غیر مصنوع ومعدنی ست۔	روئے توتیاجست کوکہتے ہیں اور روح توتیاکے نام سے مشہور ہے۔اس لئے کہ یہ غیر مصنوع اور معدنی توتیاہے۔ت)

تحفہ میں اتنااور ہے:

بخلاف سائراقسام توتیاکہ روئیدہ معدن نیستند۔	(بخلاف اور ساری اقسام توتیاکے کہ وہ معدن کی پیداشدہ نہیں۔ت)

اقول: یہ صحیح نہیں بلاکلہ صُفر کوکہ تانبے کی ایک قسم ہے فارسی میں رُو کہتے ہیں۔ تحفہ میں ہے: رُوئے اسم فارسی طالیقون ست (رُو،طالیقون کافارسی نام ہے۔ت) اسی میں ہے:

طالیقون بفارسی مس رست گویند وصفر عربی۔	طالیقون کوفارسی میں مس رست کہتے ہیں اور عربی میں صُفر۔(ت)

اس سے امتیاز کے لئے جست کوروئے توتیاکہتے ہیں کہ توتیائے مصنوع جست اور رانگ سے بھی بنتا ہے۔ مخزن میں ہے:

ہم چنیں از قلعی وشبہ یعنی روئے توتیاشنیدہ شدکہ بعمل آورند۔	اسی طرح سنایاگیاکہ قلعی اور شبہ یعنی روئے توتیاسے بھی بناتے ہیں۔(ت)

اسی میں ہے:

شبہ بفارسی روئے توتیاوبہندی جست۔	شبہ،فارسی میں روئے توتیااور ہندی میں جست۔(ت)

جست ایک کثیرالوجود چیز ہے اور توتیائے معدنی معدوم یانادرالوجود۔ جامع ابن بیطار میں ہے:

فی کثیر من الاحایین قد یحتاج الی التوتیا ولا توجد۔	بسااوقات توتیاکی ضرورت پڑتی ہے اور ملتی نہیں۔(ت) پھر وہ توتیائے معدنی کیسے ہوسکتا ہے؟ ب

پھر وہ توتیائے معدنی کیسے ہوسکتا ہے؟ بلکہ مخزن میں توسرے معدنی توتیاماناہی نہیں کہ انچہ بتحقیق پیوست آنست کہ غیر مصنوع نمی باشد (جوکچھ تحقیق میں آیا وہ یہ ہے کہ غیر مصنوع نہیں ہوتا۔ت) ۱۲منہ غفرلہ (م)

(۶۹) معدنی شیشہ

(۷۰) لاہوری نمک جسے سیندھا اور ملح اندرانی کہتے ہیں **ویأتیان ان شاء اللہ تعالٰی** (دونوں کا ذکر ان شاء اللہ تعالٰی پھر آئے گا۔ت) (۷۱) وہ نمک کہ مٹّی سے بنا ہو۔

اقول: دلت علیہ مسألۃ السبخۃ وجواز التیمّم بہا اذاکان ملحہا من تراب کما سیأتی اذلولم یجزبہ وھو علی وجہہا لم یجزبہا کمطلی بانک ومصبوغ بغیر الجنس۔	**اقول:** اس کی دلیل زمین شور اور اس سے جواز تیمّم کا مسئلہ ہے جب کہ اس کا نمک مٹی سے پیدا ہوا ہو جیسا کہ آگے آرہا ہے۔اس لئے کہ اگر اس نمک سے تیمّم جائز نہ ہوتا جبکہ یہ اس زمین کی سطح پر پڑا رہتا ہے تو اس زمین سے تیمّم جائز نہ ہوگا جیسے رانگ سے قلعی کئے ہوئے اور غیر جنس زمین سے رنگے ہوئے مٹی کے برتن سے تیمّم جائز نہیں۔(ت)

(۷۲) خاک جس میں اس سے کم راکھ ملی ہو۔**جوھرۃ فتح بحر وتقدم عن ثمانیۃ اُخر فی النکات** (جوہرہ، فتح، بحر اور مزید آٹھ کتابوں کے حوالہ سے نکات کے تحت اس کا بیان گزرچکا۔ت)

(۷۳) یونہی اگر آٹا مل گیا اور خاک زائد ہے جوھرہ۔

(۷۴) سونا کپڑا آدمی جانور جس چیز پر مٹّی یا ایسا غبار ہو کہ ہاتھ پھیرے سے انگلیوں کا نشان بن جائے۔فتح، بحر، در وکثیر **وفی التبیین یجوز بالنقع سواء کان الغبار علی ثوبہ او علی ظھر حیوان**[1] (اور تبیین میں ہے کہ غبار سے تیمّم جائز ہے چاہے وہ اس کے کپڑے پر ہو یا کسی جانور کی پشت پر ہو۔ت)

مزیدات (ایک سو سات ۱۰۷ چیزیں کہ مصنّف نے زائد کیں)

(۷۵) خاک شفا

(۷۶) مسجد کی دیوار

(۷۷) مسجد کا کچّا خواہ پکّا فرش

(۷۸) زمین جس پر شبنم پڑی ہے۔

(۷۹) سخت زمین جس پر مینہ برس کر پانی نکل گیا **وھما فی معنی ما یأتی من ارض رش علیھا الماء وبقی نداہ** (یہ دونوں اس زمین کے معنی میں ہیں جس پر پانی کا چھڑکاؤ ہوا اور تری باقی رہ گئی اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ت)

---

[1] تبیین الحقائق باب التیمم، مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۳۹/۱

(۸۰) گھڑا جس کے اندر پانی بھرا اوپر سے بھیگا ہوا۔

(۸۱) کھریا مٹّی

(۸۲) ملتانی مٹّی اور وہ پیلی مٹی کی غیر ہے جس کے بورے پیسے پیسے بکتے ہیں ان میں وہی فرق ہے جو گیرو اور سرخ مٹّی میں۔

(۸۳) گِلِ سر شوے سر دھونے کی مٹّی سفیدی مائل بزروی خوشبو ہوتی ہے گِلِ شیرازی و طین فارسی کہلاتی ہے۔

(۸۴) گِلِ خوردنی خالص سوندھی مٹّی خوشبو خوش ذائقہ جسے طین خراسانی کہتے ہیں۔ بعض حاملہ عورتیں اور پست طبیعت لوگ اسے کھاتے ہیں۔ طبّاً مضر اور شرعاً حرام[1] ہے مگر تیمّم جائز جبکہ دوائیں ملا کر اسے مغلوب نہ کردیا ہو خالص سے ہماری یہی مراد ہے۔

(۸۵) پنڈول

(۸۶) پھوڑی مٹی کہ چکنی کے مقابل ہے لس نہیں رکھتی جلد بکھر جاتی ہے۔

(۸۷) کاٹھیاوار میں سنکر کی مٹی کہ سونے کی مثلی ہوتی ہے۔

(۸۸) چولہے کی بھٹ

(۸۹) تنور کا پیٹ

(۹۰) دیوار کی لُونی

(۹۱) ندی کنارے کا گیلا ریتا

(۹۲) بالُو۔ بھاڑ کا ریتا

(۹۳) سراب کہ دُور سے پانی نظر آتا ہے۔

(۹۴) ریگ رواں کہ پانی کی طرح بہتا ہے۔

(۹۵) دیگچیوں کا تَلا جس پر پاک لیوا چڑھا ہے اگرچہ آنچ کھا چکا۔

(۹۶) درختوں کا تنہ جس پر اَپلے نے مٹی چڑھادی خشک ہونے پر تیمّم کیا جائے۔

(۹۷) سانپ کی بانبی۔

(۹۸) کنکر، مٹّی ہے کہ متحجر ہوجاتی ہے۔ معدنی چیزوں کی طرح زمین کے اندر سے نکلتا ہے۔

(۹۹) کھرنجا

(۱۰۰) پکّی سڑک جبکہ[2] نئے بنے ہوں ان پر لید، گوبر، پیشاب وغیرہ نجاست نہ پڑی یا پڑی اور زور کا مینہ برسا کہ پاک کرگیا یا دھو کر پاک کرلیے گئے۔

(۱۰۱) ریہ کہ ایک قسم کی نمکین خاک ہے۔

(۱۰۲) سچّی چینی کے برتن جبکہ ان پر غیر جنس کا روغن نہ ہو۔

(۱۰۳) گندھک کے برتن پیالے وغیرہ۔

(۱۰۴) مٹّی کے کھلونے جن پر غیر جنس کی رنگت نہ ہو۔

(۱۰۵) غلیل کے غُلّے اگرچہ ان میں روئی وغیرہ کا خلط ہو جبکہ مٹّی غالب ہو۔

(۱۰۶) پتھر کی بجری کہ قدرتی پتھر دال کے برابر ہے۔

(۱۰۷) سیمنٹ ایک پتھر ہے پھُنکا ہوا۔

(۱۰۸) ہرونجی دیواروں پر سرخ رنگ میں کام آتی ہے۔

(۱۰۹) سیل کھری اس س دیوار پر سفید چمکدار چکنی قلعی ہوتی ہے اگرچہ تھوڑا دودھ بھی ملاتے ہیں۔مگروہ قلیل ہے اور اعتبار غالب کا کما تقدم (جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ت)

(۱۱۰) گٹی کہ عمارت کے کام کا چونا ہے۔

(۱۱۱) کالا چونا یہ بھی کارِ عمارت میں آتا ہے اور کوئلہ مغلوب۔

(۱۱۲) گٹّا، پکّی اینٹ توڑ کر کالا چُونا اور گٹّی ملاتے ہیں۔

(۱۱۳) صندلہ گٹّی اور سرخی ملا کر۔

(۱۱۴) قلعی کا سفیدہ جس سے دیوار پر سفیدی ہوتی ہے معدنی پتھر ہے عربی اسفیداج الجصاصین۔

(۱۱۵) کہگل کی دیوار لان التبن قلیل مستھلک (اس لئے کہ اس میں بھُس تھوڑا اور فنا ہوتا ہے۔ت)

(۱۱۶) یونہی جس درو دیوار یا چھت پر صندلہ یا سیمنٹ ۱۱۷ پھرا ہو۔

(۱۱۸) جس درو دیوار پر بالوتَر ہو۔

(۱۱۹) جن پر بادامی[۱۲۰]، لاکھی[۱۲۱]، سرخ[۱۲۲]، سبز[۱۲۳]، زرد[۱۲۴]، دھانی[۱۲۵]، آسمانی[۱۲۶]، کتھی[۱۲۷]، زنگاری[۱۲۸]، خاکی[۱۲۹]، فاختی[۱۳۰]، پیازی[۱۳۱]، فیروزی رنگتیں ہوں کہ اگرچہ سرخ میں شنجرف، سبز میں مصنوع توتیا آم کی چھال بکائن کے پتّے، زرد میں کبھی ملتانی کے سواٹیسو کے پھول، دھانی میں کبھی سبز گل کے سوا وہی توتیا چھال، آسمانی میں کوئلہ، مصنوع لاجورد، کتھی میں ببول کی چھال، زنگاری میں سبز توتیا، خاکی میں کوئلہ، فاختی میں لاجورد و پیازی میں پیوڑی، فیروزی میں توتیا وغیرہ وغیرہ اشیائے غیر کی آمیزش ہے مگر بہر صورت اصل گٹی ہے اسی کا حصہ کثیر و غالب اور اُن کا خلط اس میں رنگت لانے کے لئے ہوتا ہے۔

(۱۳۲) پکّی قبر کہ وہاں ظنِ نجاست نہیں۔

(۱۳۳) سنگِ مرمر

(۱۳۴) سنگِ موسٰی

(۱۳۵) سنگِ سپید

(۱۳۶) سنگِ سرخ

(۱۳۷) چُوکا، گہرا سبز

(۱۳۸) سنگِ ستارہ سرخی مائل بہت چمکدار ذرّے ذرّے نمایاں۔

(۱۳۹) گوَدنتی سپید نیلگوں جھلکدار، اس کے نگینے بھی بنتے ہیں۔

(۱۴۰) حجرالیہودو (۱۴۱) مقناطیس، (۱۴۲) سنگِ سماق جس کے کھرل مشہور ہیں۔

(۱۴۳) سان، (۱۴۴) سلی، (۱۴۵) کرنڈ، (۱۴۶) کسولی، (۱۴۷) چقماق، (۱۴۸) ریل کا کوئلہ کہ پتھر ہے۔ (۱۴۹) سلیٹ، (۱۵۰) ترکستان کا وہ پتھر کہ لکڑی سا جلتا ہے۔

(۱۵۱) شام شریف کا وہ پتھر کہ آگ میں ڈالے سے لپٹ دیتا ہے۔

(۱۵۲) صِقلبّہ کا وہ پتھر کہ گرم پانی سے مشتعل ہوتا اور تیل سے بجھتا ہے۔

(۱۵۳) حجرالقتیلہ جس کی بتّی بنا کر جلاتے ہیں ان چاروں پتھروں کا بیان اوپر گزرا ہے۔

(۱۵۴) بلور معدنی پتھر ہے **ولاینافیہ مامر من ظن ارسطو انہ من انواع الزجاج المعدنی** (اور ارسطو کا خیال جو بیان ہوا کہ "وہ معدنی زجاج کے اقسام سے ہے" اس کے منافی نہیں۔ت)

(۱۵۵) سنگِ جراحت اور وہ [۱۵۶] لاجورد، [۱۵۷] زہر مہرہ، [۱۵۸] مہرہ مار کہ معدنی ہوں۔

(۱۵۹) دریائی توتیا کہ پتھر ہے امین الدولہ نوشتہ کہ توتیا بحری نیز باشد وآں سنگہائے سفید مستدیر شبیہ بسنگریزہ است، مخزن[1]

(امین الدولہ نے لکھا ہے کہ توتیا بحری بھی ہوتا ہے، یہ سفید، گول سنگریزہ کے مشابہ پتھر ہوتے ہیں۔ مخزن۔ت)

(۱۶۰) الماس یعنی ہیرا [۱۶۱] لعل [۱۶۲] نیلم

(۱۶۳) پکھراج

(۱۶۴) یشب

---

[1] مخزن الادویۃ فصل التاء مع الواو مطبوعہ نولکشور کانپور ص ۱۹۰

(۱۶۵) گئوسیدک چمکدر جواہر سے ہے زرد سرخی مائل نور تن عہ۱ میں داخل۔

(۱۶۶) سنگِ شجری، درخت کی اسی جھلک نظر آتی ہے۔ زیور میں جڑا جاتا ہے۔

(۱۶۷) سنگِ سنہرا مشابہ پکھراج مگر اس سے ہلکا۔ یہ بھی جڑائی میں کام آتا ہے۔

(۱۶۸) بُسّد کہ مستقل پتھر ہے یا بیخ مرجان۔ بہر حال قابل تیمّم ہے۔

(۱۶۹) دَہنج یعنی دَہنَہ فرِنْدی جسے لوگ دہن فرنگ بولتے ہیں۔

(۱۷۰) عینُ الہِر یعنی لہسنیا۔

(۱۷۱) جزع یعنی مہرہ یمانی۔

(۱۷۲) دانہ سلیمانی۔

(۱۷۳) سبز، (۱۷۴) خاکی، (۱۷۵) سنہری ہرتال۔

زرنیخ سات قسم ہوتی ہے چار قسمیں حلیہ وغنیہ سے گزریں تکمیل عہ۲ کے لئے ہم نے انہیں اضافہ کیا ورنہ اس طرح

عہ۱: اس میں آٹھ پتھر ہیں: یاقوت، پنّا یعنی زمرد، نیلم، پکھراج، لہسنیا، مونگا، ہیرا، گئوسیندک اور نواں موتی۔ ۱۲منہ غفرلہ (م)

عہ۲: شاید حلیہ وغنیہ نے ہرتال کی سبز قسم اس لئے ترک فرمائی کہ کمیاب ہے۔ تذکرہ میں ہے:

(زرنیخ) خمسۃ اصناف اصفر وھو اشرفھا واحمر یلیہ فی الشرف وابیج یسمی زرنیخ والنورۃ ودواء الشعر وھذا اوطی الانوع واخضر اقلھا وجودا ونفعا واسود اشدھا حدۃ واکثرھا کبریتیۃ [1] اھ۔

ہڑتال کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) زرد۔ یہ ساری قسموں سے بہتر ہوتی ہے۔ (۲) سرخ۔ عمدگی میں اسی کے قریب ہوتی ہے۔ (۳) سفید۔ اسے زرنیخ، نورہ اور بال کی دوا بھی کہاجاتا ہے اور یہ سب سے زیادہ پامال قسم ہے۔ (۴) سبز۔ یہ سب سے کم یاب اور کم نفع ہے۔ (۵) سیاہ۔ یہ حدّت میں سب سے شدید اور کبیریتیت میں سب سے زیادہ ہوتی ہے اھ (ت)

اقول: وماقال فی الاخضر فھو عکس المعھود فان المعھود ان عزیز النفع عزز الوجود واللہ تعالٰی اعلم۔

اقول: سبز قسم کے بارے میں جو بتایا یہ معہود کے برخلاف ہے اس لئے کہ معہود یہ ہے کہ جو چیز زیادہ نفع بخش ہوتی ہے وہ کم یاب ہوتی ہے اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

مشہور یہی پانچ قسمیں ہیں اور خاکی اور سنہری ابن البیطار نے کتاب الاحجار سے نقل کیں۔ (م)

---

[1] تذکرہ اولی الالباب حرف الزاء زرنیخ کے تحت مذکور ہے۔ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۸

اقسام گنی جائیں تو شمار بہت ہو مثلاً کبریت بھی زرد، سرخ، سیاہ، سفید، زرد مائل، سبزی مائل بکبودی، پچرنگی متعدد اقسام کی ہوتی ہے۔اور درزی کی بٹیا شمار فرمائی۔

(۱۷۶) توسِل (۱۷۷) بٹا

(۱۷۸) چکّی کے پاٹ (۱۷۹) تولنے کے باٹ کہ پتھر کے ہوں۔

(۱۸۰) کھرل کیوں نہ معدود ہوں۔

اقول: مگر یہاں ایک دقیقہ ہے جس کا ذکر کتب میں نظر سے نہ گزرا بعض[1] پتھر پیدائشی یا ان میں دانت پیدا کرنے سے ایک سمت میں ایسے کھدڑے ناہموار ہوتے ہیں کہ ان پر کفدست کی ضرب سے ہتھیلی کی پوری سطح پتھر سے مس نہ کرے گی اس صورت میں اگر اکثر کف کو مس نہ ہوا تیمّم صحیح نہ ہوگا لہذا اقبال وادبار جن کا ذکر حواشی میں گزرا یعنی ہاتھ جنسِ ارض پر ملنا آگے لے جانا پیچھے لانا کہ سنّت تھا یہاں فرض ہوگا کہ تمام کف یا کم از کم اکثر کو پتھر سے مس ہو جائے، یہی حکم کنکریاں ناہموار زمین وغیرہ میں ملحوظ رہنا لازم۔

ثم اقول: وہ حکم کہ ان شاء اللہ الکریم آگے آتا ہے کہ چہرہ وہر دو دست کو اکثر کف سے مسح کرنا ضرور ہے یہاں[2] اگر جنس ارض پر خود اکثر کف ہی کا مسح ہوا تو لازم ہوگا کہ یہ اکثر تمام وکمال یا اس کا اتنا حصہ جس پر اکثر صادق آئے چہرہ ہر دو دست سے مس کرے ورنہ اگر کف سے مسح کیا اور وہ اس حصے سے مل کر اکثر کف ہے جس نے جنسِ ارض سے مس نہ کیا تھا تو تیمّم نہ ہوگا۔

ثم اقول: وہ جو گزرا[3] کہ کف دست کے لیے جنس ارض پر ضرب ہی بس ہے انہیں دوبارہ مسح نہ کرے اس حالت میں ہے کہ پورے کف دست کا جنس ارض سے مس ہو گیا ہو ورنہ اگر اکثر کا مس ہوا اور اسی اکثر سے چہرہ دہر دو دست کو مسح کیا تو یہ مسح اُن کے لیے کافی سہی خود کفدست کے جو بعض حصے باقی رہ گئے استیعاب نہ ہوا تیمّم نہ ہوا لہذا اس صورت میں لازم ہے کہ ہتھیلیوں پر بھی ہاتھ پیرے۔

وھذا کلہ وان لم ارہ صحیح واضح ان شاء اللہ تعالٰی فاحفظ تحفظ واللہ تعالٰی اعلم۔	یہ سب اگرچہ میری نظر سے نہ گزرا مگر ان شاء اللہ تعالٰی صحیح وواضح ہے تو اسے یاد رکھو محفوظ رہو گے اور خدائے تعالٰی خوب جاننے والا ہے۔(ت)

(۱۸۱) ابرک[عہ] بھی حسبِ[4] تصریح اہل فن پتھر ہے تو ضرور کہ اس سے بھی تیمّم جائز ہو۔انوار الاسرار میں ہے:

عــہ: یہ لفظ اردو میں یونہی کاف سے ہے فقیر کی رائے میں ممکن کہ اصل ابرق قاف سے ہو براقت سے ماخوذ یعنی نہایت چمکدار جس طرح فارسی میں ابلق کو ابلک کہتے ہیں۔۱۲منہ غفرلہ (م)

حجر الطلق حجر براق مؤلف من ورقات[1] الخ (ابرک کا پتھر ایک چمکدار پتھر ہوتا ہے جو چند ورقوں سے ملاہوا ہوتا ہے۔ت) جامع ابن بیطار میں محمد بن عبدون سے ہے :

(طلق) حجر براق یتحلل اذادق الی طاقات صغار دقاق[2]۔	طلق (برک) ایک بہت چمکدار پتھر ہوتا ہے جب اسے کُوٹا جاتا ہے توچھوٹی چھوٹی باریک تہوں میں تحلیل ہو جاتا ہے۔(ت)

اسی میں دیسقوریدوس سے ہے:

الطلق حجریکون بقبرس شبیه بالشب الیمانی یتنشظی وتتفسخ شظایاه فسخا ویلقی ذلك الفسخ فی النار ویلتهب ویخرج وهو متقد الا انه لایتحرق[3]۔	طلق، قبرس میں شب یمانی کے مشابہ ایک پتھر ہوتا ہے جو تہوں میں چاک ہو جاتا ہے اور اس کی تہیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں اس ٹکڑے کو آگ میں ڈالا جاتا ہے اور بھڑک اٹھتا ہے اور روشن ہو کر نکلتا ہے مگر وہ جلتا نہیں ہے۔(ت)

تذکرہ انطاکی میں ہے :

هوزئبق خالطه اجزاء ارضیة وتغلب علیه الیبس فتلبد طبقات انعقدت بالبرد[4]۔	وہ پارہ ہے جس سے زمینی اجزاء مل گئے ہیں اور اس پر خشکی غالب کرکے ایسی تہوں میں جمادیا ہے جو ٹھنڈک کی وجہ سے بندھ گئی ہیں۔(ت)

مخزن میں ہے:

ماہیت آں جسمے معدنی ست متکون از زیبق خالص وکبریت قلیلے غالب براں ارضیت ویبس۔ گفتہ اند دوصفت مے باشد یکے صفائحی ورق ورق میگردد دوم مانند سنگ جص[5]۔	اس کی ماہیت ایک معدنی جسم ہے۔خالص پارہ اور تھوڑی کبریت سے بنتا ہے اس پر ارضیت اور خشکی غالب ہوتی ہے۔کہاگیا ہے کہ وہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک صفائحی جو ورق ورق ہو جاتا ہے دوسری قسم گچ کے پتھر کی طرح ہوتی ہے۔(ت)

---

[1] انوارالاسرار

[2] جامع ابن بیطار

[3] جامع ابن بیطار

[4] تذکرہ داؤد انطاکی حرف الطاء مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۳۳

[5] مخزن الادویہ فصل الطاء مع اللام مطبوعہ نولکشور کانپور ص ۴۰۹

بلکہ سنگ گچ اسی کی ایک قسم ہے۔ جامع میں زکریا رازی کی کتاب علل المعادن سے ہے:

الطلق جنسان جنس یکون متصفحا یتکون من حجارۃ الجص ویکون فی جزیرۃ قبرس[1]۔	ابرک کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ کہ چوڑی چوڑی ہوتی ہے جو گچ کے پتھروں سے بنتی ہے، اور جزیرہ قبرس میں پیدا ہوتا ہے۔ (ت)

اسی میں غافقی سے ہے:

ھذا الجنس ھو الجبسین وھو الطلق الاندلسی[2]۔	اسی قسم کا نام جبسین ہے اور یہی اندلسی ابرک ہے۔ (ت)

اسی میں اسحٰق بن عمران سے ہے:

الجبسین ھو الجص والجص ھو الجبسین وھو حجر رخو براق ابیض واحمر وممترج بینھما وھو من الابدان الحجریۃ الارضیہ[3]۔	جبسین گچ ہی ہے اور گچ یہی جبسین ہے اور یہ نرم، خوب چمکدار، سفید، سرخ اور دونوں کی آمیزش رکھنے والا ایک پتھر ہوتا ہے اور یہ سنگی زمینی اجسام سے ہے۔ (ت)

بلکہ انطاکی نے کہا گچ حقیقۃً کچّی ابرک ہے، تذکرہ میں ہے:

(جبسین) ھو الجص وھو فی الحقیقۃ طلق لم ینضج وقیل انہ زئبق غلبتہ الاجزاء الترابیۃ فتحجر[4]۔	جبسین وہی گچ ہے اور یہ حقیقت میں وہ ابرک ہے جو ابھی پکّی نہ ہو اور کہا گیا یہ پارہ ہے جس پر زمینی اجزا کا غلبہ ہوا تو پتھر بن گیا۔ (ت)

اور گچ سے جواز تیمّم عامہ کتب متون وشروح وفتاوٰی میں منصوص اور خود محرر مذہب نے اس پر نص فرمایا تو ابرک سے بھی جواز لازم۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مقام سوم: وہ بعض اشیاء جن سے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک تیمّم صحیح نہیں۔ ظاہر ہے کہ اشیائے معدودہ کہ جنس ارض ہیں ان کے سوا دنیا کی تمام چیزیں ہمارے ائمہ کے اجماع سے ناقابل تیمّم ہیں تو ان کا شمار نامقدور مگر ہم یہاں بدستور ان کا ذکر کریں جن پر کتب میں نص اس وقت پیش نظر۔ عام ازیں کہ اُن میں کوئی محلِ خفا ہو یا نہ ہو جیسے علما نے نص فرمایا ہے کہ گھاس لکڑی مہندی برف سے تیمّم باطل ہے اس پر بعض عوام کہیں گے علما نے ایسی چیزیں کیوں گنائیں ان سے تیمّم نہ ہوسکنا ہر شخص جانتا ہے یہ اُن کی غلط فہمی ہے ہر شخص اگر جانتا بھی ہے تو یوں ہی کہ علمائے کرام افادہ فرماگئے ورنہ کیا اپنے گھر سے جان لیتا اقول بلکہ

---

[1] جامع ابن بیطار

[2] جامع ابن بیطار

[3] جامع ابن بیطار

[4] تذکرہ داؤد انطاکی، حرف الجیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱/۱۰۳

یہ اب تمہارے لیے ظاہر ہیں ورنہ ان میں وہ خفا ہے کہ بعض ائمہ مجتہدین پر اُن کا ناقابل ہو نا ظاہر نہ ہوا مقدمہ عشماویہ اور اس کی شرح الاحمد بن ترکی المالکی میں ہے :

(فرائضه اربعة) رابعها (الصعید الطاھر وھو کل ماصعد علی وجه الارض) ای من جنسها من ثلج اوخضخاص اومعدن غیر نقدوجوھر الا ان لایجد غیرھما[1]۔	تیمّم کے فرائض چار ہیں۔ چوتھا فرض، پاک صعید۔ اور یہ ہر وہ چیز ہے جو روئے زمین پر چڑھی ہوئی ہے۔ یعنی جنس زمین سے ہو جیسے برف یا خضخاص یا نقد (سونے چاندی) اور موتی کے علاوہ کوئی دھات مگر یہ کہ ان دونوں کے سوا کچھ نہ ملے۔ (ت)

حاشیہ یوسف سفطی مالکی میں ہے:

قوله من ثلج ومثله الماء الجامد والجلید وکذا یتیمّم علی الملح ولوکان مصنوعا من حلفاء اومن اراك والمعتمد انه یجوز التیمّم علی الخشب وعلی الزرع وعلی الحشیش بشروط ثلثة اذا لم یجد غیر ذلك وضاق الوقت ولم یمکن قلعه فمن کان علی شجرة او مرکب ولم یمکن قلعه فمن کان علی شجرة او مرکب ولم یجد ماء ولا ترابا یتیمّم علی الخشب ھذا ھو المعتمد[2]۔	ان کی عبارت "من ثلج"۔ برف، اس کے مثل جما ہوا پانی اور پالا بھی ہے۔ اسی طرح نمک پر بھی تیمّم کرسکتا ہے اگرچہ حلفاء یا اراک سے بنا ہوا ہو اور معتمد یہ ہے کہ لکڑی پر، کھیتی پر اور گھاس پر تین شرطوں سے تیمّم جائز ہے: (۱) جب دوسری چیز نہ ملے۔ (۲) اور وقت تنگ ہو۔ (۳) اور اسے اکھاڑنا ممکن نہ ہو تو جو شخص کسی درخت یا سواری پر ہو اور اسے نہ پانی ملے نہ مٹّی تو وہ لکڑی پر تیمّم کرلے گا۔ یہی معتمد ہے۔ (ت)

پھر مزیدات لکھیں اور ان میں غالبًا محلِ خفا و شبہ وافادہ تازہ کالحاظ رکھیں۔ **وباللہ التوفیق۔**

منصوصات: (۱) جما ہوا پانی۔ جیسے کُل کا برف اگرچہ سل کی سل ہو۔ تبیین، فتح، بحر، مجمع الانھر، ہندیہ۔ (۲) کپڑا (۳) نمدا۔ خانیہ۔ (۴) درخت تحفہ بدائع ایضاح ھندیہ فتح حلیہ بحر۔ (۵) گھاس اربعۃ اول والحلیۃ (پہلی چاروں کتابیں (تحفہ، بدائع، ایضاح، ہندیہ) اور حلیہ۔ ت) (۶) لکڑی بدائع حلیہ ھندیہ (۷) کھورا سراجیہ (۸) نباتات (۹) میوے غنیہ

---

[1] مقدمہ عشماویہ شرح احمد بن کمال ترکی المالکی

[2] حاشیہ یوسف سفطی

(۱۰) مہندی ظہیریہ خزانہ خزانۃالفتاوی حلیہ (۱۱) وسمہ الاولان (پہلی دونوں کتابیں یعنی ظہیریہ اور خزانہ۔ت) (۱۲) گیہوں محیط جواھر اخلاطی منیہ کافی خلاصہ ظہیریہ خزانہ (۱۳) جَو الاولان والخلاصۃ (پہلی تینوں (محیط، جواہر اخلاطی) اور خلاصہ۔ت) (۱۴) ہر قسم کاغلّہ **الثلثۃ الاول** (پہلی تینوں (محیط، جواہر اخلاطی، منیہ)۔ت) (۱۵) آٹا **الثلثۃ الاخیرۃ خزانۃ الفتاوی حلیہ جوھرہ بحر** (آخری تینوں (خلاصہ، ظہیریہ، خزانہ) خزانۃالفتاوی، حلیہ، جوہرہ، بحر، ت) (۱۶) سَتُّو خزانۃالفتاوی حلیہ ظہیریہ خزانہ (۱۷) جملہ اقسام طعام منیہ (۱۸) سونا (۱۹) چاندی ویأتیان (اور آگے بھی ان دونوں کابیان آئے گا۔ت) (۲۰) لوہا **خانیہ ظھیریہ خزانہ کافی منیہ تحفہ بدائع زاد الفقھا جلابی برجندی خزانۃ الفتاوٰی جامع الرموز حلیہ ایضاح ھندیہ۔**

(۲۱) رانگ (۲۲) سیسا [عہ] **الخمسۃ الاول خلاصہ سراجیہ اخلاطی مسکین** (پہلی پانچوں (خانیہ، ظہیریہ، خزانہ، کافی، منیہ) خلاصہ، سراجیہ، اخلاطی، مسکین۔ت)

عــہ: ذکروا الرصاص (۱) وقال فی الانوار الرصاص ھو الاسرب وفی التذکرۃ الاسرب ھو المراد اذا اطلق ھذاالاسم والقلعی یخص باسم القصدیر [1] **اھ وھو مدلول کلام جالینوس المنقول فی رصاص من الجامع وعکس فی التحفۃ والمخزن فقالا**
از مطلق اومراد قلعی ست ورصاص ابیض نامند وبفارسی ارزیز [2] اھ۔ زادالمخزن وبہندیرانگاواز مقید باسود اسرب کہ بہندی

فقہا نے "رصاص" ذکر کیا ہے۔انوار میں لکھا ہے: رصاص یہ اسرب ہے۔اور تذکرہ میں ہے: تو اسرب ہی مراد ہوگا جب یہ نام بولا جائے اور قصدیر کے نام کے ساتھ قلعی مخصوص ہے اھ۔اور یہی جالینوس کے کلام کا بھی مدلول ہے جو جامع میں "رصاص" کے تحت منقول ہے۔اور تحفہ و مخزن میں اس کے برعکس بتایا۔دونوں میں یوں لکھا ہے: مطلق سے مراد قلعی ہے اور اسے رصاص ابیض کہتے ہیں اور فارسی میں ارزیز کہتے ہیں اھ۔ مخزن میں مزید یہ بھی ہے: اور ہندی میں رانگا کہتے ہیں اور اسود سے مقید ہو تو (بقیہ برصفحہ آیندہ)

[1] تذکرۃاولی الالباب تحت لفظ رصاص مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۶۷
[2] تحفۃالمؤمنین علی ہامش مخزن الادویۃ تحت لفظ رصاص نولکشور کانپور ص ۳۰۳

(۲۳) تانبا بدائع خانیہ ظہیریہ خلاصہ خزانہ غنیہ ہندیہ حلیہ۔

(۲۴) صفر کہ عـہ۱ معدنی زرد تانبا پیتل کے مشابہ ہے آنچ سے سیاہ نہیں پڑتا السبعۃ الاول تحفہ ایضاح معادن فتح بحر تنویر اس سے یہی سات جسم منطبع بالنار مراد ہیں جن کو اجساد (۱) سبعہ یا منطرقات، ہفت فلزات، سات دھات کہتے ہیں۔

ان میں چھ۶ یہی کہ گزرے صُفر تانبے ہی میں داخل ہے اور ساتوں شبہہ معدنی جسے خار صینی اور روح توتیا یا رُوئے توتیا کہتے ہیں یعنی عـہ۲ (۲۵) جست، (۲۶) موتی خانیہ خلاصہ ظہیریہ خزانہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سیسانامند[1] اھ وجعله الغافقی شاملا لهما فقال كما فی الجامع هو ضربان الاسود وهو الاسرب والاٰنك ولاخر الرصاص القلعی وهو القصدیر [2] اھ و بهٰذا جزم فی القاموس واقره فی التاج العروس فلذا حملنا علیه كلام العلماء ۱۲ منه غفرله (م)

عـہ۱: فی التذکرۃ (صفر) النحاس[3] اھ و فی القاموس من النحاس[4] اھ وفی التاج وقیل ماصفر منه ورجحه شیخنا لمناسبة التسمیة [5] اھ وماقلته مذكور فی التحفة و المخزن فی طالیقون۔ اقول وهو الاقرب وكلام القاموس لاینافیه ۱۲ منه غفرله (م)

عـہ۲: فی المخزن تحت طالیقون

اجساد سبعہ طلا نقرہ مس آہن سرب قلعی

اسرب مراد ہوتا ہے جسے ہندی میں سیسا کہتے ہیں اھ۔ اور غافقی نے لفظ رصاص میں دونوں (رانگا اور سیسا) کو شامل قرار دیا۔ لکھا ہے جیسا کہ جامع میں ہے اس کی دو قسمیں ہیں: سیاہ یہ اسرب اور آنک (رانگ اور سیسا) ہے، دوسری قسم رصاص قلعی، یہ قصدیر ہے اھ۔ اسی پر قاموس میں جزم کیا اور تاج العروس میں بھی اسے برقرار رکھا۔ اسی لیے ہم نے علما کے کلام کو اسی پر محمول کیا ۱۲ منہ۔ غفرلہ (ت)

تذکرہ میں ہے صُفر: نحاس (تانبا) اھ۔ قاموس میں ہے: من النحاس اھ (تانبے کی ایک قسم ہے)۔ تاج العروس میں ہے: اور کہا گیا صفر تانبے کی وہ قسم ہے جو زرد ہو۔ اسی کو ہمارے شیخ نے مناسبت تسمیہ کے باعث ترجیح دی ہے اھ۔ اور میں نے جو لکھا وہ تحفہ اور مخزن میں طالیقون کے تحت مذکور ہے۔ اقول اور یہی اقرب ہے اور قاموس کی عبارت اس کے منافی نہیں۔ ۱۲ منہ غفرلہ (ت) مخزن میں طالیقون کے تحت ہے۔ ساتوں اجسام سونا، چاندی، تانبا، لوہا، سیسا، رانگ، (بقیہ برصفحہ آیندہ)

[1] مخزن الادویۃ رصاص کے تحت ص ۳۰۹

[2] تاج العروس ۴/ ۳۹۷

[3] تذکرۃ اولی الالباب ۱/ ۲۲۴

[4] القاموس ۲/ ۷۳

[5] تاج العروس ۳/ ۳۳۷

فتح خزانۃ الفتاوی جامع الرموز۔ اگرچہ (۲۷) غبارے سے پسے ہوئے ہوں محیط سرخسی بدائع مجمع الانہر دُر خادمی ھندیہ۔

اقول: ومافی الشلبیۃ عن الدرایۃ لایجوز باللؤلؤ المدقوق فلیس بتقیید بل تنصیص بالاخفی لان ماکان من اجزاء الارض یجیزہ محمد ان کان مدقوقا	اقول: شلبیہ میں درایہ کے حوالہ سے لکھا ہے: لایجوز باللؤلؤ المدقوق (پسے ہوئے موتی سے تیمّم جائز نہیں) اس عبارت میں "پسے ہوئے" کالفظ تقیید کے طور پر نہیں (جس سے یہ سمجھا جائے کہ پسا ہوا نہ ہو تو اس سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) روح توتیااھ و فی فھرست روئے توتیا شبہ و مشہور بروح توتیااھ وقال فی شبہ بفارسی روئے توتیا وبہندی جست۔آب دران سرد میگردد واوانی خالص آن شکنندہ می باشد اھ۔ وفی التحفۃ خاصیت اوست کہ ہرگاہ آب رادر ظرف دہن تنگے ازان کردہ در ظرف دہن بازے قدرے شورہ ریختہ ظرف آب را دران حرکت معتدل دہند آب رابغایت سردے کند ومعمول اہل ہنداست اھ۔ وفی التذکرۃ (شبۃ) بالتانیث تطلق علی المعدن والمعروف الاٰن بروح التوتیاویسمی الخارصینی اھ اقول وقولہ بالتانیث خطأ ففی القاموس من باب الھاء الشبہ والشبھان محرکتین الحاس لاصفر ویکسر ۱۲منہ غفرلہ (م)	روح توتیااھ اور اس کی فہرست میں ہے روئے توتیا شبہ ہے اور روح توتیا سے مشہور ہے اھ۔اور شبہ کے تحت لکھا ہے: فارسی میں روئے توتیا اور ہندی میں جست۔ پانی اس میں سرد ہوجاتا ہے اور خالص جست کا برتن ٹوٹنے والا ہوتا ہے اھ۔ اور تحفہ میں ہے: اس کی خاصیت یہ ہے کہ جست کا ایک برتن تنگ منہ والا لے کر اس میں پانی رکھیں اور ایک کشادہ منہ والا برتن لے کر اس میں تھوڑا شورہ ڈالیں پھر پانی والا برتن اس میں رکھ کر معتدل حرکت دیں پانی انتہائی سرد ہوجائے گا یہ طریقہ اہل ہند کے یہاں رائج ہے اھ۔ تذکرہ میں شبۃ بالتانیث اس مشہور دھات کو کہتے ہیں جواب روح توتیا سے مشہور ہے اور اسے خارصینی بھی کہا جاتا ہے اھ۔اقول صاحب تذکرہ کا اسے تائے تانیث کے ساتھ بتانا خطا ہے اس لیے کہ قاموس کے باب الہاء میں یہ درج ہے: شبہ وشبھان۔ دونوں لفظ (ش وب پر) حرکت کے ساتھ۔ زرد تانبا اور اس پر کسرہ بھی استعمال ہوتا ہے اھ۔ ۱۲منہ غفرلہ۔(ت)

والالافافادان ھذاالایفیدہ الدق لما قال بعدہ لانہ یتولد من الحیوان ولیس من اجزاء الارض[1]۔	تیمّم ہوسکتاہے) بلکہ یہ اخفی کی تنصیص وتوضیح کے لئے ہے۔اس لیے کہ جنس زمین کی چیز پسی ہوئی ہو توامام محمد اس سے تیمّم جائز کہتے ہیں ورنہ نہیں۔اس لیے (موتی کے ساتھ "پسے ہوئے"کالفظ بڑھاکر) یہ افادہ فرمایا کہ موتی کو پیسنا بھی کار آمد نہیں بناسکتا۔کیونکہ اس کے بعد فرمایا ہے اس لیے کہ وہ حیوان سے پیداہوتاہے اور اجزائے زمین سے نہیں ہے۔(ت)

(۲۸) مرجان فتح منح دُر خادمی۔یعنی چھوٹے موتی کہ ان کو بھی مرجان کہتے ہیں مقدسی ش۔(۲۹) سانبھر (۳۰) ہر نمک کہ پانی سے بناہو ویائتی (آگے بھی بیان آئے گا۔) (۳۱) مشک (۳۲) عنبر (۳۳) کافور ظھیریہ خزانہ ہندیہ خزانۃالفتاوی حلیہ (۳۴) زعفران (۳۵) سُک کہ ایک قسم خوشبو ہے الاولان (پہلی دونوں۔ظہیریہ، خزانہ۔ت) (۳۶) زاج۔کسیس(۱) پھٹکڑی عـہ کے سوا اور جنس ہے کسیس کہ زرد ہےاور (۳۷) ہیراکسیس سبزاور سیاہ[۳۸] کسیس کے اسی کے اقسام ہیں۔

(۳۹) مردار سنگ مصنوع الاخیران وجامع الرموز (آخری دونوں۔خزانۃالفتاوی، حلیہ (ت) وجامع الرموز) (۴۰) پارادرایہ شلبیہ۔(۴۱) مصنوع شیشہ کہ ریتے میں دوسری چیز ملاکر بناتے ہیں جیسے سجی محیط تبیین فتح بحر مجمع الانھر ش۔تقدم کلھا (ان سب کاذکر پہلے آچکاہے۔ت) (۴۲) راکھ یعنی لکڑی وغیرہ غیر جنس ارض کی جس کی تحقیق گزری۔(۴۳) نمک زار زمین جس کانمک پانی سے بناہو۔**وستأتی الثلثۃ ان شاء عزوجل** (ان تینوں کاذکر آگے بھی آئے گا اگر خدائے عزیز وجلیل نے چاہا۔ت) (۴۴) نمک زار جس کانمک مٹّی سے ہو مگراس کے پانی میں ڈوبی ہوئی ہے **ذکر الاسبیجابی فی شرحہ**

عـہ:اور جس[۲] نے پھٹکڑی کوزاج سمجھا جیساکہ تحفہ ومخزن میں خود اپنے بیانوں کے خلاف لکھایوں ہی زکریارازی کا کلام اُس میں مضطرب ہےاس نے غلطی کی جس کی تفصیل انوارالاسرار میں ہے۔(م)

---

[1] حاشیہ شلبیۃ مع التبیین باب التیمم مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۱/ ۳۹

یجوز التیمّم بالسبخة[1] منیة بناء علی الغالب وھو عدم الغرق بالنز[2] غنیہ (اسبیجابی نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے: نمک زار سے تیمّم جائز ہے۔منیہ۔اس بنیاد پر کہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ زمین سے پھوٹنے والی تری سے مٹّی ڈوب نہیں جاتی۔غنیہ۔ت)

(۴۵) ظروف گلی کا وہ رخ جس پر رانگ وغیرہ غیر جنس کی قلعی ہے۔(۴۶) جس پر غیر جنس کی رنگت ہے۔(۴۷) روغنی ظروف وقد تقدمت (ان سب کاذکر گزر چکا ہے۔ت) (۴۸) وہ ٹھیکری جس میں دوائیں ڈال کر پکائی ہوں وسیأتی ان شاء اللہ مفصلا (اس کابیان ان شاء اللہ تعالٰی آگے تفصیل سے آئے گا۔ت) (۴۹) مٹّی جس میں راکھ اور (۵۰) جس میں آٹا برابر یازائد ملے ہوں جوھرہ نیّرہ۔(۵۱) کیچڑ جس پر پانی غالب ہو۔(۵۲) ناپاک زمین اگرچہ خشک ہونے سے اثر نجاست زائل ہو کر نماز کے لیے پاک مانی گئی ہو۔(۵۳) غبار کہ ناپاک زمین سے اٹھا۔(۵۴) غبار کہ ترچیز ناپاک پر گرا اگرچہ پھر خشک ہوگیا۔(۵۵) غبار کہ خشک چیز ناپاک پر گرا اور اس کو تری پہنچی۔(۵۶) درزی کی بٹیا رنگین۔(۵۷) قبرستان کی مٹّی جہاں نجاست کا ظن ہو وقد تقدم کلھا فی المقابلات (ان سب کابیان مقابلات میں گزر چکا ہے۔ت)

مزیدات (۵۸) زمین یاپہاڑ جس پر دوب اُگی ہے۔(۵۹) جس پر برف جما ہوا ہو۔(۶۰) جس کا برف پگھل کر بہہ رہا ہے۔(۶۱) جس پر مینہ برس رہا ہے۔(۶۲) جس پر مینہ برس کر کھل گیا مگر پانی جاری ہے۔(۶۳) پکّافرش یادیوار جس پر کاہی جمی ہے۔(۶۴) باورچی خانہ کی دیوار کی لجھی پھری ہے۔(۶۵) وہ زمین جس پر کسم کی لجھی پھری ہے۔(۶۶) مٹّی کا چراغ جس پر کانٹھ چڑھی ہے۔

---

[1] منیۃ المصلی فصل فی التیمم مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۵۶

[2] غنیۃ المستملی فصل فی التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۸

(٦٧) گِلِ حکمت کہ مرکب نسخہ ہے عہ اور غیر جنس ارض کا حصہ زیادہ ہے۔(٦٨) رام پور چینی کہ مٹّی پر مسالا ہے، ہاں جس طرف چینی نہ چڑھی ہو اس طرف رواہے۔(٦٩) تام چینی کہ ٹین اور مسالا ہے۔(٧٠) وہ سجّی چینی یا(٧١) مٹّی کے کھلونے جن پر غیر جنس کا روغن ہے۔(٧٢) وہ نورہ اور (٧٣) گلِ خوردنی اور (٧٤) غلیل کے غُلّے جن میں غیر جنس مقدار میں کم نہیں۔(٧٥) پارے کا کٹورا(٧٦) پارے کا کشتہ(٧٧) سونے، چاندی، رانگ کسی دھات کا کشتہ(٧٨) شبہ مصنوع یعنی پیتل۔یہ معدنی نہیں تانبا اور جسُت ملاکر بناتے ہیں اسے صُفر سمجھنا غلط ہے۔(٧٩) گانسا۔ہفت جوش ساتوں دھات کا مجموعہ۔(٨٠) بھرت،(٨١) نکل،(٨٢) جرمن سلور،(٨٣) لکڑی وغیرہکسی غیر جنسِ ارض کا کوئلہ،(٨٤) شورہ، (٨٥) نوشادر،(٨٦) سُہاگا،(٨٧) پھٹکڑی(٨٨) زاج اخضیر ہندی یعنی نیلا تھوتھا(٨٩) بورہ ارمنی(٩٠) کہربا جس کی تسبیح ہوتی ہے یہ پتھر نہیں گوند ہے تذکرۃ ابن سینا۔

صمغ کالسندروس الغافقی رطوبۃ تقطر من ورق الدوم نقلھما ابن البیطار الظاھر انہ صمغ الجوز اوصمغ شجرۃ غیرہ انوار الاسرار۔	سُندروس کی طرح ایک گوند ہے۔غافقی گوکھل کے پتّوں سے ٹپکنے والی ایک رطوبت ہے۔ان دونوں کو ابن بیطار نے نقل کیا۔ظاہر یہ ہے کہ وہ اخروٹ کا گوند ہے یا اس کے علاوہ کسی اور درخت کا گوند ہے۔انوار الاسرار۔(ت)

عـہ: صنعتہ(ا)طین خالص جزء فحم مسحوق شعر مقصوص، ملح مکلس، خطمی، خبث الحدید، کلس، قشر البیض، من کل نصف جزء الخ من التذکرۃ قال وقد تنقص ھذہ الاجزاء وقد تغیر اوزانھا ولایزید علی ماذکرنا فلیتحفظ بہ اھ۱۲منہ غفرلہ(م)

اس کا نسخہ یہ ہے: خالص مٹّی، پسا ہوا کوئلہ، تراشا ہوا بال، چونا دار نمک، خطمی، لوہے کا میل، سفید چُونا، انڈے کا چھلکا، سب سے نصف حصّہ الخ__ازتذکرہ__اس میں لکھا ہے کہ یہ اجزا کبھی کم بھی کردئے جاتے ہیں اور کبھی ان کے وزنوں میں تبدیلی بھی کردی جاتی ہے مگر جتنے ہم نے ذکر کیے ان سے زیادہ نہیں ہوتے تو اسے محفوظ رکھنا چاہیے اھ۔۱۲منہ غفرلہ (ت)

(۹۱) سفیدہ کاشغری کہ قلعی کاسپیدہ ہے یعنی رانگ اور جَست سے بنتا اور دکھتی آنکھ میں بھراجاتاہے۔(۹۲) کاجل کہ پاراجاتاہے۔(۹۳) طباشیر بانس کی رطوبت ہے کہ جم جاتی ہے۔(۹۴) سیندور رانگ اور سفیدہ سے بنتاہے۔(۹۵) شنجرف مصری(۹۶) شنجرف شامی (۹۷) شنجرف مہوسان سب مصنوع چیزیں ہیں پارے اور گندھک سے مختلف ترکیبوں پر بناتے ہیں ہر ترکیب میں پارا غالب ہے۔(۹۸) شنجرف ہندی اس میں دونوں مساوی بتائے جاتے ہیں بہرحال جنسِ ارض سے نہیں۔(۹۹) شنجرف رمانی یہ سیماب ومس سوختہ سے بنتی ہے اس کے دونوں جز غیر جنس ہیں۔ان کے نسخے انوارالاسرار و جامع ابن بیطار وتذکرہ و تحفہ و مخزن وغیرہامیں ہیں اور معدنی کبریت احمر کی طرح عنقا **قالہ فی التذکرۃ** (اسے تذکرہ میں بیان کیاگیاہے۔ت) (۱۰۰) رہی شنجرف رومی جس میں پارا بارہ[12] جز، گندھک آٹھ ہرتال پانچ ہے اس میں اگرچہ جنس ارض غالب ہے مگر باہم طبخ سے امتزاج شدید ہوکر سخت محلِ نظر ہے جس کا بیان مقام چہارو ذکرِ خلط میں آتاہے اِن شاء اللہ تعالٰی لہٰذا اس کا بھی ممنوعات ہی میں شمار رکھا **واللہ تعالٰی اعلم باحکامہ** (اور اللہ تعالٰی اپنے احکام کو خوب جاننے والا ہے۔ت) (۱۰۱) لوبان، (۱۰۲) اگر (۱۰۳) مولی کانمک (۱۰۴) سجی کہ ایک گھاس کا کھار ہے۔(۱۰۵) لیموں کاسَتْ، (۱۰۶) نباتات کے اُڑائے ہوئے جوہر (۱۰۷) جلا کر نکالے ہوئے نمک۔(۱۰۸) کانچ (۱۰۹) سیپ (۱۱۰) گھونگھا (۱۱۱) سنکھ (۱۱۲) خرمہرہ (۱۱۳) سیپ کاچونا اور[1] اس کا کھانا بھی حرام وہ لاجورد[14] وتوتیا[15] ومہرہ[16] مار کہ مصنوع ہوں اور اکثر مصنوع ہی ملتے ہیں۔(۱۱۷) سنکھیا مشہور زہر یہ بھی پتھر نہیں **عدہ فی التذکرۃ من المولدات التی لم تکمل صورھا** (تذکرہ کے اندر اسے ان مولدات سے شمار کیا ہے جن کی صورتیں ناتمام رہ گئی ہیں۔ت) بعض نے کہا چاندی کادھواں ہے **قالہ فی المخزن وغیرہ** (اسے مخزن وغیرہ میں بیان کیاہے۔ت) (۱۱۸) وہ پتھر کہ پہاڑی بکری[19]، بند، ساہی[20] کے سروجوف میں بنتے ہیں۔(۱۲۱) سنگِ ماہی پتھر چٹے کے سر میں کہ ایک مچھلی ہے۔(۱۲۲) گئورد ہن گائے کے بدن میں۔(۱۲۳) مارمہرہ سانپ کے سَر میں جسے مَنْ کہتے ہیں۔

(۱۲۴) سنگ قمر جبال مغرب میں چٹانوں پر اس گر کر جم جاتی ہے تیرہ رنگ جب چودھویں کا چاند چمکتا ہے تو سفید برّاق ہو جاتی ہے اس پر بھی تیمّم جائز نہیں اور (۱۲۵) جس چٹان پر وہ جمی ہوئی ہو اس پر بھی نہیں۔(۱۲۶) سنگِ گردہ (۱۲۷) سنگِ مثانہ یہ دونوں آدمی کے بدن میں بنتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔(۱۲۸) سنگِ بصری(ا) پتھر نہیں بلکہ سیسہ کا دھواں ہے۔(۱۲۹) سنگ راسخ جلا ہوا تانبا۔(۱۳۰) سنگِ سَبُوُیہ، یہ ایک قسم کے بیج ہیں سختی کے سبب سنگ کہلاتے ہیں۔

یہ تین سوگیارہ[۳] چیزوں کا بیان ہے **۱۸۱** سے تیمّم جائز جن میں **۷۴** منصوص اور **۱۰۷** از یادات فقیر او **۱۳۰** سے ناجائز جن میں **۵۸** منصوص اور **۷۲** زیاداتِ فقیر ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا بلکہ زیادات در کنار اتنے منصوصات کا استخراج بھی سہل نہ ہوسکے گا۔

وللہ الحمد اولا واٰخرا*وبہ التوفیق باطنا وظاھرا*وصلی اللہ تعالٰی وسلم علٰی حبیبہ واٰلہ وصحبہ متوافرا متکاثرا*اٰمین*	اور ساری خوبیاں اوّلًا وآخرًا خدا ہی کے لیے ہیں اور اسی سے باطنًا وظاہرًا توفیق ارزانی بھی ہے۔ خدائے تعالٰی کا کثیر ووافر درود وسلام ہو اس کے حبیب، ان کی آل اور ان کے اصحاب پر۔ الٰہی قبول فرما۔(ت)

مقام چہارم: (بعض اختلافی چیزوں کی بحث) ذکر بعض اخلاقیات مع ترجیحات وتوفیقات تتمیما للافادات (تاکہ افادات کی تکمیل ہو جائے۔ت)

ارض نَدِیّہ یعنی تر زمین۔ بدائع[۱]۔ خانیہ[۲]۔ خلاصہ[۳]، بزازیہ[۴]، خزانۃ[۵] المفتین، ولوالجیہ[۶]، درایہ[۷]، شلبیہ[۷]، جوہرہ[۹]، منیہ[۱۰]، ہندیہ[۱۱] میں اس سے جواز کی تصریح ہے وذکرہ ابن الشلبی عن الکاکی عن الولوالجی عن الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے ابن شلبی نے کاکی سے، انہوں نے ولوالجی سے، انہوں نے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا ہے۔ت)

اقول: وانما خصہ بالذکر لتصویرہ بما اذالم یتعلق بیدہ شیئ فیأتی فیہ خلاف الامام الثالث ایضا کالثانی رضی اللہ تعالٰی عنھم جمیعا ووقع فی شرح النقایۃ للبرجندی	**اقول:** اور خاص طور سے اسی کو اس لیے ذکر کیا ہے کہ اس کی صورت یہ فرض کی ہے کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ چپکے۔ اس صورت میں امام ثانی (ابو یوسف) کی طرح امام ثالث (محمد) کا بھی اختلاف ہوگا رضی اللہ تعالٰی عنہم جمیعا۔ اور برجندی نے شرح نقایہ میں یہ لکھ دیا ہے کہ

یجوز بالارض الندیۃ من غیرطین وھذا عندابی حنیفۃ وعندھما لایجوز[1] ھ۔	"بغیر کیچڑ والی تر زمین سے تیمّم جائز ہے۔یہ حکم امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے،اور صاحبین کے نزدیک ناجائز ہے"اھ۔(ت)
اقول اولًا(۱): بنی علی الضعیف من عدم الجواز بالطین ویأتی۔	**اقول اولًا** : یہ قول ضعیف۔کیچڑ سے عدمِ جوازِ تیمّم پر۔مبنی ہے۔
وثانیًا :لاوجہ (۲) بخلاف محمد مطلقًا فقد قال ملک العلماء فی البدائع لوتیمّم بہ اجزأہ عند ابی حنیفۃ و محمد لان الطین من اجزاء الارض ومافیہ من الماء مستھلک عـہ وھو یلتزق بالیدفان خاف ذھاب الوقت تیمّم و صلی عندھما وعلی قیاس قول ابی یوسف یصلی بغیر تیمّم بالایماء ثمّ یعید اذا قدر علی الماء اوالتراب کالمحبوس (۳) فی المخرج اذالم یجد ماء ولاتراب نظیفا[2] اھ۔نعم عنہ روایۃ اخری قال فی الحلیۃ بعد نقل مافی البدائع ماذکرہ عن محمد من جواز التیمّم بالطین	**ثانیًا** :اس مسئلہ میں امام محمد کااختلاف مطلقًا ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ملک العلماء نے بدائع میں یہ تحریر فرمایا ہے: "اگر کیچڑ سے تیمّم کرلیاتوامام ابوحنیفہ وامام محمد کے نزدیک کافی ہوگا اس لیے کہ کیچڑ اجزائے زمین میں سے ہے۔اور اس میں جو پانی ہے مٹّی میں فنا شدہ ہے اور وہ ہاتھ سے چپکتی ہے۔تواگر وقت نکلنے کااندیشہ ہوطرفین کے نزدیک کیچڑ سے تیمّم کرکے نماز اداکرلے اور امام ابویوسف کے قیاس پر یہ حکم ہوگا کہ بغیر تیمّم کے اشارہ سے نماز کی صورت اداکرلے پھر جب پانی یامٹّی پر قدرت پائے تواعادہ کرلے۔جیسے اس شخص کاحکم ہے جوبیت الخلاء میں قید کر دیاگیاہو اور اسے نہ پانی دستیاب ہونہ صاف مٹّی"۔اھ۔ہاں امام محمد سے ایک اور روایت بھی آئی ہے۔حلیہ میں بدائع کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے"کیچڑ سے جواز تیمّم کاحکم جوامام محمد سے نقل کیاہے وہ ان سے

عـہ: ای الطین اضافہ تتمیما للشریطۃ علی قول محمد ۱۲ منہ غفرلہ

(م) یعنی کیچڑ__ہاتھ سے چپکنے کی بات امام محمد کے قول پر شرط کی تکمیل کے لیے بڑھائی ہے۔۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[1] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبع نولکشور بالسرور ۱/۴۷

[2] بدائع الصنائع بیان مایجوزبہ التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۴

احدی الروایتین عنه کما ھو ظاھر الخلاصة وقد صرح فی النھایة بان فی احد الروایتین عن محمد لایجوز التیمم بالطین[1] اھ۔

اقول: عبارة الخلاصة عن نص الامام محمد نفسه فی المبسوط ھکذا و فی الاصل قال ابوحنیفة ومحمد یجوز التیمم بجمیع ماکان من جنس الارض ومن اجزائھا نحو التراب والرمل والنورة (وعداشیاء الی ان قال) وقال ابویوسف لایجوز الابالتراب ثم عندنا لافرق فی الحجر علیه غبار اولم یکن مغسولا اوغیر مغسول مدقوقا اوغیر مدقوق وقال محمد ان کان الحجر مدقوقا اوعلیه غبارجاز التیمّم والافلا۔وان تیمّم بارض قدرش علیھا الماء وبقی علیھا ندوة جاز ولوکان فی طین طاھر لایتیمّم بل یلطخ بعض ثیابه اوجسدہ ویترکه حتی یجف ثم یتیمّم به ومع ھذا الوتیمم بالطین فھو علی الخلاف وقال الکرخی یجوز التیمّم بالطین ولوتیمّم بالحجر الاملس اوالمغسول یجوز عندابی حنیفة وعند ابی یوسف

نقل شدہ ایک روایت ہے جیسا کہ خلاصہ کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور نہایہ میں تو اس بات کی صراحت موجود ہے کہ امام محمد سے ایک روایت یہ آئی ہے کہ کیچڑ سے تیمّم جائز نہیں۔اھ۔(ت)

اقول: خلاصہ میں خود امام محمد کی کتاب مبسوط کے حوالہ سے یہ عبارت پیش کی ہے۔"اصل میں ہے: ابوحنیفہ و محمد کہتے ہیں تیمّم ہر اس چیز سے جائز ہے جو زمین کی جنس اور اس کے اجزا سے ہو جیسے مٹی، ریت، چُونا (اور بھی کچھ چیزیں شمار کرائیں یہاں تک کہ فرمایا) اور ابویوسف کہتے ہیں: مٹّی کے علاوہ کسی چیز سے جائز نہیں۔ پھر ہمارے نزدیک پتھر میں اس کی کوئی تفریق نہیں کہ اس پر گرد ہے یا نہیں، دھلا ہوا ہے یا نہیں، پِسا ہوا ہے یا نہیں، اور امام محمد کہتے ہیں: اگر پتھر پِسا ہوا ہو یا اس پر گرد ہو تو تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر کسی ایسی زمین سے تیمّم کیا جس پر پانی چھڑکا گیا تھا اور اس پر ابھی تری باقی ہے تو یہ تیمّم جائز ہے اور اگر پاک کیچڑ میں ہو تو" تیمّم نہ کرے" بلکہ اپنے کسی کپڑے یا جسم کو اس سے آلودہ کرکے خشک ہونے تک چھوڑدے پھر اس سے تیمّم کرے۔ اس کے باوجود اگر کیچڑ سے تیمّم کر ہی لیا تو اس میں اختلاف ہے۔ اور امام کرخی فرماتے ہیں: کیچڑ سے تیمّم جائز ہے۔ اور اگر صاف، چِکنے یا دُھلے ہوئے پتھر سے تیمّم کرلیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور امام ابویوسف کے

---
[1] حلیہ

لایجوز وعن محمد روایتان فی روایة یجوز ان کان علیه غبار وفی روایة یجوز مطلقًا وبالاٰجر یجوز عند ابی حنیفة وعن محمد روایتان وقول ابی یوسف متردّد و الخزف الجدید علی الاختلاف الا اذا استعمل فیه شیئ من الادویة فحینئذ لایجوز ولوتیمّم بارض نزّت علی الاختلاف الذی ذکرنا فی الخزف وعلی ھذا الخلاف التیمّم بالطین[1] اھ۔

فقد ذکرنص محمد فی ظاھر الروایة جواز التیمّم بکل ماکان من جنس الارض واجزائھا وانه مع الامام فیه وان الخلاف لابی یوسف ثم اشار بمسألة الحجر المدقوق ان محمد ایشترط الالتزاق بالید ثمّ احال التیمّم بالطین علی الخلاف المذکور فنص علی الجوازعند الطرفین لانه من جنس الارض واجزائھا قطعا ولاشك انه یلتزق بالید فکان کلامه

نزدیک جائز نہیں اور امام محمد سے دو ۲روایتیں ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ اگراس پر غبار ہوتو جائز ہے اور دوسری روات میں یہ ہے کہ مطلقًا جائز ہے۔اور پکّی اینٹ سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک تیمّم جائز ہے۔امام محمد سے دو ۲روایتیں ہیں۔اور امام ابویوسف کاقول متردّد ہے۔نئے خزف (مٹّی کے پکے ہوئے برتن وغیرہ) میں بھی اختلاف ہے مگر جب اس میں کوئی دوا استعمال کی گئی ہو تو اس وقت اس سے تیمّم جائز نہیں۔اگر کسی ایسی زمین سے تیمّم کیا جس میں پانی کی تری ابلتی ہے تو اس میں بھی وہی اختلاف ہے جوخزف سے متعلق ذکرہوا۔اور کیچڑ سے تیمّم میں بھی یہی اختلاف ہے۔"اھ۔(ت)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ خلاصہ میں امام محمد کی ظاہر الروایۃ کی عبارت ذکرفرمائی ہے کہ ہراس چیز سے تیمّم جائز ہے جو زمین کی جنس اور اس کے اجزا سے ہو اور یہ کہ اس مسئلہ میں امام محمد،امام اعظم کے ساتھ ہیں اختلاف امام ابویوسف کا ہے۔پھر پسے ہوئے پتھر کامسئلہ بیان کرکے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ امام محمد کے نزدیک ہاتھ سے لگنا،چپکنا شرط ہے۔پھر کیچڑ سے تیمّم کے بارے میں اسی ذکر شدہ اختلاف کا حوالہ دے کر یہ صراحت فراہم کردی کہ طرفین کے نزدیک جائز ہے اس لیے کہ یہ یقینا زمین کی جنس اور اس کے اجزا سے ہے اور ہاتھ سے اس کے چپکنے،لگنے میں بھی کوئی شک نہیں۔توان کاکلام ٹھیک ویسے ہی ہوا

[1] خلاصۃ الفتاوٰی جنس آخر مایجوز بہ التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۵ تا ۳۶

ککلام ملك العلماء سواء بسواء۔

ثم افاد بمسألتی الحجر المغسول والاٰجران محمدا فی روایۃ عنه یوافق الامام فی عدم اشتراط التزاق شیئ بالید ثم احال مسألۃ الخزف علی الاختلاف والظاھران المراد به الاختلاف المذکور فی الاٰجرلذکرہ عقیبه ولاشتراك العلۃ فیھما انه لاینفصل منھما شیئ یلتزق بالیدفا فادان عن محمد فی الخزف روایتین فی روایۃ یجوز مطلقًا وفاقًا للامام الاعظم وفی اخری لا الا اذا کان مدقوقًا اوعلیه غبارکما ذکرفی الحجر وھی الروایۃ المشھورۃ عنه ثم انه احال مسألتی الارض الندیۃ والطین علی الاختلاف المذکور فی الخزف فقد یؤخذ منه ان عنه فیھما ایضاً روایتین ھذا معنی قول الحلیۃ کما ھو ظاھر الخلاصۃ۔

اقول: لکن الروایتین انما ھما الجواز مطلقًا والجواز بشرط الالتزاق(۱) اما عدم الجواز بالطین مطلقًا فی روایۃ عن محمد کما ذکر عن النہایۃ فلیس ظاھر الخلاصۃ ولامتوھما منھا ثمّ لا (۲) شك

جیسے ملک العلماء کا کلام ہے۔

پھر دھلے ہوئے پتھر اور پکّی اینٹ کے مسئلوں سے یہ افادہ فرمایا کہ امام محمد اپنی ایک روایت میں امام اعظم کے موافق ہیں کہ ہاتھ سے کچھ چپکنا شرط نہیں۔ پھر خزف کے مسئلہ میں بھی اختلاف کا حوالہ دیا اور ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد وہی اختلاف ہے جو پکّی اینٹ کے بارے میں ذکر ہوا کیونکہ اسی کے بعد اسے ذکر کیا ہے اور اس لئے بھی کہ دونوں میں یہ علّت مشترک ہے کہ دونوں ہی سے کوئی ایسی چیز الگ نہیں ہوتی جو ہاتھ سے چپک جائے۔ اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ خزف میں بھی امام محمد سے دو۲ روایتیں ہیں ایک روایت میں مطلقًا جائز ہے جیسا کہ امام اعظم کا مذہب ہے اور دوسری روایت میں جائز نہیں مگر اسی وقت جب کہ خزف پسا ہوا ہو یا اس پر غبار ہو جیسا کہ پتھر سے متعلق ذکر کیا اور یہی ان کی مشہور روایت ہے۔ پھر انہوں نے تری والی زمین کے مسئلوں میں بھی اسی اختلاف کا حوالہ دیا جو خزف میں ذکر ہوا اس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ امام محمد سے ان دونوں کے بارے میں بھی دو۲ روایتیں ہیں ــــ حلیہ کی عبارت "کما ھوظاھر الخلاصۃ" (جیسا کہ خلاصہ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے) کا یہ مطلب ہوا (جو عبارت خلاصہ کی تفصیل کرکے ہم نے واضح کیا)۔(ت)

اقول: لیکن یہ دو روایتیں کیا ہیں؟ یہی کہ مطلقًا جواز ہے یا چپکنے کی شرط کے ساتھ جواز ہے مگر یہ کہ امام محمد سے کسی روایت میں کیچڑ سے مطلقًا عدمِ جواز منقول ہے جیسا کہ حلیہ نے نہایہ کے حوالہ سے ذکر کیا یہ بات نہ تو خلاصہ کے ظاہر سے مستفاد ہوتی ہے نہ ہی اس کا اس سے وہم ہوتا ہے۔ پھر یہ امر یقینی ہے

ان الطین یلتزق منه شیئ بالید کما افادہ ملك العلماء فتتفق الروایتان علی الجواز ولایبقی محل لاستدراکه علی البدائع بالخلاصة لعدم دلالتها علی روایة اخرٰی ولا(۱) بالنهایة اذلاملتفت الی النوادر مع الظواهر وانما کان قصاراہ ان یقول ماذکرہ عن محمد هو مذهبه ویروی عنه خلافه علی مافی النهایة اذا عرفت هذا وقد استقرعرش التحقیق علی ان الروایات الظاهرة عن محمد متفقة علی جواز التیمّم بالطین فقول(۲) البرجندی عندهما لایجوز لیس کما ینبغی۔هذا ثم قال فی الحلیة تیمم بارض قدرش علیها الماء وبقی لهاندوة جازکذا فی الفتاوی الخانیة وغیرها وفی خزانة الفتاوی لوتیمم بالثرٰی ان کان الی الجاف اقرب جاز وان کان الی البلل اقرب لایجوز[1] اھ

اقول: نفس البلل لایمنع التیمم کما علمت من تظافر المعتمدات علیه فکیف مایقرب منه فیجب

کہ کیچڑ سے ہاتھ میں کچھ ضرور چپکتا ہے جیسا کہ ملک العلماء نے افادہ فرمایا تو دونوں ہی روایتیں (کیچڑ سے تیمّم کے) جواز پر متفق ثابت ہوئیں۔اور خلاصہ کے حوالہ سے بدائع پر استدراک کی کوئی گنجائش نہ رہی۔اس لیے کہ عبارت خلاصہ کی اور روایت کا کوئی پتا نہیں دیتی۔اسی طرح نہایہ کے حوالہ سے بھی استدراک کا موقع نہیں اس لیے کاظاہر روایۃ کے ہوتے ہوئے نوادر قابلِ التفات نہیں۔صاحب حلیہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے تھے کہ "ملک العماء نے امام محمد سے جو نقل کیا وہ امام محمد کامذہب ہے اور ان سے اس کے خلاف بھی ایک روایت آئی ہے جیسا کہ نہایہ میں ہے"جب یہ بات معلوم ہوگئی اور عرش تحقیق اس پر مستقر ہوا کہ امام محمد سے نقل شدہ ظاہر روایات کیچڑ سے جواز تیمّم پر متفق ہیں تو برجندی کا یہ لکھنا کہ "صاحبین کے نزدیک ناجائز ہے" مناسب نہیں (یعنی امام ابویوسف کی طرح اسے امام محمد کا بھی مذہب قرار دے دینا درست نہیں ۱۲م الف) یہ ذہن نشین رہے۔پھر حلیہ میں یہ لکھا ہے: "ایسی زمین سے تیمم جائز ہے جس پر پانی چھڑکا گیا تھا اور نمی رہ گئی ہے۔فتاوٰی خانیہ وغیرہا میں ایسا ہی ہے۔اور خزانۃ الفتاوٰی میں ہے کہ: نمناک مٹّی سے تیمّم کیا تو وہ اگر خشک ہونے سے زیادہ قریب ہو تو جائز ہے اور اگر تر ہونے سے زیادہ قریب ہو تو ناجائز ہے اھ۔(ت)

اقول: خود تری تیمّم سے مانع نہیں، جیسا کہ اس پر کتب معتمدہ کے باہمی اتفاق سے ناظر پر عیاں ہوچکا ہے تو جو مٹّی تری سے قریب ہو وہ کیونکر تیمّم سے مانع ہوگی؟

[1] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبع نولکشور بالسرور ۱/ ۴۷

حمل الجواز فیه علی معنی الحل ای ان کان اقرب ال البلل بحیث یلطخ الوجه لایحل لما فیه من المثلة کما سیأتی۔	لہٰذا ضروری ہے کہ عبارت بالا میں لفظ جواز کو حلّت کے معنی پر محمول کیاجائے۔یعنی مٹّی اگرتری سے زیادہ قریب ہواس طرح کہ چہرے کوآلودہ کردے تو(تیمّم میں اس کااستعمال) حلال نہیں کیوں کہ اس میں مثلہ (صورت بگاڑنا) لازم آئے گا۔ جیساکہ اس کابیان آرہاہے۔(ت)

طین یعنی کیچڑ: ا۔بدائع، ۲۔خلاصہ، ۳۔بزازیہ، ۴۔ایضاح کرمانی،۵۔معراج الدرایہ،٦۔شلبیہ،۷۔سراجیہ، ۸۔والواجیہ، ۹۔ مبتغی،۱۰۔بحر،۱۱۔نہر،۱۲۔ہندیہ میں جواز تیمّم کی تصریح ہے۔

وقدمرت عبارات البدائع والخلاصة ومثل الخلاصة فی البزازیة وعن البدائع نقل فی الهندیة ولفظ ابن الشلبی عن الکاکی عن الکرمانی ماذکر فی الاصل انه یلطخ الثوب بالطین ویتیمّم بعد الجفاف اذاکان فی طین ردغة هوقوله اما عند ابی حنیفة یجوز التیمّم بالطین الرطب اذالم یعلق منه شیئ [1] اھ۔ **اقول:** ای وان لم یعلق منه شیئ کما سیأتی فی عبارة الامام الاجل الکرخی فیکون تصریحا بالخفی لاجل خلاف محمد لیدل علی الظاهر بالاولی والجواز بمعنی الحل فیتلق بما اذالم یعلق حذرا عن المثلة وفی السراجیة لوتیمّم بالطین یجوزاھ۔[2] وزعم البرجندی ان فی	بدائع اور خلاصہ کی عبارتیں گزرچکیں،خلاصہ ہی کے مثل بزازیہ میں بھی ہےاور بدائع سے ہندیہ میں نقل کیاہے۔اور ابن الشلبی کے الفاظ کاکی پھر کرمانی سے روایت کرتے ہوئے وہی ہیں جواصل (مبسوط) میں ذکرہوئے کہ آدمی کپڑے پر کیچڑ لگالے اور خشک ہوجانے کے بعد اس سے تیمّم کرے جب سخت کیچڑ والی زمین میں ہو۔یہ امام محمد کاقول ہے۔لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک ترکیچڑ سے تیمّم جائز ہے جب اس میں سے کچھ بدن پر نہ چپکے اھ۔(ت) **اقول:** مراد یہ ہے کہ اگرچہ اس میں سے کچھ بدن پرنہ چپکے جیسا کہ عن قریب امام اجل کرخی کی عبارت میں آرہاہے تویہ امام محمد کے خلاف کی وجہ سے خفی بات کی صراحت کردیتاہے تاکہ ظاہر بات پربدرجہ اولٰی دلالت ہو__ یاجواز بمعنی حلّت ہے تونہ چپکنے والی صورت سے اس کاتعلق مثلہ سے بچنے کے لیے ہوگا۔سراجیہ میں ہے: "اگرکیچڑ سے تیمّم کیاتوجائز

[1] حاشیۃالشلبیۃ مع التبیین باب التیمم مطبوعہ امیریہ بولاق مصر ۳۹/۱
[2] فتاوٰی سراجیۃ باب التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنوص ۷

الخلاصة لایجوزالتیمّم بالطین بل یلطخ بعض ثیابہ الخ[1]۔	ہے اھ۔اور جندی نے یہ کہہ دیا کہ خلاصہ میں ہے: کیچڑ سے تیمّم "جائز نہیں" بلکہ اسے اپنے کسی کپڑے میں لگالے گا الخ۔(ت)
اقول: قدمنا نص الخلاصة ولیس فیہ لایجوز بل لایتیمّم وقد قال متصلابہ ومع ھذالو تیمّم بالطین فھو علی الخلاف ای یجوز عند الطرفین خلافا لابی یوسف وقال فی اواخر الکلام وعلی ھذا الخلاف التیمّم بالطین[2] فمن العجب نسبة عدم الجواز الیہ۔	**اقول:** خلاصہ کی عبارت ہم پیش کرآئے ہیں اس میں لایجوز (ناجائز) نہیں بلکہ لایتیمّم (تیمّم نہ کرے) ہے۔اور اس سے متصلًا ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "اس کے باوجود اگر کیچڑ سے تیمّم کرہی لیا تو اس میں اختلاف ہے" یعنی برخلاف امام ابویوسف کے ــــ طرفین کے نزدیک جائز ہے ــــ اور اواخر کلام میں یہ بھی لکھا ہے اور اسی اختلاف پر کیچڑ سے تیمّم بھی ہے ــــ تو خلاصہ کی طرف عدم جواز کی بات منسوب کرنا بڑا عجیب ہے۔(ت)

یوں ہی خانیہ ۱۳ وخلاصہ میں امام کرخی ۱۴ اور خانیہ میں امام شمس الائمہ ۱۵ حلوانی سے اس کا جواب نقل کیا مگر امام خجندی عدمِ جواز کے قائل ہیں، جوہرہ نیّرہ میں ہے:

لولم یجد الا الطین یلطخ بہ طرف ثوبہ اوغیرہ حتی یجف ثم یتیمم بہ وان لم یمکنہ قال فی ان لم یمکنہ قال فی الججندی عـہ لایصلی مالم یجد الماء	اگر کیچڑ کے علاوہ کچھ نہ ملے تو اسے اپنے کپڑے کے کنارے یا کسی اور چیز پر کیچڑ لگالے تاکہ وہ خشک ہوجائے پھر اس سے تیمّم کرے اور اگر یہ اس کے لیے ممکن نہ ہو تو خجندی میں کہا ہے: جب تک پانی یا خشک مٹّی

عـہ:مشایخنا قالواھذاقول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی فان عندہ لایجوز التیمّم الابالتراب والرمل اما عند ابی حنیفة فالتیمّم بالطین جائز لانہ من اجزاء الارض[3] اھ منحة الخالق عن الرملی عن الولوالجیة۔۱۲منہ غفرلہ (م)	ہمارے مشائخ نے فرمایا یہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا قول ہے کیونکہ ان کے نزدیک مٹّی یا ریت کے علاوہ کسی چیز سے تیمّم جائز نہیں لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو کیچڑ سے تیمّم جائز ہے اس لیے کہ وہ زمین ہی کے اجزا سے ہے اھ منحۃ الخالق از رملی از ولوالجیہ ۱۲منہ غفرلہ۔(ت)

---

1 شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷
2 خلاصۃ الفتاوٰی مایجوزبہ التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۶
3 منحۃ الخالق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۸

اوالتراب الیابس وفی الکرخی بالطین الرطب وان لم یعلق بیدیہ والصحیح جواز التیمّم بالطین عند ابی حنیفۃ وزفر [164]۔	نہ ملے نماز نہ پڑھے۔اور کرخی میں ہے: ترکیچڑ سے تیمّم جائز ہے اگرچہ اس کے ہاتھوں میں نہ چپکے اور صحیح یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام زفر کے نزدیک کیچڑ سے تیمّم جائز ہے۔(ت)

بلکہ محیط سے منقول ہوا کہ بالاتفاق ناجائز ہے، رحمانیہ میں ہے:

فی المحیط لایجوز التیمم بالطین عندالکل لان التراب لایصیر طینا مالم یصر مغلوبا بالماء [165]۔	محیط میں ہے: سب کے نزدیک کیچڑ سے تیمّم ناجائز ہے اس لیے کہ مٹّی اسی وقت کیچڑ ہوتی ہے جب پانی سے مغلوب ہوجائے۔(ت)

اور تحقیق وتوفیق وہ ہے جو۔محیط ا سرخسی، محیط ۲ رضوی، حلیہ ۳، بحر ۴ الرائق، درمختار ۵، عالمگیریہ ۶، فتح اللہ ۷ المعین وغیرہا میں افادہ فرمائی کہ جس کیچڑ میں پانی غالب ہے اس سے تیمّم جائز نہیں اور مٹّی غالب ہے تو جائز۔ حلیہ میں ہے:

قال رضی الدین فی محیطہ الصحیح ان الطین جنس الارض الا اذاصار مغلوبا بالماء فلایجوز [166]۔	رضی الدین نے اپنی محیط میں فرمایا: صحیح یہ ہے کہ کیچڑ زمین ہی کی جنس ہے مگر جب پانی سے مغلوب ہوجائے تو ناجائز ہے۔(ت)

ہندیہ میں ہے:

وان صار طین مغلوبا بالماء فلایجوز بہ التیمّم ھکذا فی محیط السرخسی [167]۔	اور اگر کیچڑ پانی سے مغلوب ہو تو اس سے تیمّم جائز نہیں۔ایسا ہی محیط سرخسی میں ہے۔(ت)

علائی وازہری میں ہے: وطین غیر مغلوب بماء [168]۔(اور (تیمّم جائز ہے) ایسی کیچڑ سے جو پانی سے مغلوب نہ ہو۔ت)

بحر میں ہے:

عند ابی حنیفۃ یتیمّم بالطین وھو الصحیح	امام ابوحنیفہ کے نزدیک کیچڑ سے تیمّم جائز ہے اور یہی صحیح ہے

---

[164] الجوہرۃ النیرۃ باب التیمم مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۵

[165] رحمانیہ

[166] حلیہ

[167] فتاوٰی ہندیۃ الفصل الاول من التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۷

[168] فتح اللہ المعین باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۹۱

الااذاصار مغلوبا بالماء فلایجوز التیمّم بہ کذا فی المحیط[169]۔	لیکن جب کیچڑ سے مغلوب ہو تو اس سے تیمّم جائز نہیں۔ ایسا ہی محیط میں ہے۔ (ت)

البتہ بلاضرورت اس سے تیمّم ناجائز یعنی مکروہ وممنوع وگناہ ہے کہ ۱ منہ کیچڑ سے سانناصورت بگاڑنا ہے اور صورت بگاڑنا مُثلہ اور مُثلہ حرام ہے یہاں تک کہ ۲ جہاد میں جو حربی کافروں کو بھی مُثلہ کرنا صحیح حدیث میں منع فرمایا جن کے قتل کا حکم فرمایا اس کے بھی مثلہ کی اجازت نہ دی۔ افسوس ۳ اُن مسلمانوں پر کہ باہم کھیل میں ایک دوسرے کے منہ پر کیچڑ تھوپتے ہیں یا ہنسی سے کسی کے سوتے میں اس کے منہ پر سیاہی لگاتے ہیں یہ سب حرام ہے اور اس سے پرہیز فرض، خلاصہ وخانیہ وبدائع وغیرہا میں کہ کیچڑ سے تیمّم کی ممانعت فرمائی اور اس کی ۴ یہ ترکیب بتائی کہ اپنے بدن یا کپڑے کے حصے خواہ کسی اور چیز پر کیچڑ کا لیس کرلے جب وہ خشک ہوجائے اس سے تیمّم کرے اور یہ نفیس ترکیب خود محررالمذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاصل میں ارشاد فرمائی اس کا منشا یہی تقبیح صورت سے بچانا ہے نہ یہ کہ کیچڑ سے تیمّم درست ہی نہیں۔

اقول:(۵) وبہ ظھر مافی ظاھر کلام الایضاح حیث جعل الارشاد الی ھذا الصنیع قول محمد خاصۃ قابلہ بقولہ اما عند ابی حنیفۃ فیجوز الخ انہ صنیع سنیع طلوب عندالامام ایضا قطعا ولیس ارشاد محمد الیہ لابطالہ التیمّم بالطین۔ واقرب تاویل لہ ما اقول یرید ان ایجاب ھذا الصنیع مطلقًا سواء علق بیدہ شیئ اولا قول محمد خاصۃ لانہ ان علق لطخ وان	**اقول:** اسی سے وہ خامی بھی دور ہوجاتی ہے جو امام کرمانی کی عبارت اِیضاح کے ظاہر میں ہے اس طرح کہ اس طرز کی رہنمائی کو انہوں نے خاص امام محمد کا قول بنادیا اور اس کے مقالہ میں اپنی یہ عبارت لائے کہ "لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک تر کیچڑ سے تیمم جائز ہے الخ۔ اور حق یہ ہے کہ یہ ایک عمدہ طریقہ ہے جو بلاشبہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک بھی مطلوب ہے اور اس طرز کی جانب امام محمد کی رہنمائی اس لیے نہیں کہ وہ کیچڑ سے تیمّم باطل قرار دیتے ہیں۔ (ت) کلام "ایضاح" کی قریب تر تاویل وہ ہے جو میں کہتا ہوں (**اقول**) ان کی مراد یہ ہے کہ اس ترکیب کو مطلقًا واجب قرار دینا، خواہ ہاتھ میں کچھ لگے یا نہ لگے، خاص امام محمد کا قول ہے، اس لیے کہ اگر کیچڑ ہاتھ میں چپکتی ہے تو آلودگی ہوگی اور

[169] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۸

جلم یعلق لم یصح التیمم عندہ امام الامام فلایوجبہ اذالم یعلق بیدہ شیئ۔	نہیں لگتی تو انکے نزدیک تیمّم ہی درست نہیں۔ لیکن امام اعظم اسے ہاتھ میں کچھ نہ لگنے کی صورت میں واجب نہیں کہتے۔(ت)

ولہٰذا تصریح[1] فرماتے ہیں کہ یہ ترکیب اس وقت ہے کہ ابھی نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہو اور اگر دیکھے کہ ایسا کرے گا تو اس کے خشک ہونے تک نماز کا وقت جاتا رہے گا تو لازم ہے کہ یونہی کیچڑ سے تیمّم کرکے نماز پڑھ لے وقت نہ جانے دے **اقول:** مگر اب[1] لازم ہوگا کہ دونوں ہتھیلیاں باہم خوب ملے رگڑے کہ جہاں تک ممکن ہو کیچڑ چھوٹ جائے اور جو حصہ رہے خشکی پر آجائے کہ جب غبار وزمین خشک پر ہاتھ مار کر جھاڑنا اور اثرِ خاک سے صاف کردینا سنّت ہو تو یہاں وجوب چاہئے نیز تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ایسا نہ کیا اور کیچڑ سے تیمّم کرلیا برا کیا مگر تیمّم ہوگیا، خلاصہ سے گزرا:

مع ھذا الوتیمم بالطین فھو علی الخلاف [170] اھ ای صح عندالامام والثالث خلافا للثانی رضی اللہ تعالٰی عنھم۔	اس کے باوجود اگر کیچڑ سے تیمّم کرلیا تو اس میں اختلاف ہےاھ۔یعنی امام اعظم و امام محمد کے نزدیک جائز ہے،امام ابویوسف کے نزدیک اس کے برخلاف ہے اللہ تعالٰی ان سبھی حضرات سے راضی ہو۔(ت)

وجیز کردری میں ہے:

لابالطین بل یلطخ جسدہ بہ فاذا جف تیمّم ومع ھذا الوتیمم بہ فعلہ ھذاالخلاف [171]۔	کیچڑ سے تیمّم جائز نہیں بلکہ اپنے جسم کے کسی ایک حصے پر کیچڑ لگائے خشک ہونے پر اس سے تیمّم کرلے،اس کے باوجود اگر کیچڑ سے تیمّم کرلیا تو اس میں یہی اختلاف ہے۔(ت)

ولوالجیہ پھر رملی علی البحر پھر منحۃ الخالق میں ہے:

عند ابی حنیفۃ ان خاف ذھاب الوقت تیمّم بالطین لان التیمّم بالطین عندہ جائز لانہ من اجزاء الارض	امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر وقت نکلنے کااندیشہ ہو توکیچڑ سے تیمّم کرلے کیونکہ ان کے نزدیک کیچڑ سے تیمّم جائز ہے اس لیے کہ وہ اجزائے زمین

[170] خلاصۃ الفتاوٰی فیما یجوز بہ التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۶

[171] فتاوٰی بزازیہ علی حاشیۃ الہندیۃ الخامس فی التیمم مطبع نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۷

الاانه لایتیمم قبل خوف ذهاب الوقت کیلا یتلطخ بوجهه فیصیر بمعنی المثلة[172]۔	سے ہے لیکن وقت نکلنے کااندیشہ سے پہلے اس سے تیمّم نہ کرے تاکہ چہرہ اس سے آلودہ ہو کر مُثلہ کے معنی میں نہ جائے۔(ت)

بدائع وہندیہ میں ہے:

لوکان فی طین وردغة لایجد ماء ولاصعیدا ولیس فی ثوبه وسرجه غبار یلطخ ثوبه اوبعض جسده بالطین فاذا جف تیمّم به ولاینبغی ان یتیمّم مالم یخف ذهاب الوقت لان فیه تلطخ الوجه من غیر ضرورة فیصیر بمعنی المثلة وان یتیمّم به اجزأه عند ابی حنیفة و محمد رضی الله تعالٰی عنهما الٰی اٰخر ماقدمنا[173]۔	کیچڑ اور دلدل میں ہو نہ پانی دستیاب ہے نہ مٹّی،نہ کپڑے یازِین پر غبار ہی ہے تواپنے کپڑے یاجسم کے کسی حصّے پر کیچڑ لگالے،جب خشک ہوجائے تواس سے تیمّم کرےاور جب تک وقت نکلنے کااندیشہ نہ ہو اس سے تیمّم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس میں بلاضرورتِ چہرہ آلودہ ہوکر مثلہ (صورت بگاڑنے) کے معنی میں ہوجاتاہے اور اگر اس سے تیمّم کرلیا تو امام ابو حنیفہ وامام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہماکے نزدیک کافی ہوگا۔آخر عبارت تک جو ہم پہلے نقل کرآئے۔(ت)

فتاوٰی امام قاضیخان میں ہے:

ذکر شمس الائمة الحلوانی رحمه الله تعالٰی انه لاینبغی ان یتیمّم بالطین لان فیه تلطیخ الوجه ولوفعل جاز[174]۔	شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے ذکر فرمایا ہے کہ کیچڑ سے تیمّم نہیں کرنا چاہئے اس لیے کہ اس میں چہرہ کی آلودگی ہوتی ہےاور اگر کرہی لیاجائے تو جائز ہے۔(ت)

اقول: انہی[۱] عبارات سے ظاہر ہواکہ بحال گنجائش وقت اس ترکیب پر عمل صرف مستحب نہیں بلکہ واجب ہے کہ جب وہ معنی مُثلہ میں ہے اور مثلہ حرام قطعی توجواس کے معنی میں ہےلااقل مکروہ تحریمی۔

وبه[۲] ظهر ضعف ماوقع فی الحلیة حیث	اسی سے اس کاضعیف ہوناعیاں ہوجاتاہے۔

[172] منحۃ الخالق علی البحر باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۸
[173] فتاوٰی عالمگیری باب التیمم مطبع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۷
[174] فتاوٰی قاضیخان فیمایجوزبہ التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۹

قال وعلی ھذا لا یلزم المسافر ماذکر بل یستحب لہ ذلك ولفظ البدائع (فذکر مانقلنا عنھا) وکأنہ یستشھد بقولھا لاینبغی ان یتیمّم ومثلہ قول شمس الائمۃ۔

جو حلیہ میں لکھ دیا ہے کہ: اس بنیاد پر عمل مذکور مسافر کے لیے لازم نہیں بلکہ مستحب ہے اور بدائع کی عبارت یہ ہے (اس کے بعد بدائع کی وہ عبارت ذکر کی جو ابھی ہم نے اس سے نقل کی) معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدائع کے الفاظ لاینبغی ان یتیمّم (تیمّم نہیں کرنا چاہئے۔۔۔۔۔) سے شہادت پیش کرنا چاہتے، شمس الائمہ کے الفاظ بھی اسی کے مثل ہیں۔(ت)

اقول: ان کان (۱)لھذا میل الی عدم الوجوب فقول الخانیۃ والخلاصۃ والبزازیۃ ولوالجیۃ والمبتغی بل وشمس الائمۃ ایضا علی روایۃ المنیۃ لایتیمّم بالطین [175] ظاھر فی الوجوب فان استویا وجب الرجوع الی الدلیل وھو قاض بالوجوب کما علمت لاجرم ان صرح فی المنیۃ وغیرھا بلفظۃ لایجوز کما ستسمع وقال العلامۃ الخیر الرملی کما فی المنحۃ لما کان فی معنی المثلۃ وجب تاخیر فعلہ الی ذلك الوقت لئلا یباشر ماھو فی معنی المثلۃ لغیر ضرورۃ [176] اھ

اقول: اگر ان الفاظ کا کچھ رجحان عدم وجوب کی طرف ہے تو خانیہ، خلاصہ، والوالجیہ، مبتغی بتِ منیہ شمس الائمہ کے الفاظ لایتیمّم بالطین (کیچڑ سے تیمّم نہ کرے) وجوب کے بارے میں واضح ہیں۔ اگر دونوں کا پلّہ برابر ہو تو دلیل کی طرف رجوع ضروری ہوگا۔ اور دلیل وجوب ہی کا فیصلہ کرتی ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ لامحالہ منیہ وغیرہ میں لفظ "ناجائز" کی صراحت آئی ہے جیسا کہ آگے آپ سنیں گے۔ اور علامہ خیر الدین رملی نے جیسا کہ منحۃ الخالق میں ہے، یہ فرمایا: "جب یہ مثلہ کے معنی میں ہے تو یہ عمل اس وقت تک مؤخر کرنا واجب ہو تاکہ بلاضرورت ایسے کام کا مرتکب نہ ہو جو مثلہ کے معنی میں ہے"۔(ت)

اقول: لکن یعکر علیہ ان لووجب الاوجب عدم التیمّم بہ الابعد الجفاف وان خرج الوقت

اقول: لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر یہ عمل واجب ہوتا تو جب تک خشک نہ ہو اس سے عدمِ تیمّم واجب کرتے اگرچہ وقت نکل جائے

---

[175] منیۃ المصلی باب التیمم مطبع عزیزیہ کشمیری بازار لاہور ص ۱۶

[176] منحۃ الخالق علی البحر الرائق باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۸

کما ھو قول الامام ابی یوسف فان المنع الشرعی ایضا مثبت للعجز عن استعمال الماء کما قدمنا فی مسألۃ الحباب ومسألۃ الھبہ ومسألۃ المشترك بین ناس بملك فاسد فکذا ینبغی ان یثبت العجز عن استعمال ھذا التراب۔ **واقول:** فی الجواب بتوفیق الوھاب حفظ الوقت فریضۃ واتیان الفریضۃ اھم من ترك المکروہ تحریما فلایجعل عجزا عن التراب اذلابدل لہ بخلاف الماء فان لہ خلفا وھو التراب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔	جیسا کہ امام ابویوسف کا قول ہے اس لیے کہ شرعی ممانعت سے بھی پانی کے استعمال سے عجز ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے سبیل کے پانی، ہبہ کے مسئلہ اور چندآدمیوں کے درمیان ملک فاسد سے مشترک پانی کے مسئلہ میں بیان کرآئے ہیں تو اس مٹی کے استعمال سے بھی عجز ثابت ہونا چاہئے۔(ت) **اقول:** خدائے وہاب کی توفیق سے اعتراض مذکور کہ جواب میں، **میں کہتاہوں** کہ وقت کا تحفظ فرض ہے اور فرض کی بجاآوری مکروہ تحریمی کے ترک سے اہم ہے تو اسے مٹی سے عجز نہ قرار دیاجائے گا اس لیے کہ اس کا کوئی بدل نہیں، پانی کامعاملہ اس کے برخلاف ہے کیونکہ اس کا ایک نائب وبدل مٹّی موجود ہے اور خدائے تعالٰی درست وصواب کوخوب جاننے والاہے۔(ت)

بالجملہ بحمداللہ تعالٰی واضح ہے اور کیچڑ سے منع کا یہی منشا کہ ہم نے تقریر کیااور اسی سے عبارات میں توفیق وباللہ التوفیق۔

اقول: لکنھا مزلۃ زلت فیھا اقلام اعلام من قبل حمل الجواز علی معنی الصحت دون الحل **فاغربھا** ماقدمت عن البرجندی حیث عزا الی الخلاصۃ ماعزولم یبال بماصرح بہ فی نفس السطر وبعد بعدۃ اسطر ومنھا ماقدمنا عن الایضاح ان لم یؤول بما فتح علی الفتاح **ومنھا** قال فی المنیۃ لایجوز التیمم بالطین قال شمس الائمۃ الحلوانی رحمہ اللہ تعالٰی لایتیمّم	**اقول:** لیکن یہ ایک پھسلن ہے جہاں متعدد علمائے اَعلام کے قلم لفظ جواز کوبجائے حلت کے صحت کے معنی پر محمول کرلینے کی وجہ سے لغزش کھاچکے ہیں۔(۱) سب سے زیادہ عجیب وغریب وہ ہے جو برجندی سے میں نے نقل کیاکہ انہوں نے خلاصہ کی طرف منسوب کرڈالا وہ سب جو منسوب کیا،اور اس کاخیال نہ کیاجو صاحب خلاصہ نے خود اسی سطر میں اور پھر چند سطر بعد بھی صراحت فرمائی ہے۔(۲) وہ بھی ہم نے امام کرمانی کی ایضاح سے نقل کیا،اگر اس کی وہ تاویل نہ کی جائے جو فقیر پر خدائے فتاح نے

بالطین وان فعل یجوز[177] اھ ھذا مافی نسختنا المتن وعلیھا شرح فی الغنیة و وقع فی نسخة شرحھا فی الحلیة قال شمس الائمة لایجوز التیمم بالطین وان فعل یجوز[178] اھ قال فی الحلیة الجواز بہ قال الکرخی وعلیہ مشی شمس الائمة الحلوانی الا انہ قال لاینبغی ان یتیمّم بہ لان فیہ تلطیخ الوجہ ولوفعل جازذکرعنہ بھذااللفظ قاضیخان فی فتاواہ لاباللفظ الذی حکاہ المصنف عنہ فان ظاھرہ التناقض[179]۔ **اقول:** من(۱) سمع ھذالایتبادر ذھنہ الا الی ان لایجوز بمعنی لایحل ویجوز بمعنی یصح والظاھر ھو المتبادر غیر ان الشارح العلامة لایسلم عدم الحل ایضا کما تقدم فلم یستقم لہ ھذا المعنی الواضح ومنھا قال فی البحر وقیدالجواز بالطین الولوالجی فی فتاواہ وصاحب المبتغٰی بان	منکشف فرمائی۔(۳) منیہ میں کہا: "کیچڑ سے تیمّم جائز نہیں۔ شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیچڑ سے" تیمّم نہ کرے"، اور اگر کرلیاتوجائز ہے"۔اھ۔یہ ہمارے نسخہ متن میں ہے۔اسی نسخہ پر شرح غنیہ بھی ہے اور ایک دوسرے نسخہ میں جس پر شرح حلیہ ہے یوں لکھا ہے" شمس الائمہ نے فرمایا: کیچڑ" سے تیمّم جائز نہیں"اور اگر کرلیا تو جائز ہے"اھ۔حلیہ میں لکھا: "اس سے جوا ز کے قائل کرخی ہیں اور اسی پر شمس الائمہ حلوانی بھی گئے ہیں مگر انہوں نے یہ فرمایا کہ اس سے تیمّم نہیں کرناچاہئےاس لیے کہ اس میں چہرہ کی آلودگی ہوتی ہے اور اگر کرلیاتوجائز ہے۔ان سے ان ہی الفاظ کے ساتھ قاضی خان نے اپنے فتاوٰی میں نقل کیا ہے ان الفاظ میں نہیں جو ان سے مصنف نے حکایت کی اس لیے کہ اس کاظاہر توتناقض لئے ہوئے ہے۔"اھ(ت) **اقول:** جو بھی یہ سنے گا اس کا ذہن اسی بات کی طرف جائے گا کہ لایجوز (جائز نہیں) لایحل (حلال نہیں) کے معنی میں ہے اور یجوز (جائز ہے) یصح (درست ہے) کے معنی میں ہے اور ظاہر یہی متبادر ہوتا ہے۔مگر شارح علامہ عدم حلّت بھی نہیں مانتے جیسا کہ گزرچکااس لیے یہ واضح معنی ان کے لیے راست نہ آسکا۔(۴)بحر میں فرمایا: "والوالجی نے اپنے فتاوٰی میں، اور صاحب مبتغی نے بھی کیچڑ سے جواز

[177] منیۃ المصلی باب التیمم مطبع عزیزیہ کشمیری بازار لاہور ص۱۶
[178] غنیۃ المستملی باب التیمم مطبع سہیل اکیڈمی لاہور ص۷۹
[179] حلیہ

يخاف خروج الوقت اما قبله فلا كيلا يتلطخ وجهه فيصير بمعنى المثلة من غير ضرورة وهو قيد حسن ينبغي حفظه[180] اھ **اقول:** فانظر الى التعليل هل يرشد الى عدم الجواز بمعنى الحل ام بمعنى الصحة فاندفع(۱) والله الحمد ماردبه عليه اخوه المدقق في النهر والعلامة الرملي في حاشية البحر وتبعهما ش في المنحة فاهمين انه يقول قيدبه الولوالجي صحة التيمم بالطين فلو تيمّم به قبل ذهاب الوقت لم يصح و لعل هذا شيئ لم يخطر ببال المحقق البهر ولا اراده* ولا في عبارته ماعينه او افاده* **نعم** في عبارته مايوهم (۲) ظاهره انه حمل حكم تلطيخ الثوب على عدم الجواز به قبل الجفاف حيث قابله بقول الامام بالجواز اذقال اذالم يجد الاالطين يلطخه بثوبه فاذا جف تيمّم به	کو اس بات سے مقید کیا ہے کہ وقت نکلنے کا اندیشہ ہو۔اس سے قبل جائز نہیں تاکہ چہرہ آلودہ ہو کر بلاضرورت مثلہ کے معنی میں نہ ہو جائے۔اور یہ اچھی قید ہے جسے یاد رکھنا چاہئے"۔ **اقول:** بیان علت پر غور کیجئے کیا اس سے اس بات کی راہ ملتی ہے کہ جواز بمعنی حلت کا عدم مراد ہے یا بمعنی صحت کا؟۔تو بحمداللہ وہ اعتراض دفع ہوگیا جس سے صاحب بحر پر ان کے برادر مدقق نے نہر میں اور علامہ رملی نے حاشیہ بحر میں رد کیا اور علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں ان دونوں حضرات کی پیروی کی۔یہ سب ان حضرات نے یہ سمجھتے ہوئے کیا کہ صاحبِ بحر یہ فرمارہے ہیں کہ کیچڑ سے تیمّم درست ہونے کے لیے والولوالجی نے یہ قید لگائی ہے،تو اگر اس سے وقت نکلنے (کے اندیشہ) سے پہلے تیمّم کرلیا تو وہ درست ہی نہ ہوا۔اور شاید یہ معنی ایسا ہے جو محقق بحر کے خیال میں بھی نہ آیا ہو،نہ ہی انہوں نے یہ مراد لیا،نہ ہی ان کی عبارت میں کوئی ایسا لفظ ہے جس سے اس کی تعیین ہو یا جس سے یہ مستفاد ہو۔(ت) **ہاں** ان کی عبارت میں ایک امر ایسا ہے جس کے ظاہر سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے کپڑے میں کیچڑ لگانے کا حکم اس پر محمول کیا ہے کہ سوکھنے سے پہلے کیچڑ سے تیمّم جائز ہی نہیں اس طرح کہ اس کے مقابہ میں امام کا قول جواز پیش کیا ہے۔عبارت یوں ہے: "جب کیچڑ کے سوا کچھ نہ ملے تو اسے کپڑے میں

[180] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۸

وقیل عند ابی حنیفة یتیمم بالطّین وھو الصحیح لان الواجب عندہ وضع الید علی الارض لااستعمال جزء منه و الطین من جنس الارض الا اذا صار مغلوبا بالماء فلایجوز التیمّم کذا فی المحیط[181] اھ وھو لیس اول من ذھب وھلہ الی ھذا۔ ثمّ ماذکر فی تعلیل قول الامام یوھم ان الطین لایعلق منه شیئ بالیداو ان جھذا ھو الغالب فیه وھو عکس ماسلکه فی البدائع والصواب مع ملك العلماء و اللہ تعالٰی اعلم۔	لگالے جب خشک ہو جائے تو اس سے تیمّم کرے اور کہا گیا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیچڑ سے تیمّم کرلے گا۔ اور یہی صحیح ہے کیونکہ ان کے نزدیک واجب یہی ہے کہ زمین پر ہاتھ رکھے اس کے کسی جز کو استعمال کرنا واجب نہیں اور کیچڑ جنسِ زمین ہی سے ہے۔ مگر جب پانی سے مغلوب ہو تو اس سے تیمّم جائز نہیں۔ ایسا ہی محیط میں ہے"اھ اور یہ پہلے شخص نہیں جن کا وہم غیر ارادی طور پر اس طرف چلا گیا پھر امام اعظم کے قول کی علّت بتاتے ہوئے جو انہوں نے ذکر کیا اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ کیچڑ سے ہاتھ میں کچھ لگتا نہیں یا اس میں اکثر یہی ہوتا ہے۔ یہ اس راہ کے برعکس ہے جس پر صاحب بدائع گامزن ہوئے اور صواب ملک العماء کے ساتھ ہے۔ اور خدائے برتر خوب جانتا ہے۔ (ت)

زمین[۳] وخاک سوختہ۔ ان میں عبارات دو[۲] طور پر آئیں، اول بلاقید جائز ہے مختارات النوازل[۱] حلیہ[۲] ط[۳] یہی اصح ہے فتح[۴] ظہیریہ[۵] ھندیۃ[۶] مبتغی[۷] حلیہ[۸] اسی پر فتوی ہے جواھر[۹] الاخلاطی غیاثیۃ[۱۰] نصاب[۱۱] حلیۃ۔

دوم: اگر راکھ پر خاک غالب ہو جائز ہے ورنہ نہیں خانیہ[۱] بحر[۲] دُر[۳] خادمی[۴] مراقی[۵]۔ **بل جمع بینھما فقال یجوز بالارج المحترقة والطین المحرق الذی لیس به سرقین قبله والارض المحترقة ان لم یغلب علیھا الرماد**[182] (بلکہ انہوں نے دونوں کو جمع کرکے یوں کہا: جلی ہوئی زمین اور اس جلائی ہوئی مٹّی سے تیمّم جائز ہے جس میں پہلے گوبر نہ تھا، اور جلی ہوئی زمین سے، اگر اس پر راکھ غالب نہ ہو۔ ت)

اقول: تحقیق یہ ہے کہ مسئلہ فی نفسہا مطلق بالقید ہے کہ زمین وخاک جل کر راکھ نہیں ہو سکتیں ہاں زمین پر کھتی یا گھاس وغیرہ اور اشیاء تھیں اور وہ جلائی گئیں اور ان کی راکھ خاک سے ملی تو یہاں وہ قید غلبہ ملحوظ ہو گی۔ طحطاوی وشامی میں ہے:

---

181 البحر الرائق باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۸

182 مراقی الفلاح باب التیمم مطبع الازہریہ مصر ص ۶۸

ای احترق ماعلیھا من النبات واختلط الرماد بترابھا فحینئذ یعتبر الغالب[183]۔	یعنی زمین پر اُگے ہوئے گھاس پودے جل گئے اور زمین کی مٹّی سے راکھ خلط ہو گئی، ایسی صورت میں جوغالب ہے اس کااعتبار ہوگا۔ (ت)

طحطاوی علی المراقی میں قول مکرر مراقی پر ہے:

الاولی الاکتفاء بھذہ عن قولہ سابقا وبالارض المحترقۃ الاان یحمل ماسبق علی ان الارض احرق ترابھا من غیرمخالط[184]۔	اپنی پہلی عبارت "اور جلی ہوئی زمین" کی بجائے اسی پر اکتفاکرنا بہتر تھا۔ مگر یہ کہ ماسبق کو اس پر محمول کریں کہ زمین کی مٹّی کسی اور چیز کی آمیزش کے بغیر جلائی گئی۔ (ت)

بحر الرائق میں ہے:

فی قاضیخان اذا احترقت الارض بالنار ان اختلطت بالرماد یعتبرفیہ الغالب ان کانت الغلبہ للتراب جازبہ التیمّم والافلاوفی فتح القدیر یجوزفی الاصح لم یفصل والظاھر التفصیل[185] اھ۔ **اقول:** انما (۱) صحح الجواز بارض محترقۃ ولاتفصیل فیھا کما علمت انمایجیئ التفصیل من قبل المخالط ولاذکر لہ ھنا فاذاجاء علی ذکرہ صرح باعتبار الغلبۃ نقلا عن الخانیۃ ھذا۔	قاضیخان میں ہے: جب زمین آگ سے جل جائے تواگروہ راکھ سے مخلوط ہو تو اس میں اعتبار اس کا ہوگا جوغالب ہے۔ اگر مٹی غالب ہے تو اس سے تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور فتح القدیر میں ہے: "مذہب اصح میں جائز ہے" انہوں نے تفصیل نہ کی اور ظاہر یہ ہے کہ تفصیل ہونی چاہئے اھ (ت) **اقول:** انہوں نے جلی ہوئی زمین ہی سے توجواز کو صحیح بتایا ہے، یقینا اس میں کوئی تفصیل نہیں جیسا کہ معلوم ہوچکا۔ تفصیل تومخالط کی جہت سے ہوتی ہے اور اس کا یہاں کوئی ذکرہی نہیں۔ جب اس کے ذکرپرآئے توبہ نقل خانیہ اعتبار غلبہ کی صراحت فرمائی۔ یہ ذہن نشین رہے۔ (ت)

[183] ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۷
[184] مراقی الفلاح باب التیمم مطبع الازہریہ مصر ص ۶۸
[185] البحرالرائق باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۸

وماذکرالشرنبلالی فی الطین المحرق فاقول (۱) یترای لی ان یستثنی منه ماذا کان السرجین قلیلا *واحرق طویلا* حتی ذھب عــه۱ السرقین*وطھر الطین *فان الاحراق عــه۲ ایضامن المطھرات بالیقین*ولیست النار کالشمس والریح عــه۳ جفیما مر*بل لاتبقی ولاتذر*نسأل الله تعالٰی ان یعافینا منھا ومن کل شر*	اور شرنبلالی نے جلائی گئی مٹّی کے بارے میں جو ذکر کیا فاقول اس سے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ اس سے اس صورت کا استثنا ہونا چاہئے جب گوبر کم رہا ہو اور دیر تک جلایا گیا ہو یہاں تک کہ گوبر ختم ہوگیا اور مٹّی پاک ہوگئی۔اس لیے کہ جلانا بھی یقینا پاک کرنے والی چیزوں میں ہے اور آگ کا معاملہ دھوپ اور ہوا کی طرح نہیں بلکہ یہ جس پر گزرتی ہے کچھ بچاتی چھوڑتی نہیں۔خدا ہی سے سوال ہے کہ ہمیں اس سے اور ہر شر سے عافیت عطافرمائے۔(ت)

رَماد ۴ یعنی خاکستر۔عامہ کتب مثل خانیہ ۱ ظہیریہ ۲ وسراجیہ ۳ وخزانۃ ۴ المفتین ومحیط ۵ وکافی ۶ وصدر ۷ الشریعۃ

عــه۱: ان فنی فذالك وان ابقی رمادا فالمعتمد طھارته لانقلاب العین والفرض انه قلیل مغلوب بالتراب ۱۲منه غفرله (م)

اگر ختم ہوگیا تب تو صرف مٹّی رہی۔اور اگر راکھ ہو کر رہ گیا تو معتمد یہ ہے کہ وہ پاک ہے اس لیے کہ گوبر مٹی سے بدل گیا۔فرض یہ کیا گیا ہے کہ گوبر کم اور مٹّی سے مغلوب ہے۔۱۲منہ غفرلہ (ت)

عــه۲:تنویر رش بماء نجس (اوبال فیه صبی حلیه اھ ش) لاباس بالخبز فیه درمختار بعد ذھاب البلة النجسة بالنارخانیة اھ ش کطین نجس فجعل منه کوزبعد جعله علی النارتنویر ؂[186] ۱۲منه غفرله (م)

کسی تنّور میں نجس پانی چھڑکا گیا (یا اس میں کسی بچے نے پیشاب کردیا۔حلیہ اھ ش) تو اس کے اندر روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں۔درمختار۔اس کے بعد کہ آگ سے ناپاک تری ختم ہوچکی ہو۔خانیہ اھ ش۔جیسے وہ مٹّی جو ناپاک ہوگئی پھر اس سے آگ پر پکار کوزہ تیار کیا گیا۔تنویر۔(ت)

عــه۳: یرید ماتقدم فی صدرالرسالة عن ملك العلماء ان احراق الشمس ونسف الریاح اثرھا فی تقلیل النجاسة دون استئصالھا ۱۲منه غفرله (م)

اس سے اس کی طرف اشارہ مقصود ہے جو شروع رسالہ میں ملک العلماء کے حوالہ سے گزرا کہ نجاست دھوپ کے جلانے اور ہوا کے اڑانے سے کم ہوجاتی ہے ختم نہیں ہوجاتی۔۱۲منہ غفرلہ (ت)

[186] ردالمحتار مع الدرالمختار شرح تنویرالابصار باب الانجاس داراحیاء التراث بیروت ۱/ ۲۱۰

ومنیہ[8] ودرایہ[9] وشلبیہ[10] وجوہرہ[11] وبحر[12] وہندیہ[13] وغیرہا میں اس سے عدم جواز کی تصریح ہے حلیہ[14] میں شرح[15] جامع صغیر امام قاضیخان سے ہے یہی صحیح ہے بدائع[16] وخلاصہ[17] میں ہے اس پر اجماع ہے **لکن فی البرجندی عن النصاب قال ابو القاسم یجوز وابو نصر لا وبہ ناخذ**[187] اھ۔ (لیکن برجندی میں نصاب کے حوالہ سے لکھا ہے: "ابوالقاسم نے فرمایا: جائز ہے۔ اور ابونصر نے فرمایا: ناجائز ہے۔ اور ہم اس کو لیتے ہیں"۔ اھ۔ ت)

اقول: النصاب(۱) والخلاصۃ لامام واحد ولفظہ فیھا بالاٰجر یجوز عند ابی حنیفۃ وعن محمد روایتان وقول ابی یوسف متردد واجمعوا انہ لوتیمّم بالرماد لایجوز[188] اھ فالکنایۃ للائمۃ الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم فلاینفی خلاف بعض المشایخ وما استنبط البرجندی عن زاد الفقہاء قدمنا مافیہ۔	**اقول:** نصاب اور خلاصہ ایک ہی امام کی تصنیف ہیں، اور خلاصہ میں ان کے الفاظ یہ ہیں: "پکی اینٹ سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک تیمّم جائز ہے اور امام محمد سے دو[۲] روایتیں آئی ہیں۔ اور امام ابویوسف کا قول متردّد ہے اور اس پر ان حضرات کا اتفاق ہے کہ اگر راکھ سے تیمّم کیا تو ناجائز ہے" اھ۔ اس عبارت میں "ان حضرات" سے تینوں ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی طرف اشارہ ہے جس سے بعض مشائخ کے درمیان اختلاف کی نفی نہیں ہوتی۔ اور برجندی نے زادالفقہا سے جو استنباط کیا اس کی خامی ہم پہلے بیان کرچکے ہیں (ت)۔

اور اس سے مراد لکڑی یا اس کے مثل اور اشیاء غیر جنس ارض کی راکھ ہے پتھر کی راکھ سے جواز اور یہ کہ اس سے چونا مراد اوپر گزرا، بدائع میں ہے: **بالاجماع لانہ من اجزاء الخشبۃ**[189] (بالاجماع__ اس لئے کہ وہ لکڑی کے اجزا سے ہے۔ ت) فتاوٰی امام قاضی خان میں ہے: لانہ من اجزاء الشجر لامن اجزاء الارض[190] اھ (اس لیے کہ وہ درخت کا جز ہے زمین کا جُز نہیں۔ ت)

اقول: واحسن منھما مافی شرحہ للجامع الصغیر لایجوز بالرماد فی الصحیح من الجواب لانہ لیس من اجزاء	**اقول:** ان دونوں عبارتوں سے بہتر وہ ہے جو ان کی شرح جامع صغیر میں ہے کہ "صحیح جواب یہ ہے کہ راکھ سے تیمّم جائز نہیں اس لیے کہ وہ اجزائے زمین

---

187 شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷

188 خلاصۃ الفتاوٰی فصل فیما یجوز بہ التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۶

189 بدائع الصنائع فصل فی بیان مایجوز بہ التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۵۴

190 قاضیخان فصل فیما یجوز بہ التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۹

الارض[191] اھ لشموله رماد کل مالیس من جنس الارض۔	سے نہیں" اھ۔اس لیے کہ یہ عبارت ہر اس چیز کی راکھ کو شامل ہے جو جنس زمین سے نہیں۔
فان قلت ماالترمد(ا) الاذھاب الاجزاء الرطبة وبقاء الیابسة ومعلوم ان الناریة لاتبقی فماھی الاجزاء ارضیة فلم لایجوز التیمّم بھا۔	**اگر یہ اعتراض ہو** کہ راکھ ہونا یہی تو ہے کہ تر اجزاء ختم ہو جائیں اور خشک اجزاء رہ جائیں اور معلوم ہے کہ ناری اجزاء بھی باقی نہیں رہ جاتے تو صرف زمینی اجزاء ہے۔ پھر ان سے تیمّم کیوں جائز نہیں؟
اقول: کانه الی ھذا نظر الامام الصفار والصوب ان البسائط لاتبقی علی حقائقھا فی امثال المرکبات فکما ان مائیة تقطر من الشجر لیست من اجزاء الماء حتی لم یجزاالتوضی بھا فکذلك الرماد لیست من اجزاء الارض بل اجزاء ذلك الشیئ بعد جانقلاب الاعیان فلم یجز التیمّم به والیه یشیر مامرانفا عن الامامین ملك العلماء وفقیه النفس رحمهما الله تعالٰی۔	**میں کہوں گا(اقول)** معلوم ہوتا ہے کہ اسی امر کی طرف امام صفار نے نظر فرمائی ہے اور صحیح یہ ہے کہ امثال مرکبات میں بسائط اپنی حقیقتوں پر باقی نہیں رہتے جیسے وہ مائیۃ جو درکت سے ٹپکتی ہے پانی کے اجزاء سے نہیں یہاں تک کہ اس سے وضو جائز نہیں تو اسی طرح راکھ بھی زمین کے اجزاء سے نہیں، امام فقیہ النفس کے حوالہ سے گزرا، رحمہما اللہ تعالٰی۔(ت) بلکہ اسی شَے کے اجزا انقلاب اعیان کے بعد بھی ہیں تو اس سے تیمّم جائز نہیں اسی کی طرف اس کا بھی اشارہ ہے جو ابھی امام ملک العلماء اور

۵ آجر[۵] یعنی **پکّی اینٹ**۔ عامہ کتب مثل خانیہ[۱] وخلاصہ[۲] وخزانۃ[۳] المفتیین ومنیہ[۴] وسراجیہ[۵] وکافی[۶] ونہر[۷] وغیرہا میں اس سے مطلقاً جواز کی تصریح ہے تبیین[۸] الحقائق میں ہے یہی ظاہر الروایۃ ہے، مختارات[۹] النوازل وحلیہ[۱۰] وفتح[۱۱] وبحر[۱۲] جوہندیہ[۱۳] میں ہے، یہی صحیح ہے فتح اللہ[۱۴] المعین میں ہے یہی اصح ہے۔

تنبیہ: یہاں تک تو کوئی اختلاف عــہ قابلِ لحاظ نہیں کہ جب یہی ظاہر الروایۃ اور یہی صحیح ہے

عــہ: روایت خلاف یہ ہے:

فی محیط الشیخ رضی الدین لایجوز	محیط شیخ رضی الدین میں ہے کہ ایک روایت کے مطابق (باقی اگلے صفحہ پر)

[191] شرح جامع صغیر للقاضی خان

تو خلاف کی گنجائش نہ رہی مگر ایک صورت خلط کی ہے کہ اس میں غیر جنس ارض سے کوئی شے ملی ہو عامہ مشائخ نے اسے خزف یعنی ٹھیکری میں ذکر فرمایا، اور فتح القدیر نے خشتِ پختہ میں **اقول:** ہے یہ کہ اینٹ میں کوئی اور چیز ملا کر پکانے کا دستور نہیں اگر خلط ہوگا تو خس وخاشاک کا، اور اب مسئلہ غلبہ مخالط اس سے متعلق نہ ہوگا کہ اینٹ کی مٹّی میں کوڑا اتنا نہیں ہوتا، بخلاف خزف جیسے گِلِ خوردنی کے طباق کہ اور خوردنی چیزیں ملا کر پکائے جاتے ہیں بہر حال مسئلہ میں خصوصیت نہ خزف کی ہے نہ آجر کی بلکہ جس مٹّی میں غیر کا خلط ہوگا وہی احکام پیدا ہوں گے لہٰذا ہم مسئلہ خلط کو مستقل لکھیں گے ان شاء اللہ تعالٰی۔

سبخ: ۶ یعنی زمین نمک زار۔ اس میں عبارت چار ۴ طور پر ہیں:

(۱) اطلاق جواز خانیہ [۱] نوازل [۲] خزانہ [۳] فتح [۴] شرح [۵] مختصر الطحاوی منیہ [۶] نہر [۷] ط [۸]۔

(۲) اگر آب نمک میں غرق ہو جائز نہیں غنیۃ **وقد تقدم وقال ایضا تحت قول المنیۃ السبخۃ بمنزلۃ الملح مانصہ فان غلب علیہا النز لا یجوز التیمّم بہا کالملح المائی وان غلب التراب جاز کالملح الجبلی**[192] اھ (غنیہ۔ اس کا کلام گزر چکا۔ اور منیہ کی عبارت "**السبخۃ بمنزلۃ الملح**" (زمین نمک زار نمک کے درجہ میں ہے) کے تحت غنیہ میں یہ بھی تحریر ہے: "تو اگر اس میں پھوٹنے والی تری کو غلبہ ہو تو اس سے تیمّم جائز نہیں جیسے پانی والے نمک سے جائز نہیں اور اگر مٹّی کا غلبہ ہو تو جائز ہے جیسے پہاڑی نمک سے جائز ہے"۔ اھ۔ (ت)

اقول: اراد التشبیہ فی نفس الجواز	**اقول:** ان کا مقصد صرف جواز وعدمِ جواز

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بالاٰجر فی روایۃ لانہ بالطبخ تغیر عن حالہ وصار بحال لایوجد مثلہ من جنسہ خلقۃ فی الارض وفی ظاھر الروایۃ یجوز لانہ طین متحجر فیکون کالحجر الاصلی اھ حلیۃ ۱۲ منہ غفر لہ (م)

پکّی اینٹ سے تیمّم جائز نہیں۔ کیونکہ پکانے کی وجہ سے اپنے حال سے بدل گئی ہے اور ایسے حال پر ہو گئی ہے کہ اس کی جنس سے تخلیق کے اعتبار سے اس کی مثل زمین میں نہیں پائی جاتی۔ اور ظاہر الروایۃ کے مطابق اس سے تیمّم جائز ہے کیونکہ یہ کیچڑ والا پتھر ہے، لہٰذا اس کا حکم اصلی پتھر کی طرح ہوگا۔ (ت)

[192] غنیۃ المستملی ، فصل فی التیمم ، مطبع سہیل اکیڈمی لاہور ، ص ۷۸

وعدمه والافالملح الجبلی نفسه من جنس الارض لاان التراب غالب فیه والملح المائی من اجزاء الماء لامن ماء غالب و تراب۔	میں تشبیہ دینا ہے ورنہ پہاڑی نمک توخود جنس زمین سے ہے یہ نہیں کہ اس میں مٹّی غالب ہے اور آبی نمک پانی کے اجزا سے ہے ایسا نہیں کہ آب غالب اور مٹّی سے ملا ہوا ہے۔(ت)

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ت) یہ ضرور مطلقًا ملحوظ ہے اور اطلاق کتب بربنائے غالب احوال کما اشار الیہ فی الغنیۃ (جیسا کہ غنیہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ت)

(۳) وہ نمک اگر مٹّی سے ہے جائز ہے اور اگر پانی سے بنا ہے ناجائز ہے اخلاصۃ ۲بحر ۳ھندیہ ۴محیط رضوی ۵خزانۃ الفتاوی ۶حلیہ۔

(۴) تصریح تعمیم اگرچہ نمک پانی سے ہو جب بھی جائز جب تک پانی غالب نہ ہو یہ حلیہ کی بحث ہے:

حیث قال علی قول الاسبیجابی یجوز التیمّم بالسبخة هذا باطلاقه یفید الجوازبها سواء کانت مائیة اومنعقدة من الارض وهو بقول ابی حنیفة ومحمد اشبه لانه غایه المائیة انها ارض ذات نز وانها طین وقد صرح فی الخلاصة انهما علی الخلاف وکذا صرح غیره فی الطین اللهم اذاکان الماء غالبا کما سنذکره ویحل عدم الجواز بالمائیة علی هذا[193] اھ۔	اسبیجابی کی عبارت "نمک زار سے تیمّم جائز ہے"پر صاحب حلیہ یہ لکھتے ہیں: اس کلام کے اطلاق سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ نمک زار سے مطلقًا تیمّم جائز ہے خواہ آبی ہو یا زمین سے بنا ہوا اور یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کے قول کے زیادہ مناسب ہے اس لیے کہ آبی زیادہ سے زیادہ یہ کہ تری والی زمین ہے اور وہ مٹّی ہی ہے۔اور خلاصہ میں تصریح فرمائی ہے کہ دونوں ہی میں اختلاف ہے۔اسی طرح دوسرے حضرات نے۔خاکی کے بارے میں صراحت کی ہے۔شاید یہ اس صورت میں ہو جب پانی کا غلبہ ہو جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے،اور آبی سے عدمِ جواز بھی اسی پر محمول ہوگا۔اھ۔(ت)

اقول: بلکہ نمک' آبی وترابی میں فرق ظاہر ہے اور قولِ فیصل یہ ہے کہ روئے زمین پر اگر خشک یا خفیف نم کا نمک پھیلا ہے تو اگر نمک ترابی ہے جائز اور آبی ہے تو ناجائز ہے فان علی وجه الارض غیر جنسها کانیة مدهونة اومصبوغة بغیر جنس الارض (اس لیے کہ روئے زمین پر

[193] حلیہ

غیر جنس زمین ہے جیسے غیر جنس زمین سے پالش کیے ہوئے یا رنگے ہوئے برتن۔ت) یہی قول سوم کا منشا اور اسی کی صورت اولٰی پر قول اول محمول۔

اقول: اور اس کا اطلاق اس لیے کہ غالبًا زمین شور میں نمک ترابی ہی ہوتا ہے اور اگر نمک کا پانی پھیلا ہے مطلقًا ناجائز لغلبۃ المائیۃ (کیونکہ پانی غالب ہے۔ت) اور یہی قول دوم ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

نمک ۷۔ اگر آبی ہو ناجائز فتح[1] منیہ[2] خلاصہ[3] جوہرہ[4] محیط[5] درر[6] بزازیہ[7] سراجیہ[8] ظہیریہ[9] خزانہ[10] اس پر اتفاق ہے تبیین[11] بحر[12] عبدالحلیم[13] شرنبلالی[14] خادمی[15] اور اگر جبلی ہو اقول یعنی اجزائے ارض سے بنا ہو خواہ پہاڑ سے نکلے یا زمین شور سے دو ۲ روایتیں ہیں تبیین اور دونوں طرف تصحیحین بحر امام شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا: اصح یہ کہ ناجائز ہے **ذکرہ فی المستغنی** (اسے مستغنی میں ذکر کیا ہے۔ت) خلاصہ۔ اسی طرح امام فقیہ النفس نے شرح جامع صغیر میں فرمایا:

من الناس من قال یجوز بالملح الجبلی والاصحج انہ لایجوز[194] اھ حلیہ۔	کچھ لوگ اس کے قائل ہیں کہ پہاڑی نمک سے جائز ہے اور اصح یہ ہے کہ ناجائز ہے۔اھ حلیہ۔(ت)

امام[3] شمس الائمہ سرخسی کی طرف بھی منسوب ہوا کہ میرے نزدیک صحیح عدم جواز ہے۔

ففی المنیہ طبع الھند ان کان جبلیاً یجوز وقال شمس الائمۃ السرخسی الصحیح عندی انہ لایجوز کذا ذکرہ فی المحیط[195] اھ وفی الغنیۃ طبع قسطنطینیۃ جعل لفظ السرخسی من الشرح[196] وفی الحلیۃ (م) قال شمس الائمۃ (ش) وفی بعض النسخ بزیادۃ السرخسی ونقل ھذا فی الخلاصۃ عن الحلوانی فلعلہ عنھما[197] اھ۔	منیہ مطبوعہ ہند میں ہے: "اگر پہاڑی ہو جائز ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا: میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں، ایسا ہی انہوں نے محیط میں ذکر کیا" اھ۔ اور غنیہ مطبوعہ قسطنطنیہ میں لفظ "سرخسی" شرح میں رکھا ہے اور حلیہ میں ہے: "(متن) شمس الائمہ نے فرمایا (شرح) اور بعض نسخوں لفظ "سرخسی" کے اضافہ کے ساتھ ہے اور خلاصہ میں اسے حلوانی سے نقل کیا ہے تو شاید یہ دونوں ہی (شمس الائمہ۔ سرخسی و حلوانی۔) سے مروی ہوا"۔ اھ (ت)

---

194 شرح الجامع الصغیر للقاضی خان

195 منیۃ المصلی باب التیمم مطبع عزیزیہ کشمیری بازار لاہور ص ۱۶

196 غنیۃ المستملی باب التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۸

197 حلیہ

اقول: قال فی السراجیة قال الشیخ الامام السرخسی وحسام الدین اذاکان جبلیاً یجوز وان مائیا لا [198] اھ فالظاھر ان السرخسی وقع فی تلك النسخة سھوا مکان الحلوانی او عن السرخسی روایتان واللہ تعالٰی اعلم۔	**اقول:** (میں کہتاہوں) سراجیہ میں لکھاہے: "شیخ امام سرخسی اور حسام الدین نے فرمایا: "پہاڑی ہوتوجائز ہے اور اگر آبی ہوتوجائز نہیں۔" اھ توظاہر یہ ہے کہ اس نسخہ میں حلوانی کی جگہ سرخسی سہواً آگیا ہے یایہ کہ سرخسی سے دو۲ روایتیں ہوں۔واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

اس قول کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ وہ پگھلتاہے۔ تبیین۔

ونقلہ فی الشلبیة عن الدرایة عن قاضیخان ای فی شرحہ للجامع الصغیر اوکتاب اُخر لافی فتاواہ کما قدیتوھم من قولہ وفی قاضیخان الخ وفصلہ فی الغنیة بقولہ کانّ وجھہ انہ لما استحال التحق بالمائی لتبدل طبعہ حتی انہ یذوب فی الماء وینحل بالبرد ویشتدد بالحر کالمائی فخرج من کونہ من اجزاء الارض [199] اھ۔ **اقول:** (۱) لکن ھذا خلاف مااجمع علیہ کلماتھم فی تحدید جنس الارض۔	اور اسے شلبیہ میں درایہ سے اس میں قاضیخان سے یعنی ان کی شرح جامع صغیر یا کسی اورکتاب سے نقل کیاہے۔یہ ان کے فتاوٰی میں نہیں جیساکہ ان کی عبارت "وفی قاضیخان الخ" سے وہم ہوتاہے۔اور غنیہ میں اس کی تفصیل ان الفاظ میں کی ہے: "گویا اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جب وہ بدل گیاتوآبی سے لاحق ہوگیا کیونکہ اس کی طبیعت،آبی کی طبیعت میں تبدیل ہوگئی یہاں تک کہ وہ بھی پانی میں پگھلتا،سردی سے گھلتا،اور گرمی سے سخت ہوتاہے جیسے آبی کاحال ہے س لیے وہ جزوزمین ہونے سے خارج ہوگیا۔" اھ (ت) **اقول:** (میں کہتاہوں) لیکن جنس زمین کی تحدید میں جس بات پر کلمات علماء کااجماع ہے یہ تفصیل اس کے برخلاف ہے۔ (ت)ظاہر ۴ کافی اسی قول کااختیار ہے اذا طلق فقال لابنحو الحنطة والملح (اس لیے کہ انہوں نے نمک کو مطلق رکھتے ہوئے یوں کہا: "گیہوں اور نمک جیسی چیزوں سے نہیں"۔ت) ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ

198 فتاوٰی سراجیہ باب التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۷

199 غنیۃ المستملی باب التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۸

کے نزدیک جائز ہے خلاصہ[۱] وخجندی[۲] وفتاوی[۳] میں اسی پر مشی کی جوھرہ[۴] یوں ہی محیط[۵] میں رحمانیہ اسی طرح منیہ[۶] **کما مر** (جیساکہ گزرا۔ت) عامہ مشائخ اسی پر ہیں بزازیہ[۷] یہی اصح ہے خلاصہ وجیز کردری اسی کو امام[۸] صدرالدین شہید نے واقعات میں اختیار فرمایا غیاثیہ[۹] یہی امام[۱۰] شمس الائمہ سرخسی کا قول ہے **کما مر عن السراجیہ**[۱۱] (جیساکہ سراجیہ کے حوالہ سے گزرا۔ت) یہی مختار ہے شلبیہ[۱۲] **عن زاد الفقیر للمحقق علی الاطلاق** (شلبیہ بحوالہ **زادالفقیر از محقق علی الاطلاق**۔ت)۔یہی صحیح ہے خانیہ[۱۴] خزانہ[۱۵] مراقی[۱۶] توامام قاضیخان کی تصحیح مختلف ہوئی، یونہی امام سرخسی سے نقل مختلف اور قاطع نزاع یہ ہے کہ فتوی جواز پر ہے تجنیس[۱۷] الامام صاحب الھدایہ بحر[۱۸] نھر[۱۹] ہندیہ[۲۰] ازہری[۲۱] ط[۲۲] توجب یہی قول امام ہے اور یہی قول جمہور اور اسی پر فتوی توخلاف کی اصلاً گنجائش نہ رہی۔

زجاج[۸] یعنی شیشہ۔عامہ کتب مثلاً امام[۱] سمرقندی وبدائع[۲] امام کاشانی وظہیریہ[۳] وخلاصہ[۴] وخزانہ[۵] سراجیہ[۶] وکافی[۷] وحلیہ[۸] وایضاح[۹] ودرمختار[۱۰] ومسکین[۱۱] وہندیہ[۱۲] میں اس سے مطلقاً عدم جواز لکھا مگر محیط[۱] وتبیین[۲] الحقائق وفتح[۳] القدیر وبحرالرائق[۴] ومجمع[۵] الانہر وازہری[۶] وشامی[۷] میں عدم جواز کو مصنوع سے مقید فرمایا جوریتے مین دوسری کوئی چیز غیر جنسِ ارض مثلاً سجّی وغیرہ ملا کر بنایا جاتا ہے۔

اقول: یہی تحقیق ہے کہ زجاج ضرور معدنی بھی ہوتا ہے اور معدنی ضرور قسم حجر وجنس ارض سے ہے **کما قدمنا بیانہ** (جیساکہ ہم نے اسے پہلے بیان کیا۔ت) اکثروں کا اطلاق بربنائے غالب ہے کہ عام طور پر یہی مصنوع شیشہ ملتا ہے اور معدنی کمیاب۔

واغرب العلامۃ ط فقال فی حواشیہ علی الدر والزجاج المتخذ من الرمل و قال تحت قول الدروزجاج ولواتخذ من رمل[200] واوضحہ فی حواشیہ علی مراقی الفلاح فقال یعتبر کونھا من جنسھا وقت التیمّم فلایجوز علی الزجاج وان کان اصلہ من رمل[201] ھ وکانہ ظن الواو فی قول الفتح والبحر الزجاج	اور علامہ طحطاوی نے عجب بات کی۔انہوں نے درمختار پر اپنے حواشی میں لکھا: "اور شیشہ جوریت سے بنا ہو۔" اور درمختار کے لفظ "وزجاج" کے تحت لکھا اگرچہ ریت سے بنا ہو۔اور اسے مراقی الفلاح کے حواشی میں واضح کرکے یوں کہا: "تیمّم کے وقت اس کے جنس زمین سے ہونے کا اعتبار ہے تو شیشہ پر تیمّم نہیں ہوسکتا اگرچہ اس کی اصل ریت سے ہو" اھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فتح القدیر اور البحرالرائق کی عبارت "**الزجاج المتخذ**

[200] طحطاوی علی الدرالمختار باب التیمم مطبع دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۲۸
[201] طحطاوی علی المراقی باب التیمم مطبع الازہریہ مصر ص ۶۸

استخذ من الرمل وغیرہ بمعنی او ولیس کذلك بل ھی للجمع۔ ولفظ التبیین عن المحیط خالطه شیئ اٰخر لیس من جنس الارض کالزجاج المتخذ من الرمل وشیئ اٰخر لیس من جنس الارض [202] اھ ونحوہ فی المجمع والازھری۔	من الرمل وغیرہ" (شیشہ جوریت اور اس کے علاوہ سے بنا ہو) میں لفظ "واو" کو او (یا) کے معنی میں سمجھا۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ یہ واو "جمع" کے معنی میں ہے محیط کا حوالہ دیتے ہوئے تبیین کے الفاظ یہ ہیں: اگر اس میں کوئی دوسری ایسی چیز مل گئی جو جنس زمین سے نہیں جیسے وہ شیشہ جوریت اور کسی ایسی چیز سے بنایا گیا ہو جو جنس زمین سے نہیں اھ۔ اور اسی کے ہم معنی مجمع اوازھری میں بھی ہے۔ (ت)

مردار[۹] **سنگ۔** نوازل[۱] ومحیط[۲] وخانیہ[۳] وخلاصہ[۴] وخزانہ[۵] ومنیہ[۶] وسراجیہ[۷] بلکہ خود محرر المذہب نے کتاب[۸] الاصل میں اس سے جواز تیمّم کی تصریح (فرمائی اور خزانۃ الفتاوٰی سے حلیہ وجامع الرموز میں ممانعت منقول اور تحقیق یہ ہے کہ معدنی سے جائز اور مصنوع سے ناجائز۔ محیط سرخسی پھر ہندیہ میں ہے:

وبالمردا سنج المعدنی دون المتخذ من شیئ اٰخر [203]۔	اور معدنی مردار سنگ سے (جائز ہے) کسی اور چیز سے بنا ہوا اس سے ہیں۔ (ت)

حلیہ میں ہے :

مراد المجوز المعدنی والمانع مالیس بمعدنی وقد افصح البدائع والتحفة بالجواز موصوفا بکونه معدنیا زاد التحفة دون المتخذ من شیئ اٰخر [204]۔	جائز بتانے والے کی مراد معدنی ہے اور ممنوع کہنے والے کی مراد غیر معدنی ہے۔ بدائع اور تحفہ میں جواز کو معدنی ہونے سے موصوف کرکے بتایا اور تحفہ نے یہ بھی اضافہ کیا؛ اس سے نہیں کسی اور چیز سے بنا ہو۔ (ت)

مرجان[۱۰]۔ تبیین[۱] الحقائق ومعراج[۲] الدرایہ وغایۃ[۳] البیان وتوشیح[۴] وعنایہ[۵] ومحیط[۶] وخزانۃ[۷] الفتاوٰی وبحر[۸] ونہر[۹] وہندیہ[۱۰] وغیرہا عامہ کتب میں اس سے جواز کی تصریح ہے مگر فتح[۱] میں ممانعت واقع ہوئی در مختار[۲] وخادمی[۳] نے ان کا اتباع کیا شیخ[۴] الاسلام غزی نے بھی اسی طرف میل فرمایا اور اُن کے شیخ محقّق نے بحر میں فرمایا وہ سہو ہے نہر نے فرمایا سبق قلم ہے اور جواز ہے۔

---

202 تبیین الحقائق باب التیمم مطبع الامیریہ مصر ۱/۳۹

203 فتاوٰی ہندیہ فصل فیما یجوز بہ التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۷

204 حلیہ

كما فی الازهری و ش واغرب(۱) عبدالحلیم فقال اُخذًا عن المنح اولعلهما توارد علیه فانه یقول اقول: انه لیس بسهو بل الظاهر انه قام عنده انه ینعقد من الماء کاللؤلؤ فحینئذ یکون النزاع لفظیا کما لایخفی[205] اهـ.

اقول: بل حقیقیا کما لایخفی وکون المبنی ممالو اتفقوا علیه لاتفقوا علی الحکم لایرفع الاختلاف فی المعنی بل یوجبه عند الاختلاف فی المبنی وعبارة المنح علی مافی ش اقول الظاهر انه لیس بسهو لانه انما منع جواز التیمم به لما قام عنده من انه ینعقد من الماء کاللؤلؤ فان کان الامر کذلك فلاخلاف فی منع الجواز والقائل بالجواز انما قال به لما قام عنده من انه من جملة اجزاء الارض فان کان کذلك فلاکلام فی الجواز والذی دل علیه کلام اهل الخبرة بالجواهر ان له شبهین شبها بالنبات وشبها بالمعادن وبه افصح ابن الجوزی فقال انه متوسط بین عالمی النبات والجماد فیشبه الجماد بتحجره ویشبه النبات بکونه اشجارًا

جیسا کہ ازہری اور شامی میں ہے اور علامہ عبدالحلیم رومی نے عجب بات کی۔انہوں نے منح الغفار سے اخذ کرکے کہا یادونوں ہی حضرات کاتوارد ہوا۔لکھتے ہیں: "**میں کہتاہوں** یہ سہو نہیں۔بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہی ٹھہرا کہ وہ پانی سے بنتاہے جیسے موتی۔تو اس وقت نزاعِ لفظی رہ جائے گا۔جیسا کہ عیاں ہے"اھ۔(ت)

اقول: بلکہ نزاع حقیقی ہوگا جیسا کہ آشکارا ہے۔اگر بنائے اختلاف ایسا امر ہو کہ اس پر اتفاق ہوتا توحکم پر بھی اتفاق ہوتا اس سے معنوی طور پر اختلاف ختم نہیں ہوجاتابلکہ اگر مبنٰی مختلف ہے تواختلاف لازم ہے۔منح الغفار کی عبارت جیسا کہ شامی میں ہے اس طرح ہے: میں کہتاہوں،ظاہر یہ ہے کہ سہو نہیں اس لیے کہ انہوں نے جواز تیمّم سے اس لیے منع کیا کہ ان کے نزدیک یہی ٹھہرا کہ وہ پانی سے بنتاہے جیسے موتی۔تواگر حقیقت امر یہی ہوتو منع جواز میں کوئی اختلاف نہیں اور قائل جواز نے جائز اس لیے کہا کہ اس کے نزدیک یہی ٹھہرا کہ وہ اجزائے زمین سے ہے تواگر وہ ایسا ہی ہو تو جواز میں کوئی کلام نہیں۔جوہر شناسوں کے کلام سے یہ معلوم ہوتاہے کہ اس میں دو مشابہتیں پائی جاتی ہیں ایک مشابہت نبات سے ہوتی ہے اور ایک مشابہت معدنیات سے ہوتی ہے۔ابن الجوزی نے اسے

[205] خادمی للعبدالحلیم خادمی باب التیمم مطبع در سعادة مصر ۱/ ۳۶

نابتةً فی قعر البحر ذوات عروق واغصان خضر متشعبة قائمة[206] اھ۔قال ش اقول وحاصله المیل الی ماقاله فی الفتح لعدم تحقق کونه من اجزاء الارض ومال محشیه الرملی الی مافی عامة الکتب من الجواز وکانّ وجهه ان کونه اشجارا فی قعر البحر لاینافی کونه من اجزاء الارض لان الاشجار التی لایجوز التیمّم علیهاھی التی تترمد بالنار وھذا حجر کباقی الاحجار یخرج فی البحر علی صورة الاشجار فلھذا جزموا فی عامة الکتب بالجواز فیتعین المصیر الیه[207]۔	صاف طور پر بیان کیا۔وہ لکھتے ہیں کہ یہ عالم نبات وعالم جماد کے درمیان متوسط ہے۔اپنے تحجر اور پتھر کی طرح ٹھوس ہونے میں جماد کے مشابہ ہے اور اس بات میں نبات کے مشابہ ہے کہ سمندر کی گہرائی میں اس کے، رگوں اور پھوٹی ہوئی کھڑی ہری ہری ڈالیوں والے اُگنے والے درخت ہوتے ہیں۔اھ۔(ت) علامہ شامی لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں اس کا حاصل اس جانب میلان ہے جو فتح القدیر میں لکھا ہے اس لیے کہ اس کا اجزائے زمین سے ہونا متحقق نہ ہوا اور اس کے محشّی رملی کا میلان اس طرف ہے جو عامہ کتب میں جواز تحریر ہے۔شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ سمندر کی گہرائی میں درخت ہونا اجزائے زمین سے ہونے کے منافی نہیں اس لیے کہ جن درختوں سے تیمّم جائز نہیں یہ وہ ہیں جو آگ سے راکھ ہوجاتے ہیں اور مرجان (مونگا) دوسرے پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے جو سمندر میں درختوں کی طرح نکلتا ہے اسی لیے عامہ کتب میں جواز پر جزم کیا تو اس کی طرف رجوع متعین ہے۔(ت)

اقول: اصحاب[1] احجار نے اس[2] کے حجر ہونے کی تصریح کی اور اسے حجر شجری کہانہ کہ شجر حجری، جامع ابن بیطار میں ارسطو سے ہے:

البُسُذ والمرجان حجر واحد غیران المرجان اصل والبسذ فرع ینبت والمرجان متخلخل مثقب والبسذ ینبسط کما تنبسط اغصان الشجرة ویتفرع	بُسذ اور مرجان ایک ہی پتھر کو کہتے ہیں۔فرق یہ ہے کہ مرجان اصل ہے اور بُسذ فرع۔یہ اگتا ہے۔اور مرجان میں تخلخل اور سوراخ ہوتا ہے اور بسذ درخت کی ڈالیوں کی طرح پھیلتا ہے اور ڈالیوں کی طرح

206 ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۶

207 ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۶

مثل الغصون[208]۔	اس میں شاخیں بھی نکلتی ہیں۔(ت)

مخزن میں ہے:

مرجان جسمے حجری شبیہ بساق وشاخ درخت ست[209]۔	مرجان ایک حجری جسم ہے جو درخت کی ساق وشاخ کے مشابہ ہوتا ہے۔(ت)

تحفہ میں ہے:

بُسّد اسم مرجان ست وآں سنگے ست با قوت نباتیہ کہ از قعر دریا مے روید[210]۔	بسد مرجان کا نام ہے اور وہ ایک نباتی قوت رکھنے والا پتھر ہے جو دریا کی گہرائی سے اُگتا ہے۔(ت)

انوار الاسرار میں ہے:

حجر المرجان ینبت فی البحر[211]۔	سنگِ مرجان سمندر میں اُگتا ہے۔(ت)

اور نبات[1] سے اس کی مشابہت اور اس کے سبب علامہ ابن الجوزی کا اسے عالمِ جماد وعالمِ نبات میں متوسط فرمانا اور اسی کو مؤدی ہے وہ قول کہ انوار لاسرار میں نقل کیا:

قیل هو اول المتولدات النباتیة واٰخر المتولدات الحجر[212]۔	کہا گیا وہ اول نباتی مولدات میں سے اور آخر حجری مولدات میں سے ہے۔(ت)

اسے حجر سے خارج اور شجر میں داخل نہیں کرنا جس[2] طرح کھجور کو کہنا کہ وہ عالمِ نبات وعالمِ حیوانات میں متوسط ہے نر ومادہ ہوتی ہے اور مادہ جانبِ نر میل کرتی ہوئی دیکھی جاتی ہے، تلقیح سے بارور ہوتی ہے اسے نبات سے خارج اور حیوانات میں داخل نہیں کرتا ولہذا تذکرہ انطاکی میں یہ لکھ کر:

بُسُذ بالمعجمة هوالمرجان اواصله والمرجان فرع و العكس وهو جامع بين النباتية والحجرية لانه يتكون ببحر	بسذ۔ بذال معجمہ۔ یہ مرجان یا اس کی اصل ہے اور مرجان فرع ہے یا بر عکس۔ وہ نباتیت اور حجریت کے مابین ہے اس لیے کہ وہ افریقہ اور

---

208 جامع ابن بیطار

209 مخزن الادویہ فصل المیم مع الراء مطبوعہ منشی نولکشور کانپور ص ۵۹۱

210 تحفۃ المومنین الباء مع السین علی حاشیۃ مخزن الادویۃ صل ۱۴۲

211 انوار الاسرار

212 انوار الاسرار

الروم ممایلی افریقیة وافرنجة حیث یجزر ویمد فتجذب الشمس فی الاول الزئبق والکبریت ویزدوجان بالحرارة ویستحجر فی الثانی للبرد،فاذا عاد الاول ارتفع متفرعا لترجرجه بالرطوبة[213]۔	فرنگ کے قریب بحر روم میں پیدا ہوتا ہے جہاں مدوجزر واقع ہوتا ہے تو دھوپ جزء میں پارہ اور گندھک کھینچ لیتی ہے اور حرارت سے دونوں میں ملاپ ہوجاتاہے اور مد میں وہ برودت کی وجہ سے پتھر بن جاتاہے پھر جب جزر آتا ہے تو رطوبت سے اضطراب وحرکت کی وجہ سے شاخدار ہو کر بلند ہوجاتاہے۔(ت)

آخر میں یہی لکھا کہ:

وھو اصبر الاحجار علی الاستعمال[214]۔	اور وہ استعمال میں سارے پتھروں سے زیادہ پائدار ہے۔(ت)

لاجرم اس سے جواز تیمّم میں شک نہیں اور قول فتح کی نفیس توجیہ وہ کہ علامہ مقدسی نے ارشاد فرمائی کہ ان کی مراد مرجان سے چھوٹے موتی ہیں کہ انہیں بھی مرجان کہتے ہیں کمافی القاموس (جیساکہ قاموس میں ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

ذہب ۱۱ وفضّہ (سونااور چاندی) یعنی معادن سبعہ کہ سات ۷ ہیں کہ ان کے بارے میں عبارتیں بھی سات طورپرآئی ہیں:

(۱) مطلقاً ممانعت یہی عامہ کتب میں ہے ۱تحفہ و۲بدائع و۳ظہیریہ و۴خانیہ و۵خزانۃ الفتاوی و۶سراجیہ و۷خزانہ و۸کافی و۹ایضاح و۱۰زادالفقہا و۱۱جلابی و۱۲برجندی و۱۳منیہ و۱۴مسکین و۱۵ہندیہ و۱۶ محیط و۱۷جواہر اخلاطی وغیرہا میں ذہب اور زادالفقہا و تحفہ وایضاح کے سوا باقی ۱۴ میں **فضہ** اور سراجیہ ومسکین ومحیط وجواہر کے سوا باقی ۱۳ نیز ۱۴حلیہ میں **حدید** اور ۱خانیہ و۲خلاصہ و۳ظہیریہ و۴سراجیہ و۵خزانہ و۶کافی و۷منیہ و۸مسکین وجواہر اخلاطی میں **رصاص** اور ۱تحفہ و۲بدائع و۳ظہیریہ و۴خانیہ و۵خلاصہ و۶خزانہ و۷ایضاح و۸غنیہ و۹ہندیہ میں **صفر** اور ماورائے تحفہ وایضاح باقی سات اور ۸حلیہ میں **نحاس** کی نسبت اس کی تصریح ہے۔

(۲) بلاذکر قید مطلقاً جواز جامع الرموز میں ہے:

لابالحجرین والحدید کمافی الخزانة وغیرہ	سونے چاندی اور لوہے سے نہیں جیساکہ خزانہ وغیرہ

---

[213] تذکرہ داؤد انطاکی حرف الباء لفظ بسذ کے تحت مذکور ہے مصطفی البابی مصر ۱/ ۷۵

[214] تذکرہ داؤد انطاکی حرف الباء لفظ بسذ کے تحت مذکور ہے مصطفی البابی مصر ۱/ ۷۵

لکن فی الزاھدی وغیرہ تیمّم بالثلثه والرصاص والنحاس عند ابی حنیفة ومحمد[215]۔	میں ہے لیکن زاہدی وغیرہ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ وامام محمد کے نزدیک ان تینوں سے اور رصاص ونحاس (سیسا وتانبا) سے تیمّم کرسکتا ہے۔(ت)

اقول: یہ نقل[۱] بہت غریب اور بشدت بعید اور بہ تقدیر ثبوت ثالث پر محمول۔

(۳) جب تک اپنی معدن میں ہیں ان سے تیمّم جائز ہے کہ اس وقت وہ جنس ارض سے ہیں کما مر عن[۱] الطحطاوی[۲] عن الازھری عن[۳] العینی (جیسا کہ طحطاوی کے حوالہ سے گزرا، انہوں نے ازہری سے نقل کیا انہوں نے عینی سے۔ت) جب گلائے جلائے پگھلائے جائیں اب جائز نہیں کما تقدم عن[۴] الظھیریة و[۵] الخلاصة و[۶] الخزانه و[۷] شرح قاضیخان و[۹] صدر الشریعة (جیسا کہ ظہیریہ، خلاصہ، شرح قاضیخان، تبیین اور صدر الشریعۃ کے حوالہ سے بیان ہوا۔ت) طحطاوی علی الدر المختار مین تبیین کی عبارتِ مارہ نقل کرکے فرمایا:

ھذا یفید جواز التیمّم علیھا فی محالھا ولو من غیر غبار علیھا ثم ذکر الفاصل بین جنس الارض وغیرہ وذکر ان ماینطبع ویذوب لیس من جنسھا وھو یفید عدم الجواز[216] اھ اقول (۲) ھی فی محالھا مختلطة بالتراب غیر متمیزة عنه فالفرض خلاف الواقع۔	اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب تک اپنے محل میں رہیں ان پر تیمّم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔ پھر جنسِ زمین اور غیر جنسِ زمین میں حدِ فاصل بیان کی اور یہ بتایا کہ جو ڈھلے اور پگھلے وہ جنسِ زمین سے نہیں اور اس سے عدم جواز مستفاد ہوتا ہے اھ اقول یہ جب اپنے محل میں ہو تو مٹی سے مخلوط ہوتے ہیں اس سے الگ نہیں ہوتے تو جو فرض کیا ہے وہ خلاف واقع ہے۔(ت)

(۴) مٹّی سے مخلوط ہوں تو جائز ورنہ نہیں درر میں ہے:

علی ظاھر من جنس الارض کذھب و فضة مختلطین بالتراب او حنطة وشعیر علیھما غبار[217]۔	جنس زمین کی کسی پاک چیز پر جیسے سونا اور چاندی جو مٹّی سے مخلوط ہوں یا گیہوں اور جو جن پر گرد پڑی ہوئی ہو۔(ت)

[215] جامع الرموز باب التیمم مطبع گنبد ایران ۱/ ۱۲۸

[216] طحطاوی علی الدر المختار باب التیمم مطبع گنبد ایران ۱/ ۱۲۸

[217] دُرر غرر لملّا خسرو باب التیمم دار السعادۃ مصر ۱/ ۳۱

(۵) گلانے کے بعد جائز نہیں اور اس سے پہلے اگر مٹّی سے مخلوط ہوں اور مٹّی غالب ہو تو جائز ورنہ نہیں، ا محیط سرخسی و ۲ بحر و ۳ ہندیہ میں ہے:

لوتیمّم بالذھب والفضۃ ان مسبوکا لایجوز وان لم یکن مسبوکا وکان مختلطا بالتراب والغلبۃ للتراب جازاھ قال البحر فعلم بھذا ان مااطلقہ فی فتح القدیر محمول علی ھذا التفصیل[218]اھ ومثلہ عبدالحلیم **اقول:** (۱) لم یتواردا موضعا واحدا ولاحاجۃ الی الحمل کما ستعرف ان شاء اللہ تعالٰی۔	سونے چاندی سے تیمّم کیا اگر گلایا ہوا ہو تو جائز نہیں۔ اگر گلا ہوا نہ ہو اور مٹّی سے مخلوط ہو اور مٹّی غالب ہو تو جائز ہے اھ۔ بحر میں کہا: اس سے معلوم ہوا کہ فتح القدیر میں جو مطلقًا بیان کیا ہے وہ اسی تفصیل پر محمول ہے اھ۔ اسی کے مثل عبدالحلیم نے فرمایا۔ اقول (محیط و بحر) دونوں کا توارد ایک محل پر نہیں اور دوسری عبارت کو پہلی پر محمول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب معلوم ہوگا۔ (ت)

(۶) گلائے ہوں یا بے گلائے اگر مٹّی سے مخلوط ہوں اور مٹّی غالب تو جائز ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے:

لواختلط تراب بغیرہ کذھب وفضۃ ولو مسبوکین فلو الغلبۃ لتراب جازوالالا خانیۃ ومنہ علم حکم التساوی[219]اھ ومثلہ الخادمی واعترضہ ط و ش بتصریحھم ان المسبوك لایجوزبہ التیمّم قال ط ولم یتکلم علی مااذا سبك احدھما مع التراب وھوغیر متأت[220]اھ وقال ش ھذا انما یظھر اذاکان یمکن سبکھما بترابھما الغالب علیھما والظاھر انہ غیرممکن[221]اھ **اقول:** رحمکما اللہ ورحمنا بکما اراٴیتما (۲) اذا سُبکا وبُردا واختلطت برادتھما بالتراب	اگر مٹّی دوسری چیز مثلًا سونا چاندی سے مل جائے اگرچہ یہ گلائے ہوئے ہوں تو اگر مٹّی غالب ہے تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔ خانیہ۔ اسی سے برابری کا حکم بھی معلوم ہوگیا اھ۔ اسی کے مثل خادمی نے لکھا۔ اس پر طحطاوی اور شامی نے یہ اعتراض کیا کہ علما نے صراحت فرمائی ہے کہ گلے ہوئے سے تیمّم جائز نہیں۔ طحطاوی نے فرمایا: مٹّی کے ساتھ ان دونوں کو گلایا ہی نہیں جاسکتا اھ۔ اور شامی نے فرمایا: یہ بات اسی وقت واضح ہو کر سمجھ میں آسکتی ہے جب ان دونوں کو اس مٹّی کے ساتھ جو ان پر غالب ہے گلانا ممکن ہو اور ظاہر یہ ہے کہ ایسا ممکن نہیں اھ اقول آپ دونوں حضرات

---

218 البحرالرائق باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۴۸
219 درمختار باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۴۲
220 طحطاوی علی الدرالمختار باب التیمم دارالمعرفت بیروت ۱/ ۱۲۸
221 ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۷

فھل لاتعتبر الغلبۃ۔	پر خدا رحمت فرمائے اور آپ کی برکت سے ہم پر بھی رحم فرمائے۔ بتایئے اگرانہیں گلادیاجائے اور ان کابرادہ مٹی سے مخلوط ہوجائے توکیاغلبہ کااعتبار نہ ہوگا۔(ت)

(۷) مجمع الانہر میں سوم وششم کو جمع کیا کہ جب تک اپنے معدن میں ہوں یامٹّی سے مخلوط و مغلوب توجائز ہے ورنہ نہیں۔

حیث قال لایجوز بالمعادن الاان یکون فی محلھا ومختلطًا بالتراب والتراب غالب[222]۔	"انہوں نے یوں فرمایا: معادن سے تیمّم جائز نہیں مگرجب کہ یہ اپنے محل میں ہوں یامٹی سے مخلوط ہوں اور مٹّی غالب ہو" (توجائز ہے)۔(ت)

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں قول سوم کی یہ توجیہ فرمائی کہ وہ جب تک معدن میں ہیں ان پر مٹّی ہوتی ہے۔اس مٹّی سے تیمّم جائز ہے نہ کہ اُن سے۔

حیث قال خرجت المعادن الا ان تکون فی محالھا فیجوز للتراب الذی علیھا لابنفسھا[223]اھ۔ **اقول:** وبہ اندفع ماظن العلامۃ ط من التنافی بین قولی التبیین۔	وہ فرماتے ہیں: معادن اس سے خارج ہوگئے مگر جب کہ وہ اپنے محل میں ہوں تو تیمّم جائز ہوگا خود ان سے نہیں بلکہ اس مٹّی کی وجہ سے جو ان پر چڑھی ہوئی ہے۔(ت) **اقول:** اسی سے وہ منافات بھی دفع ہوگئی جو علامہ طحطاوی نے تبیین کی دونوں عبارتوں کے درمیان گمان کی۔(ت)

در مختار نے اس میں ایک اور قید بڑھائی کہ مٹّی اتنی ہو کہ ہاتھ پھیرے سے نشان بنے،

حیث قال لابمعادن فی محالھا فیجوز [عہ]	معدنیات جواپنے محل میں ہوں ان معدنیات سے نہیں،تو

عــہ: قال ط قولہ فیجوز لاوجہ للتفریع[224] اھ **اقول:** (۱) لیس تفریعا بل تعلیل للنفی المستفاد	طحطاوی نے درمختار کی عبارت "فیجوز" (توجائز ہے) پر یہ اعتراض کیاہے کہ تفریع کی کوئی وجہ نہیں اھ۔ **اقول:** (میں کہتاہوں) یہ تفریع نہیں بلکہ ان کے (باقی برصفحہ آیندہ)

[222] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب التیمم داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۸
[223] فتح القدیر باب التیمم مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۱۶
[224] طحطاوی علی الدرالمختار باب التیمم دارالمعرفہ بیروت ۱/ ۱۲۸

لتراب علیھا۔وقیدہ الاسبیجابی بان یستبین اثر التراب بمدیدہ علیہ وان لم یستبن لم یجز وکذا کل ما لایجوز التیمّم علیہ کحنطہ وجوخۃ فلیحفظ[225]۔	اس مٹی کی وجہ سے تیمّم جائز ہے جو ان پر پڑی ہوئی ہے۔ اسبیجابی نے اس میں یہ قید بڑھائی کہ مٹّی اتنی ہو کہ اس پر ہاتھ پھیرنے سے مٹّی کا نشان ظاہر ہو اور اگر نشان نہ ظاہر ہو تو جائز نہیں۔اسی طرح ہر وہ چیز جس پر تیمّم جائز نہیں جیسے گیہوں اور تو اسے ذہن نشین رکھنا چاہیے۔(ت)

حلیہ میں سوم وچہارم کو غلبہ تراب سے مقید فرمایا۔

حیث قال ثم ماوقع لبعضھم من ان ھذہ المعادن ان کانت مسبوکہ لایجوز وان کانت غیرمسبوکۃ مختلطۃ بالتراب یجوز ولبعضھم من انھا مادامت فی معادنھا فی الارض لم یصنع منھا شیئ جاز فاذا صنع منھا شیئ لایجوز اذالم یکن علیھا غبار فالظاھران مرادھم کما فی المحیط للامام رضی الدین و ان لم یکن مسبوکا وکان مختلطا بالتراب والغلبۃ للتراب جاز انتھی فان ھذا	اس کی عبارت اس طرح ہے: پھر یہ جو بعض حضرات کی عبارات میں آیا کہ یہ معدنیات اگر گلائے جاچکے ہوں تو تیمّم جائز نہیں اور اگر بغیر گلائے ہوئے مٹّی سے طے ہوئے ہوں تو جائز ہے۔اور بعض حضرات کی عبارات میں آیا کہ یہ جب تک زمین کے اندر اپنی کانوں میں ہوں ان سے کچھ بنایا نہ گیا ہو تو جائز ہے پھر جب ان سے کچھ صنعت ہو گئی تو اس سے جائز نہیں جبکہ اس پر غبار نہ ہو۔توظاہر یہ ہے کہ ان کی مراد۔جیسا کہ امام رضی الدین کی محیط میں ہے۔یہ ہے کہ اگر گلائے ہوئے نہ ہوں اور مٹّی سے مخلوط ہوں اور مٹی غالب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) من قولہ فی محالھا ای لایجوز التیمم بمعادن ولوکانت فی محالھا فان التیمّم بھا اذ ذاك انما یجوز لتراب علیھا لابھا ۱۲منہ غفرلہ(م)	قول "فی محالّھا" (جو اپنے محل میں ہوں) سے جو نفی مستفاد ہوتی ہے اس کی تعلیل ہے۔یعنی تیمّم معدنیات سے جائز نہیں اگرچہ وہ اپنے محل میں ہوں اس لیے کہ اس وقت ان سے تیمّم اس مٹّی کی وجہ سے جائز ہوتا ہے جو ان پر پڑی ہوتی ہے خود ان سے نہیں۔۱۲منہ غفرلہ۔(ت)

---

225 درمختار باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۴۲

القید لابدمنه فیما یظهر کما صرحوا به فی غیره سیذکره المصنّف فی مسألة اختلاط الرماد بالتراب ثم لایخفی ان هذا فی الحقیقة بالتراب لاباعیان هذه المعادن فیتفرع علی هذا انه یجوز عند الکل لکن فی فتاوی الولوالجی فلوکان مخلوطا بالتراب ان کانت الغلبة للتراب یجوزعند ابی حنیفة ومحمد وعند ابی یوسف لایجوز [226] اھ مافی الحلیة۔ **اقول:** ابویوسف لایجیز الابالتراب الخالص حتی لم یجز بالغبار لمما زجة الهواء ولابالارض الندیة لمما زجة قلیل من الماء فکیف یجیز بما خالطه ذهب وفضة فالصواب مع الولوالجی۔	ہو تو جائز ہے، انتہی۔اس لیے ظاہرًا یہ قید ضروری ہے جیسا کہ دوسری چیز کے بارے میں ان حضرات نے تصریح فرمائی ہے۔اور مٹی سے راکھ مل جانے کے مسئلہ میں عنقریب اسے مصنّف بھی بیان کریں گے۔پھر یہ بھی مخفی نہ رہے کہ درحقیقت یہ مٹی سے تیمّم ہے ان معدنیات سے نہیں تو اس پر یہ متفرع ہوگا کہ یہ تو سب کے نزدیک جائز ہے۔لیکن فتاوٰی والوالجی میں ہے کہ مٹّی سے مخلوط ہے اگر مٹی غالب ہے تو امام ابوحنیفہ وامام محمد کے نزدیک جائز ہے اور امام ابویوسف کے نزدیک جائز نہیں۔حلیہ کی عبارت ختم ہوئی۔(ت) **اقول:** امام ابویوسف خالص مٹی کے سوا کسی چیز سے تیمّم جائز نہیں کہتے۔یہاں تک کہ انہوں نے غبار اور تر زمین سے بھی تیمّم جائز نہ کہا اس لیے کہ غبار میں ہوا کی آمیزش ہوتی ہے اور تر زمین میں کچھ پانی کی آمیزش ہوتی ہے پھر وہ اس مٹّی سے تیمّم کیسے جائز کہہ سکتے ہیں جس میں سونا چاندی ملے ہوئے ہوں توصواب ودرستی والوالجی کے ساتھ ہے۔(ت)

ردالمحتار میں قولِ درمختار **فیجوز لتراب علیها** (تو اس مٹّی کی وجہ سے جائز ہے جو ان پر پڑی ہوئی ہے۔ت) کو اسی غلبہ تراب سے مقید کیا اور قول سوم کے اطلاق کو غالب پر محمول کہ جب تک وہ معادن میں ہیں غالبًا مٹّی ہی غالب ہوتی ہے اور اب اس قید ظہور اثر پر کہ درمختار نے زائد کی تھی اعتراض فرمایا کہ بحال غلبہ تراب اس کی کیاحت؟

حیث قال قوله فیجوز ای اذا کانت الغلبه للتراب کما فی الحلیة عن المحیط ولعل من اطلق	اس کے الفاظ اس طرح ہیں: **قوله فیجوز** تو جائز ہے، یعنی جب مٹّی غالب ہو تو جائز ہے، جیسا کہ حلیہ میں محیط کے حوالہ سے ہے۔اور جس نے اسے مطلقًا بیان کیا ہے شاید اس نے

226 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

بناہ علی انھا مادام فی محالھا تکون مغلوبۃ بالتراب بخلاف ما اذا اخذت للسبك لان العادۃ اخراج التراب منھا قولہ وقیدہ الاسبیجابی کذا فی النھر وظاھرہ ان الضمیر راجع الی التیمّم بالمعادن لکن اذاکانت مغلوبۃ بالتراب لایحتاج الی ھذا القید[227]۔	اس پر بنیاد رکھی کہ جب تک یہ معادن اپنے محل میں ہوتے ہیں مٹّی سے مغلوب ہوتے ہیں اور جب گلانے کے لیے لئے جاتے ہیں تو یہ حالت نہیں ہوتی اس لیے کہ عادت یہ ہے کہ اس وقت ان سے مٹّی نکال لی جاتی ہے۔قولہ وقیدہ الاسبیجابی (اسبیجابی نے ہاتھ پھیرنے سے مٹی کانشان بننے کی قید بڑھائی ہے) ایسا ہی نہر میں ہے اس کلام کاظاہر یہ ہے کہ معدنیات سے تیمّم کی طرف ضمیر راجع ہے لیکن جب وہ مٹّی سے مغلوب ہوں تو اس قید کی ضرورت نہیں۔(ت)

اقول: ظاہرًا ذہن علامہ شارح میں بہ تبعیت نہر یہ تھا کہ سونا چاندی اپنے معادن میں بڑے بڑے قطعے مٹّی چڑھے ہوئے ملتے ہیں اور اسی طرف ' کلام فتح مشیر کہ فیجوز لتراب علیھا (تو اس مٹی کی وجہ سے جائز ہے جو ان پر پڑی ہوئی ہے۔ت) اور مسموع یہ ہے کہ وہ اپنے معدن میں ریزہ ریزہ ہی ہوتے ہیں وہاں سے نکال کر مٹّی سے صاف کرکے ان کے پتر اینٹ وغیرہ بناتے ہیں۔

کماذکرہ ابن سینا وغیرہ قال ابن البیطار فی الزئبق ابن سینا منہ منقی من معدنہ ومنہ ماھو مستخرج من حجارۃ معدنہ بالنار کاستخراج الذھب والفضۃ وحجارۃ معدنہ کالزنجفر ویظن دیسقوریدوس وجالینوس انہ مصنوع کالمرتك لانہ مستخرج بالنار فیجب ان یکون الذھب ایضا مصنوعا[228]۔	جیسا کہ ابن سینا وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ابن بیطار نے زیبق کے بارے میں لکھا ہے: "ابن سینا نے کہا: اس میں کوئی وہ ہوتا ہے جو اپنی کان سے صاف ستھرا نکلتا ہے اور کوئی وہ ہوتا ہے جو اپنی کان کے پتھروں سے آگ کے ذریعہ نکالا جاتا ہے جیسے سونا چاندی کو نکالا جاتا ہے،اور اس کی کان کے پتھر شنگرف کی طرح ہوتے ہیں اور دیسقوریدوس اور جالینوس کا خیال ہے کہ وہ مردار سنگ کی طرح مصنوعی ہوتا ہے کیونکہ آگ کے ذریعہ نکالا جاتا ہے اس بنیاد پر تو یہ بھی لازم آئے گا کہ سونا بھی مصنوعی ہو۔" (ت)

اس تقدیر پر بلاشبہ غلبہ تراب ضرور اور ۲ ظہور اثر کی قید مہجور اور قول علامہ شامی منصور ۳ وللحلیۃ فی محل

[227] ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۶

[228] جامع ابن بیطار

الجزم ذکر الظھور (اور بغیر گلائے ہوئے، مٹی سے مخلوط ہونے کی صورت میں، مٹی کے غلبہ کی قید سے مقید کرنے کے لیے) حلیہ کو "ظاہر" کہنے کی بجائے اسے بطور جزم ذکر کرنا چاہئے۔ت)

اقول: بلکہ (۱) اگر بڑے بڑے قطعے بھی ہوں اوران پر مٹّی چڑھی ہوئی ہو جب بھی اس قید کی حاجت نہیں نہ غلبہ کی ضرورت، صرف اتناچاہئے کہ ہاتھ تراب سے مَس کرنے نہ ان چیزوں سے ظہور[۲] اثر کی قید کہ امام اسبیجابی نے ذکر فرمائی صورت غبار میں ہے، سخت مٹی کی تہ اگر کسی چیز پر چڑھی ہو کہ ہاتھ پھیرے سے نشان نہ بنے تو بلا شبہ اس پر تیمّم جائز ہے، جیسے پتھر پر بالجملہ یہ اختلافات ہیں جو اس مسئلہ میں آئے۔

وانا اقول: وباﷲ التوفیق (اور میں کہتاہوں،اور توفیق اللہ تعالٰی ہی کی جانب سے ہے۔ت) قول[۳] فیصل یہ ہے کہ ذہب وفضّہ وغیرہما معادن سبعہ یقیناً جنسِ ارض سے نہیں اور ان پر تیمّم نہیں ہوسکتا **کما فی الفتح والحلیۃ والبحر والدر وغیرھا** (جیسا کہ فتح القدیر، حلیہ ،البحرالرائق اور در مختار وغیرہا میں ہے۔ت) اور یہ ہے وہ کہ عامہ کتب میں ہے[۴] **ولاحاجۃ الی التفصیل کما زعم البحر** اور بحر نے (فتح القدیر کے مطلق کو تفصیل پر محمول ہونے کا) جو گمان کیااس تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں۔ت) خلط تراب کامسئلہ کچھ ان کی خصوصیت نہیں رکھتا ہراس چیز کو عام ہے جس سے تیمّم ناجائز ہو اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر ان کے ریزے مٹی میں مخلوط ہوں خواہ گلانے سے پہلے جیسے معدن میں یاگلانے کے بعد بُرادہ کرکے بہر حال غلبہ تراب ضرور ہے اگراگر بڑے بڑے قطعے یاپتر یاان کے بنے ہوئے برتن یازیور ہوں تو اگر ان پر مٹّی کالیس چڑھاہے تیمّم جائز اور اگر غبار پڑا ہے تو اتنا ضرور ہے کہ ہاتھ پھیرے سے انگلیوں کا نشان بنے یہ ہے تحقیق حقیق بالقبول اور اسی پر عامہ اقوال محمول وباﷲ التوفیق۔

مسئلہ[۲] **خلط۔** جنس ارض میں جب اس کا غیر مل جائے تواس سے تیمّم جائز ہے یا نہیں،اس میں عبارات چار[۴] طور پر آئیں۔

(۱) کہ جادہ واضحہ مالوفہ اور شرع مطہر کا قاعدۂ معروفہ ہے کہ غلبہ ارض پرمدار ہے اگر جنس ارض غالب ہے جائز ورنہ نہیں فائدہ پنجم میں خانیہ وظہیریہ وخزانہ وحلیہ و جامع الرموز و مراقی الفلاح و در مختار و ہندیہ سے اس کی عبارات گزریں اسی طرح منیہ وغیرہا میں ہے یعنی اگر جنسِ ارض مغلوب یادونوں مساوی ہوں دونوں حال میں ناجائز۔

کما تقدم عن الدر ونقل العلامۃ الازھری عن نوح افندی ان الغلبۃ للتراب یجوز وان للرماد لاقال	جیسا کہ در مختار کے حوالہ سے گزرا اور علامہ ازہری نے نوح آفندی سے یہ نقل کیا: "اگر مٹّی غالب ہے تو جائز ہے اور اگر راکھ غالب ہے تونہیں۔اور

ومنه علم حکم المساوی[229] اھ۔	اسی سے مساوی کا حکم بھی معلوم ہوگیا۔" اھ (ت)
اقول: اقتفی(۱) اثر الدر ولم یفرق فان نظم الدر لو الغلبة للتراب جاز والالاومنه علم حکم التساوی[230] اھ ووقع فی الدر ایضا تبعا للبحر عن المحیط یجوز بطین غیرمغلوب بماء[231] اھ فزعم العلامة ط ان الظاهر من کلامه ان المساوی فی حکم غیر المغلوب بالماء والذی یأتی فی قوله و الحکم للغالب انه لایجوز بالمساوی[232] اھ۔	**اقول:** انہوں نے در مختار کے نشان قدم کی پیروی کی مگر امتیاز نہ کرسکے اس لیے کہ در مختار کی عبارت اس طرح ہے: "اگر مٹی غالب ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔اور اسی سے برابری کا حکم بھی معلوم ہوگیا" اھ۔ درمختار میں بہ تبعیتِ بحر، بحوالہ محیط یہ عبارت بھی آئی ہے: "مٹی جو پانی سے مغلوب نہ ہو اس سے تیمّم جائز ہے" اھ۔ اس پر علامہ طحطاوی نے یہ خیال کیا کہ: "ان کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ مساوی اسی کے حکم میں ہے جو پانی سے مغلوب نہ ہو۔ اور ان کی عبارت "والحکم للغالب" (حکم غالب کا ہے) کے تحت یہ آرہاہے کہ مساوی سے جائز نہیں "اھ۔ت)
اقول: نصوا(۲) ان قولك لاافضل منه ینفی المساواة ایضا لانها فی غایة الندرة وانما المعهود التفاضل فاذا انفی الافضل منه ثبت انه الافضل مما عداه (۳) کذا ههنا ثم (۴) کان علیه رحمه الله تعالٰی ان یقول الظاهر من کلامه ان المساوی کالغالب فان کونه غیرمغلوب معلوم نعم رأیت فی الجوهرة اذا خالطه مالیس من جنس الارض و کان المخالط اکثر منه لایجوز	**اقول:** علمانے اس کی صراحت فرمائی ہے کہ "لاافضل منہ" (اس سے کوئی افضل نہیں) سے مساوات کی بھی نفی ہو جاتی ہے اس لئے کہ وہ انتہائی نادر ہے معہود یہی ہے کہ باہم کچھ تفاوت ضرور ہوتاہے۔ توجب "اس سے افضل" کی نفی ہوگئی تو یہ ثابت ہوگیا کہ وہ اپنے علاوہ سب سے افضل ہے ایسا ہی یہاں ہے۔ پھر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو یوں کہنا تھا کہ: ان کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ "مساوی غالب ہی کی طرح ہے" اس لیے کہ اس کا غیر مغلوب ہونا یقینی ہے۔ ہاں

229 فتح المعین باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۹۱
230 الدر المختار باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۴۲
231 در مختار باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۴۲
232 طحطاوی علی الدر المختار باب التیمم مطبع دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۲۸

به التیمّم[233] اھ۔	جوہرہ میں یہ عبارت نظر آئی: "جب مٹی سے غیر جنس زمین مل جائے اور ملنے والی چیز اس سے زیادہ ہو (کان اکثر منه) تو اس سے تیمّم جائز نہیں۔"اھ (ت)

(اس عبارت سے خیال ہوتا ہے کہ ملنے والی چیز اگر مساوی ہو تو تیمّم جائز ہے۔ ۱۲م۔ الف)

اقول: وهو(۱) ان اول بماذکرت و الا فمحجوج بالخانیة وبالقاعدة المطردة اذا اجتمع الحاظر والمبیح فللحاظر الترجیح۔	**اقول**: اگر اس کی بھی وہی تاویل کرلی جائے جو میں نے بیان کی ہے تو ٹھیک، ورنہ اس کے خلاف خانیہ کی عبارت حجت ہے اور یہ عام قاعدہ بھی، کہ جب محرّم ومبیح (ناجائز کرنے والی اور جائز کرنے والی دلیلیں) جمع ہوں تو ترجیح محرّم کو ہوگی۔ (ت)

اور ظاہرًا یہاں لحاظ غلبہ باعتبار اجزا ہی ہے بخلاف آب کہ اس میں اعتبار غلبہ یا باعتبار طبع و باعتبار اسم بھی تھا جس کی تفصیل و تحقیق ہمارے رسالہ النور والنورق ہے۔ حلیہ میں ہے:

ثم لاشك ان الغلبة هنا معتبرة بالاجزاء بلاخلاف بخلاف المخالطة لماء فان فیه خلافا[234]۔	پھر اس میں شک نہیں کہ یہاں بغیر کسی اختلاف کے اجزا کے لحاظ سے غلبہ کا اعتبار ہے جب کہ پانی سے مخالطت میں ایسا نہیں کیوں کہ اس میں اختلاف ہے۔ (ت)

(۲) مطلقًا ناجائز اگرچہ جنس ارض غالب ہو فتح اللہ المعین میں ہے:

ظاهر کلام الزیلعی یقتضی عدم جواز التیمّم بماهو من جنس الارض مطلقًا سواء کانت الغلبة لما هو من جنس الارض ام لا ونصه قال فی المحیط اذاکان الخزف من طین خالص یجوز وان کان من طین خالطه شیئ اٰخر لیس من جنس الارض لایجوز کالزجاج المتخذ من الرمل وشیئ اٰخر لیس من جنس الارض انتهی[235]۔	ظاہر کلام زیلعی کا تقاضا یہ ہے کہ اس صورت میں جنس زمین سے مطلقًا تیمّم جائز نہیں، جبکہ اس سے کوئی دوسری ایسی چیز مل جائے جو جنس زمین سے نہ ہو خواہ جنس زمین غالب ہو یا نہ ہو۔ ان کی عبارت یہ ہے: محیط میں فرمایا جب ٹھیکری خالص مٹی کی ہو تو جائز ہے اور اگر ایسی مٹی کی ہو جس میں کوئی دوسری ایسی چیز ملی ہوئی ہو جو جنس زمین سے نہیں تو ناجائز ہے۔ جیسے وہ شیشہ جو ریت اور کوئی ایسی چیز ملا کر بنایا گیا ہو جو جنس زمین سے نہیں۔ انتہی۔ (ت)

[233] الجوہرة النیرۃ باب التیمم مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۵

[234] حلیہ

[235] فتح اللہ المعین باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۹۱

اقول: اللہ عزوجل سید ازہری پر رحمت فرمائے اور ان کی برکت سے ہم پر۔ یہ تعمیم نہ (۱) امام زیلعی کی مراد نہ ان کے کلام سے مستفاد، نہ اس کے لیے وجہ سداد ورنہ غبار سے بھی ناجائز ہو کہ مخلوط ہے تر زمین سے بھی ناجائز کہ تری کا خلط ہے طین غالب سے بھی ناجائز ہو کہ پانی کا میل ہے اسی طرح بہت نقوض خود کلام زیلعی وجماہیر ائمہ حنفیّہ سے اس پر وارد ہوں گے بلکہ یہاں کلام خزف وزجاج مصنوع میں ہے کہ دونوں میں طبخ کے ساتھ خلط ہوتا ہے تو اگر ظاہر زیلعی سے مستفاد ہوگا تو قول چہارم کہ آتا ہے نہ یہ دوم کہ مذہب صاحب مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ پر محض بے اصل ہے۔

فان قلت لم لایحمل کلام السید ایضا علی ھذا اقول کلا فانہ یستدرك بہ علی مسألۃ الطین وھذا نصہ یجوز بطین غیر مغلوب بماء لکن ظاھر کلام الزیلعی[236] الخ۔	**اگر یہ اعتراض** ہو کہ سید ازہری کے کلام کو بھی کیوں نہ اسی پر محمول کیا جائے۔ اقول (میں کہوں گا) ایسا ہرگز نہ ہو پائے گا اس لیے کہ وہ اس سے مٹی کے مسئلہ پر استدراک کر رہے ہیں ان کی عبارت یہ ہے: "تیمّم ایسی مٹی سے جائز ہے جو پانی سے مغلوب نہ ہو لیکن ظاہر کلام زیلعی الخ"۔ (ت)

(۳) بحالت خامی جو خلط ہو اس میں اسی غلبہ کا اعتبار ہے جو قول اول میں گزرا اور ملا کر پکائیں جلائیں تو مطلقاً تیمّم جائز ہے کہ غیر جنس کے اجزا جل کر خالی جنس ارض رہ جائے گی یہ بحث محقق علی الاطلاق کی ہے **واستحسنہ فی الحلیۃ واقرہ فی البحر** (اور حلیہ میں اسے عمدہ قرار دیا اور بحر میں اسے برقرار رکھا۔ ت) فتح القدیر میں ہے:

من اجزاء الارض الاٰجر المشوی علی الصحیح الا ان خلط بہ مالیس من الارض کذا اطلق فیما رأیت مع ان المسطور فی فتاوٰی قاضیخان التراب اذا خالطہ مالیس من اجزاء الارض تعتبر فیہ الغلبۃ وھذا یقتضی ان یفصل فی المخالط للبن بخلاف المشوی لاحتراق مافیہ ممالیس من اجزاء الارض[237]۔	قول صحیح پر اجزائے زمین ہی سے پکی ہوئی اینٹ بھی ہے مگر یہ کہ اس سے وہ چیز ملی ہوئی ہو جو جنسِ زمین سے نہیں میں نے جہاں تک دیکھا اس میں حکم اسی طرح مطلق ہے حالانکہ فتاوی قاضیخان میں یہ تحریر ہے کہ مٹی میں جب کوئی ایسی چیز مل جائے جو اجزائے زمین سے نہ ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ کچی اینٹ سے ملنے والی (غیر جنس زمین) میں ہی یہ تفصیل کی جائے، پکی میں نہیں کیونکہ اس میں جو غیر جنس کے اجزا ہوتے ہیں وہ جل جاتے ہیں۔ (ت)

---

[236] فتح المعین باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۹۱

[237] فتح القدیر باب التیمم مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۱۲

حلیہ میں ہے :

م لوتیمّم بخزف ان کان متخذا من التراب الخالص ولم یجعل فیه شیئ من الادویة جاز ش سواء کان علیه غبار اولم یکن فان جعل فیه شیئ من الادویة فان کان علیه غبار جاز م وان لم یکن علیه غبار ش لایجوز کذا فی الخانیة وفی الخلاصة والخذف الجدید علی الاختلاف یعنی عند ابی حنیفة یجوز وعن محمد روایتان وقول ابی یوسف متردد ثم قال الااذا استعمل فیه شیئ من الادویة فحینئذ لایجوز[238] اھ۔	متن: اگر ٹھیکری سے تیمّم کیا تو وہ اگر خالص مٹی سے بنی ہو اور اس میں کوئی دواء نہ ڈالی گئی ہو تو جائز ہے۔ شرح: خواہ اس پر کچھ غبار ہو یا نہ ہو پھر اگر اس میں کوئی دوا ملائی گئی ہو و اگر اس پر کچھ غبار ہو تو جائز ہے۔ متن: اور اگر اس پر کوئی غبار نہ ہو۔ شرح: توجائز نہیں۔ایسا ہی خانیہ میں ہے۔اور خلاصہ میں یوں ہے: او ر نئی ٹھیکری میں اختلاف ہے یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد سے دو ۲ روایتیں ہیں اور امام ابی یوسف کا قول متردد ہے۔ پھر فرمایا: مگر جب اس میں کوئی دوا استعمال ہو تو اس وقت جائز نہیں اھ۔
ویشکل اطلاق ھذا بالحکم الاٰتی عن قریب فی اختلاط الرماد بالتراب اذاکان التراب غالبا وبما ھو المسطور فی الفتاوی الخانیة والظھیریة وغیرھما ان التراب اذاخالطه مما لیس من اجزاء الارض غیرالرماد انه ایضا تعتبرفیه الغلبة فان ھذا یقتضی جریان ھذا التفصیل فی المخالط للبن النیئ بخلاف المشوی لاحترق کما نبه علیه شیخنا المحقق رحمه الله تعالٰی فضلا عن اطلاق عدم الجواز اذا خالطه شیئ من ذلك من غیر تفصیل۔	اس عدم جواز کے اطلاق میں اشکال اس حکم سے ہوتا ہے جو عنقریب مٹّی سے راکھ کے مخلوط ہونے کے بارے میں آرہا ہے جب کہ متی غالب ہو۔اواس سے بھی جو فتاوی خانیہ و ظہیریہ وغیرہما میں مرقوم ہے کہ جب مٹّی میں راکھ کے علاوہ کوئی ایسی چیز مخلوط ہو جائے جو اجزائے زمین سے نہیں، تو اس میں بھی غلبہ کا اعتبار ہے۔ کیونکہ اس کا تقاضایہ ہے کہ یہ تفصیل اس چیز مین جاری ہو جو کچی اینٹ سے ملی ہوئی ہو، پکی اینٹ میں نہیں کیونکہ اس میں غیر اجزائے زمین آگ سے جل جاتے ہیں جیسا کہ اس پر ہمارے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ فرمائی ہے۔اس سے کوئی اور چیز ملنے کی صورت میں بلا تفصیل عدمِ جواز کا اطلاق تو در کنار ہے۔(ت)

[238] حلیہ

اقول: حق[1] یہ ہے کہ مدار فناء وبقائے اجزائے غیر جنس پر ہے، پکانے، جلانے، میں جس طرح یہ ضرور نہیں کہ اجزائے دگر باقی رہیں یہ بھی ضرور نہیں کہ فنا ہو جائیں، بلکہ نظران خصوص اجزا اور مقدار احراق پر ہو گی، اگر اجزائے غیر سب جل گئے تو بلاشبہ جواز ہے جس میں مذہب امام پر خلاف کی گنجائش نہیں اور اگر اجزائے ارض پر غالب تھے اور بعد احراق بھی غالب رہے تو بالاجماع عدم جواز ہے، اور اگر مغلوب تھے یا اب احراق سے ایک حصہ فنا ہو کر مغلوب ہو گئے تو قول اول گذشتہ اور قول چہارم آئندہ کا اختلاف ہے، محقق علی الاطلاق کو خشت پختہ میں نفی تفصیل کی گنجائش اس وجہ سے ہوئی جس کی طرف سابقًا ہم نے اشارہ کیا کہ اینٹ کی مٹّی میں عادةً خلط ہوتا ہے تو خس وخاشاک کا کہ وہ احراق سے فنا ہو جاتے ہیں تو خرف[2] میں مطلقًا اس کا اجرا جیسا کہ حلیہ میں واقع ہوا صحیح نہیں **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۴) خام میں خلط اسی تفصیل غلبہ پر ہے اور ملا کر پکانے میں مطلقًا ممانعت اجزائے ارضیہ غالب ہوں خواہ مغلوب یہی ظاہر کلام مذکور [1]محیط و[2]زیلعی و[3]منیہ اور یہی اُس عبارت [4]خلاصہ سے مستفاد جو ابھی حلیہ سے گزری اور یہی مفاد [5]تجنیس و[6]خانیہ و[7]بزازیہ ہے وجیز کردری میں ہے:

الخزف علی الخلاف الااذا جعل فیه شیئ من الادویة[239]۔	خزف میں اختلاف ہے مگر جب کہ اس میں کوئی دواہ ڈال دی گئی ہو۔ (ت)

بحر میں ہے:

وکذا بالخزف الخالص الااذاکان مخلوطا بمالیس منجنس الارض اوکان علیه صبغ لیس من جنس الارض کذا اطلق فی التجنیس والمحیط وغیرهما مع ان المسطور فی قاضیخان الی اٰخر مامر عن الفتح[240]۔	اور ایسے ہی خالص خزف (ٹھیکری) سے۔ مگر جب وہ کسی ایسی چیز سے مخلوط ہو جنس زمین سے نہیں، یا اس پر جنس زمین کے علاوہ کسی چیز کا رنگ چڑھایا گیا ہو تجنیس اور محیط وغیرہما میں ایسے ہی مطلق بیان کیا ہے باوجودیکہ قاضیخان میں یہ مرقوم ہے: اس کے بعد آخر تک وہ ہے جو فتح القدیر کے حوالہ سے گزرا۔ (ت)

خود فتح میں فرمایا کہ ہم نے جتنی کتابیں ملاحظہ فرمائیں سب میں بحال خلط حکم منع یونہی مطلق ہے کما تقدم (جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ ت) البتہ ایک جوہرہ نے اس مسئلہ خزف میں شرطِ غلبہ ذکر کی **کما سبق فی صدر هذا المسألة** (جیسا کہ اس مسئلہ کے شروع میں گزرا۔ ت)

---

239 فتاوٰی بزازیہ مع العالمگیری الخامس فی التیمم مطبع نورانی کتب خانہ پشاور ۴ /۱۷

240 البحر الرائق باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱ /۱۴۸

اقول: مگر انہوں نے کوئی سند ذکر نہ کی اور وہ بشہادت امام محقق علی الاطلاق اس میں متفرد ہیں بلکہ غیاثیہ میں اسی پر اجماع نقل کیا:

حیث قال الخزف اذا استعمل فیه شیئ من الادویة حینئذ لایجوز بالتیمّم به بالاجماع[241]۔	ان کا کلام یہ ہے کہ "خزف میں جب کوئی دوا استعمال کی جائے تو اس وقت اس سے تیمّم بالاجماع جائز نہیں۔" (ت)

اقول: فتح و حلیہ و بحر یہاں فتاوٰی امام قاضیخان سے استناد فرماتے ہیں کہ اعتبار غالب کا ہے مگر خود امام فقیہ النفس نے اسی مسئلہ خزف میں بحال خلط منع مطلق رکھا کہ فرمایا:

لو تیمّم بالخزف ان کان علیه غبار جاز ان لم یکن علیه غبار فان کان متخذا من التراب الخالص ولم یجعل فیه شیئ من الادویة جازو ان جعل فیه شیئ من الادویة ولم یکن علمه غبار لایجوز۔	اگر خزف سے تیمّم کیا تو اگر اس پر غبار ہو، جائز ہے اور اگر اس پر غبار نہ ہو تو یہ صورت ہے کہ اگر وہ خالص مٹی کی بنی ہو اور اس میں کوئی دوا نہ پڑی ہو تو جائز ہے او اگر اس میں کوئی دوا پڑی ہو اور اس پر کوئی غبار نہ ہو تو ناجائز ہے۔ (ت)

وہاں اگر وہ اطلاق تھا کہ:

التراب اذا خالطه مالیس من اجزاء الارض یعتبر فیه الغلبة[242]۔	مٹّی میں جب غیر اجزائے زمین سے کچھ مخلوط ہو جائے تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہے۔ (ت)

تو یہاں یہ اطلاق ہے کہ:

وان جعل فیه شیئ من الادویة لایجوز[243]۔	اور اگر اس میں کوئی دوا پڑی ہو تو ناجائز ہے۔ (ت)

یہ اگر حالت غلبہ پر محمول ہو سکتا ہے وہ حالت غیر طبخ پر،

واستشهد له فی الحلیة بما فی مختارات النوازل یجوز التیمم بالخزف هو الصحیح وبما فی خزانة الفتاوی یجوز	حلیہ میں اس پر ان دو۲ عبارتوں سے استشہاد کیا ہے (۱) مختارات النوازل: "خزف سے تیمّم جائز ہے۔ یہی صحیح ہے"۔ (۲) خزانۃ الفتاوٰی: "خزف سے

241 فتاوٰی غیاثیہ باب التیمم مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۷

242 فتاوٰی قاضی خان فصل فیما یجوز بہ التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۹

243 فتاوٰی قاضی خان فصل فیما یجوز بہ التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۹

بالحزف اذا کان علیہ صبغ لیس من جنس الارض[244] اھ۔

تیمّم جائز ہے مگر جب اس پر کوئی ایسا رنگ چڑھا ہو جو جنس زمین سے نہیں اھ۔ (ت)

اقول: اما(۲) الاول فابعد شیئ عن الشھادۃ لہ فانہ انما ذکر حکم الخزف فی نفسہ وھوکذلك ولم یتعرض لشیئ من العوارض من فکیف یدل علی الجواز بالمخلوط واما الثانی فقریب(۲) منہ فان الخزف کثیرا ما یصبغ والخلط نادر وذکر الغالب وترك النادر غیربعید وقد أیتنی کتبت علی ھامش الحلیۃ ھھنا مانصہ اطلاق الجواز بالخزف اوتقییدہ بما اذالم یکن صبغ مخالف لاینافی اطلاق المنع اذاکان طبخہ مع شیئ مخالف فانہ نادر خارج لایلاحظ الیہ فی افادۃ حکم نفس الخزف بخلاف الصبغ فانہ کثیر اھ ما کتبت علیہ ھذا۔

اقول: اول تو ان کے مطلوب کی شہادت سے انتہائی بعید ہے اس لیے کہ اس میں صرف یہی بیان ہے کہ خود خزف کا کیا حکم ہے؟ تو نفس خزف کا تو وہی حکم ہے مگر اس عبارت میں اس کے عوارض کا کوئی ذکر ہی نہیں پھر اس سے خزف مخلوط کا جواز کیسے دریافت ہو سکتا ہے؟ عبارت دوم بھی اول سے قریب ہی ہے اس لیے کہ خزف کی رنگائی تو بہت ہوتی ہے مگر اس میں دوسری چیز کی ملاوٹ نادر ہے۔ اکثر کو ذکر میں لانا اور نادر کو ترک کردینا کوئی بعید امر نہیں۔ یہاں حلیہ کے حاشیہ پر مجھے اپنی لکھی ہوئی درج ذیل عبارت نظر آئی: "خزف سے جواز کو مطلقاً بیان کرنا یا جواز کو اس بات سے مقید کرنا کہ کوئی مخالف رنگ نہ ہو، یہ اس کے منافی نہیں کہ اس سے تیمّم مطلقاً منع ہو جب اسے کسی مخالف چیز کے ساتھ پکادیا گیا ہو، اس لیے کہ یہ صورت الگ ہے جو بہت کم واقع ہوتی ہے اور نفس خزف کا حکم بتانے میں نظر انداز کی جاسکتی ہے اس کے برخلاف رنگائی والی صورت بکثرت پائی جاتی ہے اھ" (حاشیہ پر لکھی ہوئی میری تحریر ختم ہوئی) یہ ذہن نشین رہے۔

وقال فی الغنیہ موجھا اطلاق المنع بخلط الطبخ (ولوتیمّم بالخزف ان کان متخذا من التراب بالخالص ولم یجعل فیہ شیئ من الادویۃ) کالفحم والشعر وغیرھما ممایجعل فی الطین الذی تتخذ منہ البنادق (جاز) التیمّم بہ (وان لم یکن علیہ غبار) وان کان

غنیہ میں ملاکر پکانے کی صورت میں مطلقاً ممانعت کی توجیہ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے" (اور اگر خزف سے تیمّم کیا تو اگر وہ خالص مٹّی سے بنی ہو اور اس میں کوئی

[244] حلیہ

فیہ شیئ من الادویۃ ظاھرا لایجوز الا ان یکون علیہ غبار لما تقدم فی الطلی بالاٰنك وکان ینبغی ان تعتبر الغلبۃ لکن لم یعتبروھا لانہ بخلط الدواء مع الطبخ خرج عن کونہ من جنس الارض من کل وجہ[245] اھ۔	دوا نہ پڑی ہو) جیسے کوئلہ، بال اور دوسری چیزیں جو اس مٹی میں ڈالی جاتی ہیں جس سے بندوق کی گولیاں بنتی ہیں تو اس سے تیمّم (جائز ہے، اگرچہ اس پر غبار نہ ہو) اور اگر اس میں اوپر کوئی دوا پڑی ہو تو جائز نہیں مگر اسی صورت میں جب اس پر غبار ہو۔ اس کی وجہ وہی ہے جو رانگ سے قلعی کیے ہوئے برتن کے بارے میں گزر چکی۔ یہاں غلبہ کا اعتبار ہونا چاہئے تھا لیکن اس کا اعتبار نہ کیا گیا اس لیے کہ پکانے کے ساتھ دوا ملانے کی وجہ سے وہ پورے طور سے جنس زمین ہونے سے خارج ہو گئی"۔ اھ (ت)
اقول اوّلًا : رأیتنی (۱) کتبت علیہ الذی تقدم فی المطلی ھو قولہ (لایجوز التیمم بالغضارۃ المطلی بالاٰنک) لوقوعہ علی غیر جنس الارض[246] اھ فھذا یقتضی ان معنی قولہ ان کان فیہ شیئ من الادویۃ ظاھرا ای مستعلیا فوقہ ولیس کذلك فان ھھنا مزجا والتاویل بان المراد ظھور الاثر والاحالۃ علی ماتقدم من جھۃ انہ لم یبق من جنس الارض علی الاطلاق * شدید البعد عن المذاق * کما لایخفی علی الحذاق *	**اقول: اوّلًا** میں نے دیکھا کہ اس پر میں نے وہ عبارت لکھی ہے جو قلعی کیے ہوئے برتن کے بارے میں گزری یعنی ان کا یہ کلام: "(اس برتن سے تیمّم جائز نہیں جس پر رانگ کی قلعی کی گئی ہو) اس لیے کہ یہ تیمّم غیر جنس زمین پر ہوگا"۔ اھ۔ یہ کلام اس کا مقتضی ہے کہ ان کی عبارت "ان کان فیہ شیئ من الادویۃ ظاھرا" کا معنی یہ ہو کہ اگر اس کے اوپر کوئی دوا چڑھی ہوئی ہو، حالانکہ یہ صورت نہیں اس لیے کہ یہاں تو مٹّی میں دوا کی آمیزش اور ملاوٹ ہوتی ہے اب اگر "ظاھرًا" کی تاویل میں یہ کہا جائے کہ مطلب یہ ہے کہ دوا کا اثر ظاہر ہوا اور ماسبق کا حوالہ اس لحاظ سے دیا ہے کہ یہ بھی مطلقًا جنس زمین سے نہ رہی تو یہ تاویل مذاق سلیم سے بہت بعید ہے جیسا کہ ماہرین پر مخفی نہیں۔ (ت)
وثانیا: الظھور (۲) سواء ارید	**ثانیًا**: ظہور ممانعت کی شرط نہیں خواہ اس سے

[245] غنیۃ المستملی باب التیمم مطبع سہیل اکیڈمی لاہور ص۷۹
[246] غنیۃ المستملی باب التیمم مطبع سہیل اکیڈمی لاہور ص۷۹

به عينًا اواثرًا ليس شرط المنع الاترى ان الزجاج المتخذ من الرمل والقلى وهو الموجود الأن غالبا فی ايدی الناس لايظهر فيه للقلى عين ولا اثروعدم جواز التيمّم به معلوم مقرر۔

وثالثا: اشترط(ا) الظهوری بأی وجه كان تقييد لاطلاقهم فأن ارتكب هذا فلم لايقيد بشرط الغلبة المعلوم من قواعد الشرع والعقل۔

فأن قلت هو احتراز عن نزريسير يختلط من غيرقصد قلما يخلو الشيئ عنه عادة فی اعتباره حرج بخلاف دواء يخلط قصدا فانه يكون على مقدار صالح ولابد له من اثر ظاهر۔

اقول: بهذا يرجع الى اعتبارہ الغلبة اذ هو الفصل بين القليل والكثير والاوساط مالها من انضباط الاترى الى قول الهداية فی المياه لنا ان الخلط القليل لامعتبر به لعدم امكان الاحتراز عنه كما فی اجزاء الارض فيعتبر الغالب والغلبه بالاجزاء[247] اھ۔

عین مراد ہو یااثر۔دیکھیے کہ شیشہ جوریت اور شخار سے بنتاہے۔او ر اس وقت لوگوں کے پاس زیادہ تر یہی پایاجاتاہے۔اس میں شخار کانہ عین ہوتا ہے نہ اثر، مگراس سے تیمّم کاعدمِ جواز معلوم اور طے شدہ ہے۔

ثالثًا: ظہور کی شرط جس طرح بھی لگائی جائے اس سے اطلاق علماء کی تقیید لازم آتی ہے اگر قید لگانی ہی ہے توکیوں نہ شرط غلبہ کی قید لگائی جائے جس کااثر شرعی عقلی قواعد سے ہونا معلوم ہے۔

اگریہ کہاجائے کہ "ظاھرًا" کہہ کہ اس قلیل معمولی مقدار سے احتراز مقصود ہے جو بلاارادہ مل جاتی ہے جس سے شے عادۃً کم ہی خالی ہوتی ہے تو اس کااعتبار کرنے میں حرج ہے۔اس کے برخلاف ایسی دواجو قصدًاملائی جائے اس کی ایک قابلِ لحاظ مقدار ہوتی ہےاوراس کانمایاں اثر ضروری ہے۔ (ت)

اقول: تو اس کا مآل، غلبہ کااعتبار ہے کیونکہ قلیل وکثیر کے درمیان حدِ امتیاز وہی ہے، درمیانی حالتوں کاتو کوئی انضباط ہی نہیں۔پانی سے متعلق صاحب ہدایہ کی عبارت دیکھئے، فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ معمولی آمیزش کاکوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں، جیسے اجزائے زمین میں، تو غالب کااعتبار ہوگااور غلبہ اجزاء سے ہوتاہے۔"اھ (ت)

[247] الہدایۃ باب الماء الذی یجوزبہ الوضوء الخ مطبع المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۸

ورابعا: خروجه(۱) بالطبخ مع الدواء مطلقًا عن جنس الارض ای دلیل علیه فانما کان الطبخ اکثر اثرا فیه الماء لحصول شدة الامتزاج به کما فی الکافی والتبیین وغیرهما لان بالنار بتخلخل الشیئ فینفذ فیه الماء وتنحل منه اجزاء لطیفة تسری فی الماء ولاکذلك الطین و اذلیس ههنا للطبخ زیادة اثر فلم یبق الا المزج وهو معتبرفیه الغلبة قطعا کماتقدم وبالله التوفیق۔	**رابعًا:** دوا کے ساتھ ملا کر پکانے سے وہ مطلقًا جنس زمین سے خارج ہوتی ہے اس پر کیا دلیل ہے؟ پکانے کا اثر پانی پر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اس سے خوب امتزاج ہو جاتا ہے جیساکافی اور تبیین وغیرہما میں ہے اس لیے کہ آگ سے شیئ میں تخلخل پیدا ہو جاتا ہے تو پانی اس میں نفوذ کر جاتا ہے ار اس کے لطیف اجزاء پانی میں سرایت کر جاتے ہیں۔اور مٹی کا معاملہ ایسا نہیں اور جب یہاں پکانے کا کوئی خاص اثر نہیں تو بس امتزاج ہی رہ گیا اور امتزاج کی صورت میں قطعی طور پر غلبہ کا اعتبار ہے جیساکہ گزر چکا اور توفیق خدا ہی سے ہے۔(ت)
وخامسًا : ما(۲)الفرق بین ماذ قُرض شعرودُق فحم ومزجا بطین غالب مزجابالغاوصنعت منه بنادق و جففت بالشمس وبین ما اذاصنعت واحرقت فای شیئ زادتها النار حتی جازبها التیمّم فی الاولی دون الاخری بل لم تزدها النار الانقصالاحتراق حصة من المخالط فهذا ماعندی والعلم بالحق عند ربّی۔	**خامسًا:** دو۲ صورتیں ہیں،ایک یہ کہ بال کاٹا گیا،کوئلہ پیسا گیا اور دونوں کو غالب مٹّی سے خوب ملادیا گیااور اس سے گولیاں بناکر دھوپ میں سکھادی گئیں،دوسری صورت یہ کہ گولیاں بناکر آگ میں جلائی گئیں توآگ نے ان گولیوں میں کیازیادہ کردیا کہ پہلی صورت میں تو تیمّم جائز ہوااور دوسری میں جائز نہ ہوا،دونوں میں آخرفرق کیاہے؟ بلکہ دوسری صورت میں آگ نے کچھ بڑھایا نہیں بلکہ کم ہی کیااس لیے کہ مٹّی سے ملنے والی چیز کاایک حصّہ جلادیا،یہ میرے نزدیک ہے اور حق کا علم میرے رب ہی کے یہاں ہے۔(ت)

بالجملہ مسئلہ خلط بالطبخ مثل مسئلہ جمع بین الاختین بملك الیمین ہے احلتهما اٰیة وحرمتهما اخری (ان دونوں کوایک آیت نے حلال کیا اور دوسری نے حرام کیا۔ت)اُدھر اطلاقات ائمہ کہ خلط میں غلبہ کا اعتبار ہے مخالط مغلوب میں حکم جواز بتارہے ہیں،ادھر ویسے ہی اطلاقات ائمہ کہ جس میں کچھ دوائی پکائی جائے صالح تیمّم نہیں جانب مع جارہے ہیں،دونوں اطلاقوں میں سے ایک ضرور مقید ہے۔دوم کو صرف علامہ

ابراہیم حلبی نے اطلاق پر رکھنا چاہا اور اس کی جو وجہ فرمائی بوجوہ مخدوش ہے اگر کہیے اس کی تائید مسئلہ زجاج متخذ من الرمل وغیرہ سے ہوتی ہے کہ محیط و تبیین اور خود محقق علی الاطلاق اور ان کے اتباع نے اس میں مطلقاً حکم منع دیا اور ریتے کے غالب ہونے کی کوئی قید ذکر نہ فرمائی۔

اقول: علماء نے واقع پر حکم فرمایا اور واقع یہی ہے کہ جنس ارض اس میں غالب نہیں۔ تحفہ میں ہے:

مصنوع او راسنگریزہ سفید و قلی ست کہ بالمناصفہ گدازند[248]۔	مصنوعی شیشہ سفید سنگریزے اور شخار سے بنتا ہے اس طرح کہ دونوں نصف نصف لے کر پگھلاتے ہیں۔(ت)

تذکرہ انطاکی میں ہے:

والمصنوع منہ من القلی جزء والرمل الابیض الخالص نصف جزء ویسبکان حدالامتزاج[249]۔	مصنوعی شیشہ کے اندر شخار کا ایک حصہ ہوتا ہے اور سفید خالص ریت کا نصف حصہ۔ دونوں کو اس حد تک گلایا جاتا ہے کہ ایک دوسرے سے خوب مل جائیں۔(ت)

اور اول کو امام محقق الاطلاق و صاحب جوہرہ و محقق حلبی صاحب حلیہ و محقق زین صاحب بحر نے اطلاق پر رکھا اور وہی جادہ واضحہ و قاعدہ عقلیہ ونقلیہ ہے لہٰذا وہی مرجح ہونا چاہئے اور احتیاط احسن، غرض خلط میں خلاصہ حکم یہ نکلا کہ اگر بلا طبخ ہے تو جب تک جنس ارض غالب ہے تیمّم جائز ہے۔ اور اگر طبخ کے ساتھ خلط ہو تو اگر اجزائے مخالف غالب یا مساوی تھے اور بعد طبخ بھی ایسے ہی رہے تو تیمّم مطلقاً ناجائز اور اگر جلنے سے کل فنا ہوگئے مطلقاً جائز۔ اور اگر بعض مغلوب باقی رہے تو اگر خلط قصدی نہ تھا بعض اجزائے قلیلہ خود ملے رہ گئے تھے تیمّم جائز۔ اور اگر قصداً ملائے گئے تھے تو اظہر و ارجح جواز اور اولٰی احتراز یہ ہے بحمد اللہ تعالٰی جنس ارض کی وہ تحقیق بالغ وتنقیح بازغ کہ اس کا دسواں حصہ کہیں نہ ملے گا بفضلہٖ تعالٰی ان مباحث جلیلہ پر مشتمل جن کی نعمت کو رحمت بے سبب نے اسی تحریر کے لیے ودیعت رکھا تھا۔

وللّٰہ الحمد اولا واٰخر* وباطنًا وظاھرًا* وصلی اللہ تعالٰی وسلم وبارك کثیرا متواترًا* وافرا متظافرا * علی عالم حِکَمہ* وقاسم	اور خدا ہی کے لیے ساری حمد ہے اول وآخر، ظاہر و باطن اور خدائے تعالٰی کی کثیر، متواترہ وافر وغالب رحمت وبرکت ہو اس کی حکمتوں کے عالم، نعمتوں کے قاسم،

[248] تحفہ تنکابنی الزاء مع الجیم ص ۳۱۶

[249] تذکرہ داؤد انطاکی حرف الزاء مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۱۷۵

نعمه*وافضل خلقه*وسراج افقه*واٰله وصحبه÷ وابنه وحزبه*ابد الابدين*عدد خلق الله في كل اٰن وحين*والحمد لله ربّ العٰلمين۔	مخلوق میں افضل،اور آفتاب افق پر اور ان کی آل،اصحاب، فرزند اور ان کی جماعت پر ہمیشہ ہمیشہ،جس قدر ہر آن اور ہر وقت خلقِ خدا ہو،اور خدائے رب العالمین ہی کے لیے ساری حمد ہے۔(ت)

(رسالہ ضمنیہ المطر السعید تمام ہوا)